

دومۃ الجہد ل  
چالیس سے زائد ان خوش نصیبوں کا منہ کا تکرار جنہیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سوار ہونے کا شرف حاصل ہوا

# ہم کا رسول

ﷺ

## حمیرا کی

تاریخ  
مولانا ابوالحسن علی Nadwi

کتاب خانہ سیرت



چالیس سے زائد ان خوش نصیبوں کا مہکتا تذکرہ جنہیں سواری پر  
رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سوار ہونے کا شرف حاصل ہوا

# ہم رکابِ رسول ﷺ

مؤلف

مولانا حافظ محمد ابراہیم فیضی

حمیری

کتب خانہ سیرت

لی مارکیٹ، صدر ٹاؤن، کراچی، موبائل: 0321-2834249

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
۷	افتتاحیہ	❖
۱۰	تقدیم	❖
۱۳	مقدمہ	❖
۲۲	رسول اللہ ﷺ کی سواریاں	❖
۳۰	رسول اللہ ﷺ کے سفر کی بعض دعائیں	❖
۳۳	جبریل امین ہم رکاب رحمۃ اللعالمین ﷺ	۱۔
۳۴	امّ النبی ﷺ ہم رکاب نبی ﷺ	۲۔
۳۵	حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ	۳۔
۴۲	حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ	۴۔
۴۵	حضرت علی رضی اللہ عنہ	۵۔
۴۹	حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما	۶۔
۵۳	حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما	۷۔
۵۶	حضرت علی بن ابی العاص رضی اللہ عنہما	۸۔
۵۸	حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما	۹۔
۶۳	حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما	۱۰۔
۶۷	حضرت قثم بن عباس رضی اللہ عنہما	۱۱۔
۶۹	حضرت عبید اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما	۱۲۔

نام کتاب : ہم رکاب رسول ﷺ

مؤلف : مولانا حافظ محمد ابراہیم فیضی

صفحات : ۱۶۰

قیمت : ۱۰ روپے

کمپوزنگ : محمد عرفان المانی، اردو بازار کراچی۔

فون: 0334-3422072

سن اشاعت : ربیع الاول ۱۴۲۹ھ / مارچ ۲۰۰۸ء



۱۳	حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما	۷۰
۱۴	حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما	۷۴
۱۵	حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما	۷۹
۱۶	حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ	۸۲
۱۷	حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما	۸۶
۱۸	حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ	۹۲
۱۹	حضرت ابوذر الغفاری رضی اللہ عنہ	۹۶
۲۰	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ	۱۰۰
۲۱	حضرت سہیل بن بیضاء رضی اللہ عنہ	۱۰۳
۲۲	حضرت ثرید بن سوید الثقفی رضی اللہ عنہ	۱۰۵
۲۳	حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ	۱۰۷
۲۴	حضرت اسامہ بن عمیر رضی اللہ عنہ	۱۱۳
۲۵	حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ	۱۱۵
۲۶	حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما	۱۱۷
۲۷	حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ	۱۲۰
۲۸	حضرت ابوطحہ انصاری رضی اللہ عنہ	۱۲۵
۲۹	حضرت ابوالدرداء عویم بن زید بن قیس انصاری رضی اللہ عنہ	۱۲۷
۳۰	حضرت ابوامامہ صدیق بن عجلان رضی اللہ عنہ	۱۳۰
۳۱	حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ	۱۳۳
۳۲	حضرت قیس بن سعد انصاری رضی اللہ عنہما	۱۳۶
۳۳	حضرت ثابت بن الضحاک رضی اللہ عنہ	۱۴۰

۳۴	حضرت ابویاس رضی اللہ عنہ	۱۴۱
۳۵	حضرت خوات بن جبر رضی اللہ عنہ	۱۴۲
۳۶	بنو عبدالمطلب کے لڑکے رضی اللہ عنہم	۱۴۵
۳۷	والد ابوتیمہ الجہنی رضی اللہ عنہ	۱۴۶
۳۸	یوم عرفہ کا ردیف رضی اللہ عنہ	۱۴۷
۳۹	نامعلوم الاسم ردیف رضی اللہ عنہ	۱۴۸
۴۰	ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا	۱۴۹
۴۱	حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا	۱۵۳
۴۲	حضرت امیہ بنت قیس ابن الصلت الغفاریہ رضی اللہ عنہا	۱۵۶
۴۳	ایک بدنصیب ردیف	۱۵۸
۴۴	بعض اہم مآخذ	۱۵۹



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## افتتاحیہ

ان الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره، ونعوذ بالله من شرور  
انفسنا ومن سيئات اعمالنا، من يهده الله فهو المهتد ومن يضل  
فلا هادي له، واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد  
ان سيدنا محمداً عبده ورسوله

پروردگار عالم کی بے پایاں حمد ہے جس نے اپنے فضل واحسان سے کائنات کی ہر  
چیز کو نہ صرف خصوصی ساخت اور صورت بخشی بلکہ مقصد تخلیق کی طرف اس کی رہنمائی بھی  
فرمائی، خوردبین کی آنکھ سے نظر آنے والے جانداروں سے لے کر دیوپیکر جانداروں  
تک، ناقابل تقسیم ذرے سے لے کر فلک بوس پہاڑوں تک، کائنات کی بلند و بالا  
وسعتوں میں جھللاتے لاتعداد ستاروں اور سیاروں سے لے کر تحت الثریٰ کی گہرائیوں  
تک ہر چیز کو جو شکل و صورت، جو قوت و صلاحیت اور جو صفت و خاصیت حاصل ہے  
صرف اور صرف اسی خلاق کون و مکان ہی کا عطیہ ہے، اسی نے ہر چیز کو یہ سکھا دیا کہ وہ  
اپنی قوتوں سے کس طرح کام لے اور ان منفعات تک کیسے رسائی حاصل کرے جن میں  
ان کی بقا بھی ہے اور کائنات کی مجموعی خدمت میں اپنے فریضہ کی ادائیگی بھی۔

اور لا محدود درود و سلام ہوں اس رسول گرامی ﷺ کی ذات بابرکات پر جن کی  
مقدس آنکھیں نہ صرف امت کی بخشش کی التجاؤں پر اشک بار رہیں بلکہ چرند پرند پر ظلم و  
زیادتی اور ان کی بے بسی بھی ان کو غم دیدہ کر دیا کرتی تھی۔ جو ننھی منی سی چڑیا کی بے قراری  
پر بھی تڑپ جایا کرتا تھا، اور ہر ذی روح تر جگر کے ساتھ نیکی اور بھلائی کرنے کا حکم فرمایا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حمیری

مری انتہائے نگارش یہی ہے

ترے نام سے ابتدا کر رہا ہوں



کرتا تھا، جن کی بارگاہ میں جانور اپنی عرضداشتیں لاتے اور من چاہی مرادیں پاتے تھے۔ یہ گزشتہ صدی کی آٹھویں دہائی کا ذکر ہے، ایک علمی ادارے میں صحیح البخاری کی شروح کے مطالعہ کے دوران عمدۃ القاری کی یہ عبارت نظر سے گزری کہ:

وقد جمع ابن منده الاصبهانی کتاباً فیہ اسماء من اردفہ سیدنا رسول اللہ ﷺ معہ علی الدابة فبلغ نیفا و ثلاثین رجلاً (ج ۹ ص ۱۲۲)

ابن منده اصبہانی (ت ۳۹۵ھ / ۱۰۰۵ء) نے ایک کتاب مرتب کی ہے جس میں ان حضرات کے اسمائے گرامی ہیں جن کو رسول اللہ ﷺ نے سواری کے جانور پر اپنا ردیف بنایا ہے یہ تمیں سے کچھ اوپر اشخاص ہیں۔

یہ عبارت پڑھتے ہی دل میں تمنا پیدا ہوئی کہ کیوں نہ ان محترم اشخاص کا تذکرہ مرتب کیا جائے جن کو رب دوالجلال نے سواری پر حضور ﷺ کے ساتھ سوار ہونے کا شرف بخشا ہے۔

تلاش و جستجو کا عمل شروع ہوا اور دوران مطالعہ بلا مبالغہ عربی، فارسی اور اردو کی چھوٹی بڑی بیسیوں کتب نظر سے گزریں، جہاں کہیں اس موضوع سے متعلق روایت دستیاب ہوئی اس کا اندراج کیا، اور اصل مآخذ تک رسائی اولین ترجیح رہی۔ تیس سال کا عرصہ گزرنے کے بعد میرے قادر و کریم رب تعالیٰ نے مجھے یہ توفیق ارزانی فرمائی ہے کہ یہ مختصری کاوش آپ کے ہاتھوں میں پہنچ رہی ہے۔ الحمد للہ حمداً کثیراً طیباً مبارکاً کما یحب ربنا و یرضی۔

چالیس سے زائد ان خوش نصیبوں کی یہ تعداد حتمی نہیں بلکہ اس میں یقینی طور پر اضافہ ہو سکتا ہے، کیونکہ بعض حضرات کے نام ملے مگر تفصیل دستیاب نہ ہوئی اور حضرت

انس رضی اللہ عنہ کے بقول رسول اللہ ﷺ کا معمول شریف یہ رہا کہ دوران سفر اپنے اہل بیت اور صحابہ میں سے جس کو پسند فرماتے اپنا ردیف بنالیا کرتے تھے اور آپ ﷺ نے حج، عمرہ، غزوات، مختلف قبائل میں تبلیغ اور معاہدوں کے ضمن میں اکثر سفر اختیار فرمایا ہے، سو اس کے مقابلے میں ہر کابی کا شرف رکھنے والوں کی یہ تعداد بہت مختصر ہے اور حال یا مستقبل کے کسی محقق کی تحقیق کی منتظر ہے۔ واللہ الہادی و هو یہدی السبیل اسمائے گرامی کی ترتیب میں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے تذکرے کے بعد فکر فاروقی رضی اللہ عنہ کی اتباع میں پہلے اہل بیت نبوت، پھر مہاجرین و انصار صحابہ کرام اور آخر میں صحابیات کا ذکر خیر ہے۔

سب سے آخر میں علامہ سید محمود آلوسی کی ذکر کردہ ایک چونکا دینے والی روایت درج کی گئی ہے جس میں امت مسلمہ کے فرعون ابوجہل کے رسول اللہ ﷺ کا ردیف بننے کا تذکرہ ہے۔

اس سلسلے میں جن کرم فرماؤں نے مفید مشوروں سے نوازا، کتب کی فراہمی میں مدد کی، حوالہ جات کی دستیابی میں معاونت فرمائی، سب کا تہہ دل سے مشکور و ممنون ہوں، خصوصاً معروف ادیب و محقق جناب ڈاکٹر سید ابوالخیر کشفی کا شکر گزار ہوں جنہوں نے علالت کے باوجود تقدیم رقم فرمائی، ڈاکٹر سید عزیز الرحمن صاحب جنہوں نے اس کتاب کی تدوین اور ترتیب میں ہمہ جہتی مدد کی، جہاں سیرت کے مدیر حافظ محمد عارف گھانچی صاحب اور حافظ محمد عرفان خان المانی جو طباعت کی ذمہ داری نبھارے ہیں۔

فجزاھم اللہ احسن الجزاء

حافظ محمد ابراہیم فیضی

شہاب منزل، پاکستان چوک، کراچی

پیر ۲۴ صفر المظفر ۱۴۲۹ھ / ۳ مارچ ۲۰۰۸ء



بسم اللہ الرحمن الرحیم

## تقدیم

ڈاکٹر سید محمد ابوالخیر کشفی

نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت پر کم و بیش ۱۴۴۲ برس گزر چکے ہیں اور ماہ و سال کی ہر گردش کے ساتھ نقوش نبوت اور ابھرتے جا رہے ہیں، اور سیرت پاک و حیات طیبہ کے اطراف و جوانب اور روشن ہوتے جا رہے ہیں، آپ کی مثالی زندگی کا کون سا گوشہ ایسا ہے جس پر لکھنے والوں نے نہیں لکھا، وقت کے گزراں کے ساتھ زندگی کے نئے طریقے اور قرینے سامنے آتے جائیں گے اور ان راستوں کو بھی حیات محمد ﷺ کی روشنی میں دیکھا اور پرکھا جائے گا۔

جو رسول ہمہ زمان ﷺ کے قریب آیا اس کی زندگی ابد آثار بن گئی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر کس کس پہلو سے نہیں لکھا گیا۔ اصحاب بدر، اصحاب بیعت رضوان، فتح مکہ کے شرکا، رسول اللہ ﷺ کے قاصد، سرور کائنات کے عمال، رسول اللہ ﷺ کے کاتب، اور اس سلسلے میں بھی زمرے قائم کے گئے۔ کاتبان وحی، کاتبان مکتوبات، کاتبان وثائق وغیرہ۔ مولانا حافظ محمد ابراہیم فیضی صاحب کی تالیف جدید اسی سلسلے کی ایک روشن کڑی ہے۔ عربی زبان میں اس موضوع پر چند رسالے موجود ہیں، ایک آدھ رسالہ میری نظر سے بھی گزرا ہے مگر میرا خیال ہے کہ فیضی صاحب کی تالیف زیادہ مبسوط ہے۔

فیضی صاحب ایک نہایت پڑھے لکھے، اصل مآخذ سے باخبر، صاحب علم ہونے کے ساتھ ساتھ ایک باذوق اور فنِ ادارت و تدوین سے کما حقہ باخبر اہل قلم ہیں۔ اس پر

حسن تحریر کے محاسن مستزاد، اللہ تعالیٰ نے فیضی صاحب کو اپنی بات اپنے قارئین تک آج کی زندہ اردو میں کمالِ تاثر کے ساتھ پیش کرنے کی صلاحیت اور توفیق ارزانی فرمائی ہے، ہمیں یقین ہے کہ اس نعمت پر انہوں نے اپنے رب کا مسلسل شکر ادا کیا ہوگا۔

کسی کتاب پر حواشی یا پاوترتی (Footnotes) لکھنا کوئی ایسا مشکل کام نہیں ہے لیکن مفید اور کارآمد تعلیقات لکھنے کے لئے اپنی کتاب کے موضوع کی مکمل تفہیم لازم ہے۔ ”ہم رکاب رسول ﷺ“ کا بنیادی موضوع ہے اسفار رسول اللہ ﷺ، اور اس موضوع کو اپنی نظر میں رکھتے ہوئے فیضی صاحب نے مقدمہ کتاب میں وسائل سفر کو عنایت پروردگار کے طور پر پیش کیا ہے جس نے سمندروں اور ہواؤں کو انسان کے لئے مسخر کیا جس نے کشتیوں، جہازوں اور بار برداری کے جانوروں کے ذریعے سفر کو انسان کے لئے آسان بنایا اور جس نے نت نئی ایجادوں کی خبر دی وَ يَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ۔ اس سلسلہ کلام کو آگے بڑھاتے ہوئے فیضی صاحب نے عالم حیوانات پر رحمۃ للعالمین ﷺ کے احسانات کا تذکرہ کیا ہے، یہ تو وہ ذات گرامی تھی جس کے حضور بے زبان جانور بھی آکر آنسوؤں کی زبان میں اپنی شکایات پیش کرتے تھے اور رحمت لقب ﷺ ان آنسوؤں کی رونداد کو کس شفقت سے پڑھ لیتے تھے۔

اس مقدمہ کے بعد فیضی صاحب نے رسول اللہ ﷺ کی سواریوں کا ذکر فرمایا ہے، تاریخ عالم نے غیر ضروری معلومات کا بوجھ اپنے اوپر سے اتار کر اسے فراموشی کے سمندر میں غرق کر دیا۔ آج نظر بظاہر کتنے مہم واقعات کی تفصیل ہمیں نہیں معلوم لیکن رسول اللہ ﷺ کے گھوڑوں، اونٹنیوں، دراز گوشوں اور خچروں کے نام تاریخ نے محفوظ رکھے ہیں کیونکہ انہیں سرور کائنات ﷺ کی خدمت کا موقع ملا تھا، اسی کے ساتھ ساتھ فیضی صاحب نے سفر کی مسنون دعائیں بھی پیش کر دی ہیں، وہ دعائیں جو آج بھی سفر کے موقع پر مسلمان کی رفیق ہوتی ہیں، وہ دعائیں جو ہمیں مقصد سفر اور مقصد حیات



بھولنے نہیں دیتیں جن میں سفر کی سہولتوں کے ساتھ نیکی، تقویٰ اور اُن اعمال کے لئے رب کائنات کے حضور ہماری التجائیں شامل ہیں جن سے ہمارا رب ہم سے راضی ہو۔ اور تو اور حضرت ختمی مرتبت ﷺ اُن بستیوں کے لئے بھی دعا فرماتے جن سے آپ گزرتے تھے۔ غزوات میں بھی یہی آپ کا معمول تھا، آپ نے حملہ کی رات خیبر کی بستی کے لئے بھی خیر و برکت کی دعا فرمائی تھی۔

یقین ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ہر ذکر اور تذکرے کی طرح اس کتاب کا فیض اس کے قارئین کو حاصل ہوگا اور ویسے بھی۔

حیاتِ ذوقِ سفر کے سوا کچھ اور نہیں کاش ہم اپنا سفر حیات بھی رسول اللہ ﷺ کے ردیفوں اور ہم رکابوں کی طرح عافیت اور سلامتی سے طے کر سکیں۔ آمین یا رب العالمین

سید محمد ابوالخیر کشفی



## مقدمہ

لا امدود حمد اس خالقِ ارض و سماء، مالکِ صبح و مسا کے لئے ہے جس نے مشیتِ خاکِ انسان کو بے مثال شرف عطا فرمایا، زمین و آسمان کی ہر چیز کو اس کے کام میں لگایا اور ہر قسم کی ظاہری و باطنی نعمتوں سے اس کا دامن بھر دیا، ارشاد ہے:

أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَ أَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَ بَاطِنَةً (۱)

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی ہر چیز کو تمہارے کام میں لگا رکھا ہے اور تمہیں بھرپور انداز میں اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں دے دیں۔

وَ سَخَّرَ لَكُمْ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ ذَاتَيْنِ وَ سَخَّرَ لَكُمْ اللَّيْلَ وَ النَّهَارَ ۝ وَ اتَّكُمْ مِنْ كُلِّ مَآسَأَلْتُمُوهُ ط وَ إِنْ تَعَدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا ط (۲)

اور تمہارے لئے سورج اور چاند مسخر کئے جو برابر رواں دواں ہیں اور تمہارے لئے رات اور دن مسخر کئے۔ اور تمہاری سب مانگی ہوئی چیزوں میں سے تمہیں عطا فرمایا اور اگر تم اللہ کی نعمتیں گنو تو انہیں گن نہ سکو گے۔



جس نے اس رنگا رنگ، وسیع و عریض کائنات میں انسان کو خلافت ارضی عطا فرمائی، بحر و بر پر حکمرانی بخشی، پاکیزہ رزق عطا فرمایا اور اپنی کثیر مخلوق پر فضیلت و تکریم سے نوازا، ارشاد فرمایا:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَهُمْ عَلَى كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا ۝ (۳)

بے شک ہم نے اولادِ آدم کو بڑی عزت بخشی اور ان کو خشکی اور تری کی سواریاں دیں اور ان کو پاکیزہ چیزوں کی روزی دی اور ان کو اپنی بہت سی مخلوق پر فضیلت عطا فرمائی۔

رَبُّكُمُ الَّذِي يُجْزِي لَكُمْ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ ۚ إِنَّهُ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ۝ (۴)

تمہارا رب وہ ہے جو تمہارے لئے دریا میں کشتیاں رواں کرتا ہے تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو، بے شک وہ تم پر بہت مہربان ہے۔

اگر سمندروں، دریاؤں میں سبک رفتاری سے رواں دیو قامت جہاز قسم قسم کے سامان اور انسانوں کو لئے دنیا کے گوشہ گوشہ میں محسوس رہتے ہیں تو خشکی میں مختلف قسم کے ذرائع نقل و حمل انسان کی خدمت میں ہر آن کمر بستہ نظر آتے ہیں۔

سواری اور بار برداری میں کام آنے والے جانوروں، کشتیوں، جہازوں سے لے کر قیامت تک ایجاد ہونے والے ذرائع نقل و حمل کا ذکر کر کے ارشاد فرمایا:

وَتَحْمِلُ أَثْقَالَكُمْ إِلَىٰ بَلَدٍ لَّمْ تَكُونُوا بَلِغِيهِ إِلَّا بِشِقِّ الْأَنْفُسِ ۚ إِنَّ رَبَّكُمْ لَرءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝ وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَ

۳۔ بنی اسرائیل: ۷۰

۴۔ بنی اسرائیل: ۶۶

الْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً ۚ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝ (۵)

اور وہ (جانور) تمہارے بوجھ ان شہروں کی طرف لے جاتے ہیں جہاں تک تم نیم جان ہوئے بغیر نہ پہنچتے، بے شک تمہارا رب بڑا ہی شفیق اور نہایت مہربان ہے، گھوڑے، خچر اور گدھے کہ تم ان پر سوار ہو اور وہ باعثِ زینت بھی ہیں اور وہ (ایسی چیزیں) پیدا فرمائے گا جس کا تمہیں علم نہیں۔

خشکی اور تری کی یہ سواریاں انسان کے لئے اللہ تعالیٰ کی بے بہا نعمت بھی ہیں اور سامانِ عبرت بھی:

وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۚ نُسْقِيكُمْ مِمَّا فِي بُطُونِهَا وَلَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ كَثِيرَةٌ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ۝ وَالْفُلْكَ تَحْمَلُونَهَا ۝ (۶)

اور بے شک تمہارے لئے چوپایوں میں بڑی عبرت ہے، ہم تمہیں ان کے پیٹوں سے دودھ پلاتے ہیں اور تمہارے لئے ان میں بہت فائدے ہیں اور ان میں سے بعض کو تم کھاتے ہو اور تم ان پر اور کشتیوں پر سوار کئے جاتے ہو۔

وَالَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُمْ مِنَ الْفُلْكَ وَالْأَنْعَامِ مَا تَرْكَبُونَ ۝ لِتَسْتَوُوا عَلَىٰ ظُهُورِهِ ثُمَّ تَذْكُرُوا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ إِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ ۚ (۷)

اور (اللہ ہی ہے) جس نے سب چیزوں کے جوڑے بنائے اور

۵۔ النحل: ۸، ۷

۶۔ المؤمنون: ۲۲، ۲۱

۷۔ الزخرف: ۱۳، ۱۲



تمہارے لئے کشتیوں اور چوپایوں سے سواریاں بنائیں کہ تم ان کی پیٹھوں پر ٹھیک طرح بیٹھو، جب اس پر جم کر بیٹھو تو پھر اپنے رب کی نعمت کو یاد کرو۔

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِمَّا عَمِلَتْ أَيْدِينَا أَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مَالِكُونَ ۖ وَذَلَّلْنَاهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوبُهُمْ وَمِنْهَا يَأْكُلُونَ ۖ وَلَهُمْ فِيهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبٌ ۖ أَفَلَا يَشْكُرُونَ ۝ (۸)

اور کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ ہم نے اپنے ہاتھوں کے بنائے ہوئے چوپائے ان کے لئے پیدا کئے تو یہ ان کے مالک ہیں اور ان (موشیوں) کو ان کے تابع کر دیا تو کسی پر سوار ہوتے ہیں اور کسی کو کھاتے ہیں۔ اور ان کے لئے ان میں بہت سے فائدے اور پینے کی چیزیں ہیں تو کیا یہ شکر ادا نہیں کریں گے۔

اور لا تعداد بار درود و سلام ہوں اس رحمۃ للعالمین پیغمبر گرامی ﷺ کی ذات ستودہ صفات پر جن کی رحمت ہر آن عالمین کے ہر فرد پر سایہ فگن ہے، اور جن کا اسوۂ حسنہ قیامت تک آنے والے ہر بشر کے لئے فوز و فلاح کی نوید ہے۔

انسان کی زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جو رسول اللہ ﷺ کے نور ہدایت سے ضیا بار نہ ہو انسان کا اپنے خالق و مالک سے تعلق، انمان کا دوسرے انسانوں سے تعلق، انسان کا دوسری مخلوق خدا سے تعلق کیسا ہو؟ اس کی فانی زندگی کے لمحات کیسے بسر ہوں؟ اس کی صلاح و فلاح کس طرح ممکن ہے؟ غرض سیرت مصطفیٰ ﷺ کی روشنی میں صراط مستقیم کی جگمگاتی کہکشاں اپنی تمام تر درباری اور دل نوازی کے ساتھ قیامت تک ہر فرد کی رہنمائی کے لئے موجود ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری جس طرح انسانوں کے لئے باعث رحمت ہے اسی طرح بے زبان جانور بھی آپ کی رحمت سے یکساں نفع یاب ہوئے ہیں کہ آپ ﷺ کی ذات گرامی صرف انسانوں کے لئے ہی نہیں بلکہ تمام جہانوں کے لئے سراپا رحمت ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے انسانوں کی نظر میں جانوروں کا کوئی مقام نہ تھا، ظاہر ہے جہاں اشرف المخلوقات انسان کی سر بازار بولی لگتی ہو، منڈی میلوں میں انسانیت کا مول تول ہوتا ہو وہاں بے زبان جانور کس شمار قطار میں آتے ہیں۔

کہیں مالک کی موت پر اس کی سواری کے جانور کو قبر پر باندھ دیا جاتا اور وہ بھوکا پیاسا تڑپ تڑپ کر مر جاتا، یہ رسم البلیۃ کہلاتی تھی۔ کہیں جاندار کو باندھ کر اس پر نشانہ بازی کی مشق کی جاتی تھی۔ (۹) کہیں زندہ جانور کے جسم کا کوئی حصہ مثلاً کوہان، چکلی وغیرہ کاٹ کر پکا لیتے تھے۔ (۱۰) جانوروں پر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ لادتے، ان کے مونہوں پر داغ لگاتے۔ (۱۱) غرض یہ کہ جانور پر ہر قسم روارکھا جاتا تھا۔

رسول رحمت ﷺ کی تشریف آوری سے گلشن حیات میں بہار آگئی، مخلوق خداوندی کو اس کے حقوق عطا ہوئے، انسانوں، جانوروں، پرندوں، چرندوں، حشرات الارض کے حقوق کا تعین فرما دیا گیا، تعذیب و تکلیف پر مشتمل تمام رسوم حرف غلط کی طرح مٹا دی گئیں، ہر ذی روح، تر جگر جاندار کے ساتھ حسن سلوک کو نیکی، گناہوں کی مغفرت اور قرب الہی کا ذریعہ قرار دیا گیا۔

رسول رحمت ﷺ کی خدمت میں جانور بھی اپنی عرضداشتیں پیش کرنے لگے، مالکوں کے ظلم و زیادتی کی کہانیاں سنانے لگے۔

۹- صحیح البخاری، کتاب الذبائح و الصيد، رقم الحدیث: ۵۵۱۳، ۵۵۱۴۔ سنن ابی داؤد، کتاب الضحایا، رقم الحدیث: ۲۸۱۵

۱۰- سنن ابی داؤد، کتاب الصيد، رقم الحدیث: ۲۸۵۸۔ جامع ترمذی، کتاب الصيد، رقم الحدیث: ۱۳۸۰

۱۱- سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب النہی عن الوسم فی الوجه الخ، رقم الحدیث: ۲۵۶۳



حضرت یعلیٰ بن مرہ ثقفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے تین عجیب واقعات ملاحظہ کئے، (ان میں سے ایک یہ ہے) میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا ایک اونٹ بلبلا تا ہوا آیا اس نے آپ کے سامنے اپنی گردن جھکا دی اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دیکھو اس کا مالک کون ہے اس کا کچھ معاملہ ہے؟ میں مالک کی تلاش میں نکلا وہ اونٹ ایک انصاری کا تھا، میں اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بلا لایا، آپ نے فرمایا: تیرے اس اونٹ کا کیا معاملہ ہے؟ اس نے کہا معلوم نہیں اس کا کیا معاملہ ہے؟ بخدا ہم اس پر پانی لایا کرتے تھے، اب یہ اس خدمت کے قابل نہیں رہا، ہم نے گزشتہ رات مشورہ کیا کہ اسے ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کر دیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایسا نہ کرو، یہ اونٹ مجھے ہبہ کر دیا میرے ہاتھ فروخت کر دو، اونٹ کے مالک انصاری صحابی نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ آپ کا ہے، رسول اللہ ﷺ نے اس پر صدقہ کا نشان لگایا اور اسے صدقہ کے اونٹوں میں بھیج دیا۔ (۱۲)

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ میں سواری پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سوار تھا، آپ کو قضائے حاجت کے وقت کھجوروں وغیرہ کی آڑ بطور ستر پسند تھی، ہم انصار کے ایک باغ میں داخل ہوئے، اچانک وہاں بلبلا تا ہوا اونٹ آپ ﷺ کے پاس آگیا، اس کی آنکھوں میں آنسو تھے، رسول اللہ ﷺ نے اس کی یہ حالت دیکھی تو آپ پر رقت طاری ہو گئی اور آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، رسول اللہ ﷺ نے اس کی گردن اور سر پر ہاتھ پھیرا تو وہ پرسکون ہو گیا، آپ نے پوچھا: اس کا مالک کون ہے؟ ایک انصاری جوان نے آ کر کہا: یا رسول اللہ! یہ میرا اونٹ ہے، آپ نے فرمایا: تم ان چوپایوں کے بارے میں اللہ سے نہیں ڈرتے جس نے تمہیں ان کا مالک بنایا ہے، اس نے مجھ سے یہ شکایت کی ہے کہ تم اسے بھوکا رکھتے ہو اور کام زیادہ

۱۲- مسند امام احمد بن حنبل، (حدیث یعلیٰ بن مرہ الثقفی رضی اللہ عنہ)، رقم الحدیث: ۱۷۰۹۷

لیتے ہو۔ (۱۳)

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ اپنی مسجد میں تشریف فرما تھے ایک اونٹ بھاگتا ہوا آیا اس نے نبی ﷺ کی گود میں سر رکھ دیا اور بلبلا نے لگا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس اونٹ کا کہنا ہے اس کا مالک اس کو اپنے والد کی طرف سے کھانے میں ذبح کرنا چاہتا ہے، یہ فریاد لے کر آیا ہے، ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہ! یہ فلاں کا اونٹ ہے اور وہ یہی چاہتا ہے، نبی کریم ﷺ نے اسے بلا کر دریافت فرمایا، اونٹ کے مالک نے یہی ارادہ ظاہر کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے ذبح نہ کرو اور اس نے ایسا ہی کیا۔ (۱۴)

### چوپائے عذاب الہی سے بچاتے ہیں

رسول اللہ ﷺ نے چوپایوں کے ساتھ حسن سلوک اور نیکی کو دخول جنت اور عذاب الہی سے بچنے کا سبب قرار دیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک بدکار عورت کی اس وجہ سے مغفرت ہو گئی کہ اس کا گزر ایک ایسے کتے سے ہوا جو کنوئیں کے کنارے پیاس کی وجہ سے قریب المرگ تھا، اس عورت نے (ازراہ ہمدردی) اپنا موزہ نکال کر اسے دوپٹہ سے باندھا اور اس کے لئے پانی نکالا (اور اسے پلایا)، اسی وجہ سے اسے بخش دیا گیا، عرض کیا گیا: کیا جانوروں کے کھلانے پلانے میں بھی ہمارے لئے اجر ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ہر تر جگر (جان دار) کی خدمت میں اجر ہے۔ (۱۵)

۱۳- سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب ما یؤمر بہ من القیام علی الدواب و البہائم، رقم الحدیث: ۲۵۴۹- مسند امام احمد بن حنبل، (حدیث عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما)، رقم الحدیث: ۱۷۰۹۸

۱۴- طبقات ابن سعد، ج ۱ ص ۱۴۶

۱۵- صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۳۳۲۱- صحیح مسلم، کتاب السلام، باب فصل

سقی البہائم الخ، رقم الحدیث: ۵۸۶۰، ۵۸۶۱



حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے ایسے کتے کو دیکھا جو پیاس کی وجہ سے گیلی مٹی چاٹ رہا تھا، اس نے اپنے موزے سے پانی بھر کر چلو سے پانی ڈال ڈال کر اسے سیراب کر دیا، اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کو قبول فرما لیا، اور اسے جنت میں داخل فرما دیا۔ (۱۶)

صحیح البخاری کی دوسری روایت میں اس کی تفصیل ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی کہیں جا رہا تھا اسے سخت پیاس لگی، وہ کنوئیں میں اترا، پانی پی کر باہر نکلا تو اس نے دیکھا ایک کتا پیاس کی وجہ سے زبان نکالے گیلی مٹی چاٹ رہا ہے، اس نے سوچا: اسے بھی ویسی پیاس لگی ہے جیسی مجھے لگی تھی، وہ کنوئیں میں اترا اپنے موزے میں پانی بھرا، موزے کے منہ کو پکڑا اور چڑھا اور کتے کو پانی پلایا، اللہ تعالیٰ نے اس کی اس نیکی کو قبول فرمایا اور اس کی مغفرت فرمادی۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا چوپایوں (کے کھلانے پلانے) میں بھی ہمارے لئے اجر ہے؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر تر جگر (جاندار) کی خدمت میں اجر ہے۔ (۱۷)

حضرت مسافع الدیلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَوْ لَا عِبَادَةُ رُكْعٍ وَ صَبِيَّةٌ رُضِعَ وَ بَهَائِمٌ رُتِعَ لَصَبَّ عَلَيْكُمْ الْعَذَابُ صَبًّا (۱۸)

اگر رکوع کرنے والے بندے، دودھ پیتے بچے اور چارہ کھانے والے چوپائے نہ ہوں تو تم پر عذاب نازل ہو۔

۱۶۔ صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۱۷۳۰

۱۷۔ صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۲۳۶۳، ۲۳۶۴، ۲۳۶۵۔ صحیح مسلم، کتاب

السلام، باب فضل ساقی البہائم الخ، رقم الحدیث: ۵۸۵۹۔ مسنن ابی داؤد، کتاب

الجهاد، رقم الحدیث: ۲۵۵۰۔ الادب المفرد، باب رحمة البہائم، رقم الحدیث: ۳۷۸

۱۸۔ اسد الغابہ، رقم: ۴۸۵۴، بحوالہ طبرانی، ابن مندہ، ابن عدی۔ الاصابہ فی تمییز الصحابہ،

تذکرہ عبید الذہلی، رقم: ۶۷۵۵

## جانوروں پر ظلم کا انجام

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک عورت کو اس وجہ سے عذاب میں مبتلا کیا گیا کہ اس نے ایک بلی کو بند کر دیا تھا یہاں تک کہ وہ بھوکی پیاسی مر گئی، اس عورت نے نہ تو اس کو خود کھلایا یا پلایا نہ اسے چھوڑا کہ وہ حشرات الارض کھا لیتی۔ (۱۹)

## جانوروں سے اچھا سلوک کرو

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے دو باتیں یاد رکھی ہیں، آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم دیا ہے، سنا جب تم کسی کو قتل کرو تو اچھے طریقہ سے قتل کرو اور جب تم (کسی جانور کو) ذبح کرو تو بہترین طریقہ سے ذبح کرو، اپنی چھری کو تیز کر کے اپنے ذبیحہ کو آرام پہنچاؤ۔ (۲۰)

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ایسے چند لوگوں پر گزر ہوا جنہوں نے مرغی کو باندھ رکھا تھا اور اس پر تیر اندازی کر رہے تھے، انہوں نے آپ کو دیکھا تو ادھر ادھر منتشر ہو گئے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ کام کس نے کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے ایسا کام کرنے والے پر لعنت کی ہے۔ (۲۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

۱۹۔ صحیح مسلم، کتاب السلام، باب تحريم قتل الهرة، رقم الحدیث: ۵۸۵۲۔ کتاب

البر، باب تحريم تعذيب الهرة و نحوها، رقم الحدیث: ۶۶۷۹۔ کتاب التوبة، باب

فی سعة رحمة الله تعالى، رقم الحدیث: ۶۹۸۲۔ مسند امام احمد بن حنبل، عن جابر

بن عبد الله رضی اللہ عنہما، رقم الحدیث: ۱۴۱۹۲۔ الادب المفرد، باب رحمة

البہائم، رقم الحدیث: ۳۷۹

۲۰۔ صحیح مسلم، کتاب الصيد و الذبائح، رقم الحدیث: ۵۰۵۵

۲۱۔ صحیح مسلم، کتاب الصيد و الذبائح، رقم الحدیث: ۵۰۶۱، ۵۰۶۲



کسی جاندار کو ہدف مت بناؤ۔ (۲۲)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں جانوروں کے منہ پر داغ لگانے اور ان کے منہ پر مارنے سے منع فرمایا۔ (۲۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جانوروں کی پیٹھوں کو منبر بنانے سے بچو (کہ ان پر سوار ہو کر بے فائدہ تقریریں کرتے رہو اور باہم گفتگو میں مصروف رہو) اللہ تعالیٰ نے ان کو اس لئے تمہارے تابع کر دیا ہے کہ تم ان کے ذریعہ ایسے مقامات تک سفر کر سکو جہاں تک تم بغیر مشقت کے نہیں پہنچ سکتے تھے۔ (۲۴)

حضرت عتبہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: گھوڑوں کی پیشانی کے بال، گردنوں کے بالی اور ان کے دموں کے بال نہ کاٹو، ان کی دُمیں ان کا مورچل (کھیاں اڑانے کا پنکھا) ان کے گردن کے بال ان کا دفاع اور ان کی پیشانیوں میں خیر رکھ دی ہے۔ (۲۵)

حضرت ابو وہب الجعفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گھوڑوں سے ربط و تعلق رکھو اور ان کی پیشانیوں اور کولھوں پر ہاتھ پھیرو۔ (۲۶)

حضرت معاذ بن انس الجعفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان جانوروں پر اچھی حالت میں سواری کرو، انہیں اچھے طریقے سے چھوڑو اور ان کو راستوں اور بازاروں میں اپنی باتوں کے لئے کرسیاں نہ بناؤ (کہ بلا ضرورت جانور

پر سوار ہو کر گپ شپ میں مصروف رہو) بہت سی سواریاں سوار سے بہتر ہوتی ہیں، وہ سوار سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی ہیں۔ (۲۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم سرسبزی اور شادابی کے زمانہ میں سفر کرو تو اونٹوں کو زمین کی سرسبزی سے فائدہ پہنچاؤ اور جب تم قحط کے زمانہ میں سفر کرو تو ان کو تیزی کے ساتھ چلاؤ۔ (۲۸) تاکہ وہ چارے اور سفر کی تکلیف سے جلد نجات پائیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے جانوروں کو باہم لڑانے سے منع فرمایا۔ (۲۹) (کہ اس طرح جانور بلا وجہ زخمی ہو کر تکلیف میں مبتلا ہوتے ہیں)۔

حضرت سوادہ بن الریح الجرمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں اپنی والدہ کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے ہمیں بکریاں دینے کا ارشاد فرمایا اور میری والدہ سے فرمایا: اپنے بیٹوں سے کہنا اپنے ناخن تراش لیں تاکہ بکریوں کو تکلیف نہ ہو اور ان کے تھن زخمی نہ ہوں اور ان سے کہنا اپنے جانوروں کو اچھی خوراک نہ بھیا کرنا۔ (۳۰)

- ۲۷۔ مسند امام احمد بن حنبل، (حدیث معاذ بن انس الجعفی رضی اللہ عنہ)، رقم الحدیث: ۱۵۲۱۹، ۱۵۲۲۳
- ۲۸۔ صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب مراعاة مصلحة الدواب فی السیر، رقم الحدیث: ۳۹۵۹، ۳۹۶۰
- ۲۹۔ سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب فی التحریش بین البہائم، رقم الحدیث: ۲۵۶۲
- ۳۰۔ طبقات ابن سعد، ج ۷ ص ۳۲، رقم: ۳۸۸۳۔ الاصابہ، ج ۳ ص ۱۸۲، رقم: ۳۶۰۱

- ۲۲۔ صحیح مسلم، کتاب الصيد و الذبائح، رقم الحدیث: ۵۰۵۹
- ۲۳۔ مسند امام احمد بن حنبل (مسند جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما)، رقم الحدیث: ۱۳۶۲۸، ۱۳۰۱۵
- ۲۴۔ سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب فی الوقوف علی الدابة، رقم الحدیث: ۲۵۶۷
- ۲۵۔ سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب کراهية جز نواصي الخيل و اذناها، رقم الحدیث: ۲۵۴۲
- ۲۶۔ سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب اکرام الخيل و ارتباطها و المسح علی اکفها، رقم: ۲۵۵۳



## رسول اللہ ﷺ کی سواریاں

### گھوڑے

مختلف اوقات میں متعدد گھوڑے رسول اللہ ﷺ کی سواری میں رہے ہیں، جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱۔ السَّكَبُ: مدینہ منورہ میں تشریف آوری کے بعد رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلے یہی گھوڑا بنو فزارہ کے ایک اعرابی سے دس اوقیہ میں خرید فرمایا، اعرابی کے ہاں اس کا نام الضرس تھا، رسول اللہ ﷺ نے اس کی سبک رفتاری دیکھتے ہوئے اس کا نام ”السَّكَبُ“ (آب رواں) رکھا، اسی گھوڑے پر سوار ہو کر آپ نے غزوہ اُحد میں شرکت فرمائی تھی۔ ”السَّكَبُ“ پنج کلیان گھوڑا تھا۔ (۳۱)

۲۔ المرتَجَزُ: یہ وہی گھوڑا ہے جس کے خرید فرمانے کی گواہی حضرت خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ نے دی تھی، گھوڑا بیچنے والے اعرابی کا تعلق بنو مرہ سے تھا۔ (۳۲) الاصابہ میں ہے المرتَجَزُ عُصَمِ بْنِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا کے والد نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کیا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے ان کو اپنی الفرعاء نام کی اونٹنی مرحمت فرمائی تھی۔ (۳۳)

۳۔ لَزَّازُ: یہ گھوڑا والی مصر مقوقس نے آپ ﷺ کی خدمت میں بطور تحفہ روانہ کیا

تھا۔

۴۔ الظَّرَبُ: یہ گھوڑا حضرت فروہ بن عمیر الجذامی رضی اللہ عنہ نے بطور ہدیہ

روانہ کیا تھا۔ (۳۴)

۳۱۔ الطبقات الکبریٰ، ج ۱ ص ۳۸۰

۳۲۔ الطبقات الکبریٰ، ج ۱ ص ۳۸۰

۳۳۔ الاصابہ، ج ۲ ص ۴۱۷، رقم: ۵۵۷۳

۳۴۔ الطبقات الکبریٰ، ج ۱ ص ۳۰۳

ابو عبیدہ البکری نے زہری سے روایت کیا ہے کہ حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے الظرب نام کے گھوڑے پر گھڑ دوڑ کے مقابلہ میں حصہ لیا، رسول اللہ ﷺ نے گھوڑے کے سبقت حاصل کرنے پر حضرت سہل رضی اللہ عنہ کو یمنی چادر پہنائی۔ (۳۵)

۵۔ اللَّحِيفُ يَا اللَّحِيفُ: یہ گھوڑا ربیعہ بن ابی البراء نے پیش کیا تھا۔

حضرت سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہمارے باغات میں نبی کریم ﷺ کا

لحیف نام کا گھوڑا تھا۔ (۳۶)

۶۔ الورد: یہ گھوڑا حضرت تمیم الداری رضی اللہ عنہ نے پیش کیا تھا، رسول اللہ ﷺ

نے یہ گھوڑا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مرحمت فرمایا، انہوں نے راہ خدا میں کسی مجاہد کو دے دیا، پھر اس کو بازار میں فروخت ہوتے دیکھا تو رسول اللہ ﷺ سے اس کو خریدنے کی

اجازت طلب فرمائی، رسول اللہ ﷺ نے منع فرمادیا۔ (۳۷)

۷۔ سبجہ یا سبجہ: یہ گھوڑا گھڑ دوڑ میں شریک کیا گیا، اور سب گھوڑوں سے سبقت

لے گیا، رسول اللہ ﷺ بہت خوش ہوئے اور اسے پسند فرمایا۔

عیون الاثر (ج ۲ ص ۴۲۱) میں ہے رسول اللہ ﷺ کے ان سات گھوڑوں پہا ہل

سیرت کا اتفاق ہے، باقی پندرہ گھوڑوں میں اختلاف ہے اور وہ مندرجہ ذیل ہیں:

۸۔ مَلَاوِجُ ۹۔ السَّدَادُ ۱۰۔ الْإِبْلَقُ

۱۱۔ ذُو الْعُقَالِ ۱۲۔ ذُو الْيَمَةِ ۱۳۔ الْمَرْتَجِلُ

۱۴۔ السَّرْحَانُ ۱۵۔ الْيَسُوبُ ۱۶۔ الْبَحْرُ

۱۷۔ الْأَدْهَمُ ۱۸۔ الشَّحَا ۱۹۔ الشَّجَلُ

۳۵۔ التراتیب الاداریہ، ج ۱ ص ۳۶۴

۳۶۔ صحیح البخاری، کتاب الجہاد و السیر، رقم الحدیث: ۲۸۸۸

۳۷۔ مسند امام احمد بن حنبل، ج ۲ ص ۳۶۴، رقم الحدیث: ۶۵۷۹



۲۰۔ المرواح یا المرواح۔ حضرت زید بن طلحہ تمیمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں یہ گھوڑا ان تحائف میں شامل تھا جو قبیلہ مذحج کی شاخ رھاوی کے وفد نے پیش کئے تھے، رسول اللہ ﷺ کے حکم سے انہوں نے یہ گھوڑا دوڑا کر دکھایا تو رسول اللہ ﷺ نے پسند فرمایا۔ (۳۸)

۲۱۔ النجیب ۲۲۔ الطرف (۳۹)

### نخچر

۱۔ شہباء: یہ نخچر والی مصر مقوقس نے روانہ کیا تھا، اس کا دوسرا نام: لدل تھا، لدل حنفیہ اور سیاہ ملے جلے رنگ کا نخچر تھا، اہل غریب نے اس سے قبل اس رنگ کا نخچر نہیں دیکھا تھا۔ (۴۰) ولدل حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور تک بیج میں زندہ رہا۔

۲۔ فسطی: یہ نخچر فروہ بن عمرو الجذامی القفافی رضی اللہ عنہ نے اپنے اسلام کی اطلاع کے ساتھ روانہ کیا تھا، یہ نخچر سفید رنگ کا تھا، حضرت فروہ رضی اللہ عنہ قیصر روم کی طرف سے معان اور گردونواح کے حکمران تھے، اسلام قبول کرنے کی پاداش میں آپ کو فلسطین میں عفراء نامی چشمے پر پھانسی دے دی گئی۔ (۴۱) رسول اللہ ﷺ نے یہ نخچر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مرحمت فرمایا تھا۔ (۴۲)

۳۔ دومہ کے حکمران نے ایک نخچر بطور ہدیہ پیش کیا تھا۔

۴۔ ایک نخچر ایلہ کے حکمران نے پیش کیا تھا، یہ نخچر سفید رنگ کا تھا۔ (۴۳) غزوہ

حنین میں رسول اللہ ﷺ سفید نخچر پر سوار تھے۔ (۴۴)

۳۸۔ الطبقات الکبریٰ، ج ۱ ص ۲۵۹

۳۹۔ الشجرة النبویہ فی نسب خیر البریہ ﷺ، باب مراکب النبی ﷺ، ص ۹۸-۹۹

۴۰۔ الطبقات الکبریٰ، ج ۲ ص ۳۲

۴۱۔ اسد الغابہ، ج ۲ ص ۵۳، رقم: ۴۲۱۲

۴۲۔ الطبقات الکبریٰ، ج ۱ ص ۳۸۱

۴۳۔ مسند امام احمد بن حنبل (حدیث ابی حمید الساعلی رضی اللہ عنہ)، رقم الحدیث: ۲۳۰۹۳

۴۴۔ صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۲۸۶۴، ۲۸۷۴، ۲۹۳۰، ۴۳۱۵، ۴۳۱۷

۵۔ ایک اور نخچر نجاشی شاہ حبشہ نے روانہ کیا تھا۔ (۴۵)

### دراز گوش

رسول اللہ ﷺ کی سواری میں متعدد دراز گوش رہے:

۱۔ عفیر: یہ گدھا والی مصر مقوقس نے آپ ﷺ کی خدمت میں روانہ کیا تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ کا عفیر نام کا دراز گوش تھا، آپ اس پر سوار ہوتے تھے۔ (۴۶)

۲۔ یعفور: یہ دراز گوش حضرت فروہ بن عمرو الجذامی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی خدمت میں تحفہ روانہ کیا تھا، یہ دراز گوش سیاہی مائل سفید رنگ کا تھا، حجة الوداع سے واپسی کے سفر میں مر گیا۔ (۴۷)

۳۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کا پیش کردہ دراز گوش۔ حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، نبی کریم ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے، جب واپس تشریف لے جانے لگے تو ہم نے سواری کے لئے دراز گوش پیش کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: دراز گوش کا مالک آگے سوار ہونے کا زیادہ حق دار ہے، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ دراز گوش آپ کا ہے۔ (۴۸)

### اونٹنیاں

۱۔ القصواء: یہ اونٹنی بنو الحریس کی تھی، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کو اور اس کے ساتھ ایک اور اونٹنی کو آٹھ سو درہم میں خریدا تھا، رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر

۴۵۔ الشجرة النبویہ، باب مراکب النبی ﷺ، ص ۹۹

۴۶۔ مسند امام احمد بن حنبل، (مسند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ) ج ۱،

رقم الحدیث: ۸۸۸

۴۷۔ الطبقات الکبریٰ، ج ۱ ص ۳۸۱۔ الشجرة النبویہ، باب مراکب النبی ﷺ، ص ۹۹

۴۸۔ مسند امام احمد بن حنبل (حدیث قیس بن سعد رضی اللہ عنہما)، رقم الحدیث: ۲۳۳۳۲



رضی اللہ عنہ سے یہ اونٹنی چار سو درہم میں خریدی، آپ نے اسی پر سفر ہجرت فرمایا تھا، یہ اونٹنی آخر تک آپ کے پاس رہی۔ (۴۹)

حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ نے ذوالحلیفہ میں اسی اونٹنی پر سوار ہو کر تبلیہ کہا تھا، اور میدانِ عرفات میں اسی پر سوار ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا اور مزدلفہ کی طرف تشریف لائے اور دوسرے دن اسی پر سوار ہو کر حجرہ عقبہ کی رمی فرمائی۔ (۵۰)

۲۔ العضباء: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کی ایک اونٹنی کا نام العضباء تھا۔ (۵۱)

یہ سبک رفتار اونٹنی تھی، دوڑ میں ہمیشہ سبقت لے جاتی تھی، ایک مرتبہ ایک بدوی جوان اونٹ پر آیا اور مقابلہ میں العضباء سے آگے نکل گیا، مسلمانوں کو یہ چیز ناگوار گزری، رسول اللہ ﷺ نے ان کی یہ کیفیت ملاحظہ فرمائی تو ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کا طریقہ ہے دنیا میں جب کوئی چیز بلند ہوتی ہے تو وہ اسے پست کر دیتا ہے۔ (۵۲) سورۃ البراءۃ کے نزول کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے حکم سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی امارت میں ۹۷ میں حج کے موقع پر مشرکین کو آیاتِ براءت سنانے کے لئے اسی عضباء اونٹنی پر سوار ہو کر مکہ مکرمہ گئے تھے۔ (۵۳)

غزوہ خیبر سے واپسی کا سفر رسول اللہ ﷺ اسی عضباء اونٹنی پر سوار ہو کر کیا تھا۔ (۵۴) نیز غزوہ ذی قرد میں بھی آپ نے اسی اونٹنی کو شرف سواری بخشا تھا۔ (۵۵)

۳۔ الجداء: رسول اللہ ﷺ کی اسی الجداء نامی اونٹنی پر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ فتح بدر کی بشارت لے کر آئے تھے۔ (۵۶)

۴۔ الصہباء: حضرت قدامہ بن عبد اللہ بن عمار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے قربانی کے دن رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ نے اپنی صہباء نامی اونٹنی پر حجرہ عقبہ کی رمی فرمائی۔ (۵۷)

حضرت ابو کاہل قیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے عید والے دن رسول اللہ ﷺ کو کئے ہوئے کان والی اونٹنی پر خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے دیکھا، حبشی (شاید بلال رضی اللہ عنہ) نے اس کی مہار تھامی ہوئی تھی۔ (۵۸)

۵۔ سرخ اونٹ: حضرت عبید بن شریط رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے حجۃ الوداع میں یوم عرفہ کی شام کو نبی کریم کو اپنے سرخ اونٹ پر خطبہ ارشاد فرماتے دیکھا، آپ ﷺ ہاتھ سے اشارہ کر رہے تھے، آپ ﷺ کے ہاتھ میں درخت کی شاخ تھی۔ (۵۹)

۶۔ الثعلب: ابن اسحاق کی تصریح کے مطابق عمرہ حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت خراش بن امیہ الخزاعی رضی اللہ عنہ کو اپنے الثعلب نامی اونٹ پر قریشی سرداروں کے پاس اپنی آمد کی غرض بیان کرنے کے لئے بھیجا تھا، قریش مکہ نے رسول اللہ ﷺ کے اونٹ کی کوئی نچیں کاٹ دیں اور حضرت خراش رضی اللہ عنہ کے قتل کے درپے ہوئے، جن کی جان احابیش کی مداخلت سے بچی۔ (۶۰)

۵۶۔ الاصابہ فی تمییز الصحابة، ج ۸ ص ۱۳۹، رقم: ۱۱۱۸۷

۵۷۔ سنن ابن ماجہ، کتاب المناسک، رقم الحدیث: ۳۰۳۵۔ مسند امام احمد بن حنبل،

(حدیث قدامہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ)، رقم الحدیث: ۱۴۹۸۵

۵۸۔ مسند امام احمد بن حنبل، (حدیث ابو کاہل قیس رضی اللہ عنہ)، رقم الحدیث: ۱۸۲۵۰

۵۹۔ مسند امام احمد بن حنبل، (حدیث نبیط بن شریط رضی اللہ عنہ)، رقم

الحدیث: ۱۸۲۳۸، ۱۸۲۳۹) (صحیح مسلم میں قصواء پر خطبہ ارشاد فرمانے کا ذکر ہے)

۶۰۔ سیرت ابن ہشام، ج ۳ ص ۳۱۲

۴۹۔ الطبقات الکبریٰ، ج ۱ ص ۳۸۲، ذکر اہل رسول اللہ ﷺ

۵۰۔ صحیح مسلم، کتاب المناسک، باب حجة النبی ﷺ، رقم الحدیث: ۲۹۵۰

۵۱۔ صحیح البخاری، کتاب الجہاد و السیر، باب ناقة النبی ﷺ، رقم الحدیث: ۲۸۷۱

۵۔ صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۲۸۷۲، ۲۵۰۱

۵۳۔ سیرت ابن ہشام، ج ۳ ص ۵۴۶

۵۴۔ صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۳۵۰۰

۵۵۔ صحیح مسلم، کتاب الجہاد، باب غزوة ذی قرد و غیرہا، رقم الحدیث: ۳۶۷۷



## رسول اللہ ﷺ کے سفر کی بعض دعائیں

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کہیں سفر پر جانے کے لئے اونٹ پر سوار ہوتے تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے، پھر یہ دعا پڑھتے:

سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرْنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقَرَّنِينَ وَاِنَّا اِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ فِي سَفَرِنَا هَذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى وَمِنْ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى

اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرِنَا هَذَا وَاطْوِعْنَا بَعْدَهُ  
اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيفَةُ فِي الْاَهْلِ  
اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ  
وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْاَهْلِ وَالْمَالِ  
پاک ہے وہ ذات جس نے ہمارے لئے اس سواری کو مسخر کر دیا،  
جب کہ ہم میں اس کی طاقت نہ تھی، اور بلاشبہ ہم اپنے پروردگار کی  
طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

اے اللہ! ہم تجھ سے اپنے اس سفر میں نیکی اور پرہیزگاری کا سوال  
کرتے ہیں اور ان کاموں کا سوال کرتے ہیں جن سے تو راضی ہو۔  
یا اللہ! ہمارے لئے اس سفر کو آسان کر دے، اور اس کی مسافت کو  
ہمارے لئے لپیٹ دے۔

اے اللہ! اس سفر میں تو ہی ہمارا رفیق ہے اور ہمارے گھر میں  
نگہبان ہے۔

اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں سفر کی مشقت سے، اور ایسے منظر  
سے جو غم انگیز ہو، اور اس بات سے کہ جب میں اپنے گھر والوں  
اور مال کے پاس واپس آؤں تو بری حالت میں آؤں۔  
اور جب کسی نئی بستی یا نئے شہر میں قیام کی غرض سے داخل ہوتے تو یہ دعا فرماتے کہ:  
اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هَذِهِ الْقَرْيَةِ وَخَيْرِ اَهْلِهَا وَ  
خَيْرِ مَا فِيْهَا وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَ شَرِّ اَهْلِهَا وَ شَرِّ  
مَا فِيْهَا۔

اے اللہ! میں آپ سے اس بستی کی، اس کے رہنے والوں کی اور  
اس میں جو کچھ ہے اس کی بھلائی کا طلب گار ہوں، اور اس بستی،  
اس کے باشندوں اور اس میں جو کچھ ہے، اس کے شر سے آپ کی  
پناہ مانگتا ہوں۔

جب آپ ﷺ سفر سے واپس تشریف لاتے تو ان جملوں کا اضافہ فرماتے تھے:  
اَبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ ط  
ہم واپس آنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے  
والے ہیں اور اپنے رب کی حمد کرنے والے ہیں۔ (۶۱)



## امّ النبی ﷺ ہم رکاب نبی ﷺ

تمام سیرت نگار متفق ہیں جب نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک چھ برس کی ہوئی، آپ کی والدہ سیدہ آمنہ بنت وہب رضی اللہ عنہا نے مدینہ طیبہ میں اپنے متوفی شوہر کی قبر کی زیارت کا ارادہ کیا، چنانچہ وہ اپنے یتیم لخت جگر اور اپنی خادمہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کے ہمراہ مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوئیں، دو اونٹوں پر مشتمل اس قافلہ میں ایک اونٹ پر ام ایمن اور دوسرے پر سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا اپنے لخت جگر (ﷺ) کے ساتھ سوار تھیں۔ مدینہ طیبہ میں ایک ماہ گزارنے کے بعد واپسی کے سفر میں ابواء کے مقام پر سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا مختصر علالت کے بعد خالق حقیقی سے جا ملیں، اور کم سن محمد (ﷺ) کو ام ایمن رضی اللہ عنہا اپنے ساتھ مکہ مکرمہ واپس لائیں۔

۴۷ سال کے بعد نبی کریم ﷺ مدینہ طیبہ میں ہجرت فرما کر تشریف لائے تو بچپن کی سب باتوں کو یاد کر کے ان کا ذکر فرمایا کرتے تھے، انیس لڑکی جو آپ کے ساتھ کھیلا کرتی تھیں، بنو النجار کی باولی جس میں آپ نے خوب تیرنا سیکھ لیا تھا، اپنی والدہ کے بیٹھنے کی جگہ اور دارِ نابغہ میں اپنے والد گرامی کی قبر کی جگہ سب کچھ آپ کو یاد تھا۔

## حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

حضرت ابو بکر عبد اللہ بن عثمان ابوقحافہ بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر القرشی التیمی رضی اللہ عنہما۔ اہل انساب میں سے زبیری وغیرہ کا قول ہے کہ دورِ جاہلیت میں آپ کا نام عبد الکعبہ تھا رسول اللہ ﷺ نے آپ کا نام عبد اللہ رکھا۔

آپ واقعہ فیل کے اڑھائی سال بعد پیدا ہوئے، بعثت سے قبل آپ نبی کریم ﷺ کے دوست تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے اعلان نبوت کے بعد مردوں میں سب سے پہلے ایمان لائے، اور آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔ عشرہ مبشرہ صحابہ میں سے حضرات زبیر بن العوام، عثمان بن عفان، طلحہ بن عبید اللہ، سعد بن ابی وقاص اور عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم آپ کی تبلیغ سے مسلمان ہوئے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ شرف بخشا کہ آپ کے گھرانے کی چار نسلیں شرفِ صحابیت رکھتی ہیں، آپ کے والد حضرت ابوقحافہ عثمان، آپ، آپ کے صاحبزادے عبد الرحمن اور آپ کے پوتے محمد بن عبد الرحمن رضی اللہ عنہم۔ (۱)

اسی طرح آپ کے والد حضرت ابوقحافہ عثمان، حضرت ابو بکر، آپ کی صاحبزادی حضرت اسماء اور آپ کے نواسے عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم چاروں شرفِ صحابیت رکھتے ہیں۔ (۲)

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ مکہ کے مشہور تاجر تھے، رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے وقت چالیس ہزار درہم نقد کے مالک تھے، اپنا سارا سرمایہ اسلام کی سربلندی اور مظلوم مسلمانوں کے دفاع کے لئے خرچ کر دیا، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی

۱۔ اسد الغابہ، رقم: ۳۳۳۸، بحوالہ المعارف ابن قتیبہ، ص ۵۹۱۰

۲۔ اسد الغابہ، رقم: ۲۹۴۷



ہیں جب آپ کا انتقال ہوا آپ کے پاس ایک درہم یادینار نہ تھا۔ آپ نے سات ایسے غلام اور لونڈیوں کو خرید کر آزاد کیا جن کو اسلام قبول کرنے کی پاداش میں سخت عذاب دیا جاتا تھا، ان میں حضرت بلال، حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہما اور حضرت زبیرہ، حضرت ہندیہ، ان کی بیٹی، جاریہ بنت عمر اور ام عُبَیْس رضی اللہ عنہن شامل تھیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”مجھے کسی کے مال نے بھی اتنا فائدہ نہیں پہنچایا جتنا فائدہ ابوبکر کے مال نے پہنچایا ہے۔“ (۳)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ واحد فرد ہیں جن کی صحابیت کا انکار کفر ہے کیونکہ آپ کی صحابیت قرآن سے ثابت ہے۔ (التوبہ: ۴۰) واقعہ معراج سمیت ہر معاملے میں رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کرنے کی وجہ سے آپ کو صدیق کا لقب عطا ہوا۔

اعلان نبوت کے تیرھویں سال رسول اللہ ﷺ کو ہجرت کا حکم ملا، اس سفر میں آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ہم رکابی کا شرف بخشا۔ غار ثور میں قیام کے دوران صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اہل خانہ نے وفاداری اور جان نثاری کی اعلیٰ مثالیں قائم کیں۔

ہجرت کے بعد تمام غزوات میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں غزوہ بدر کے دن رسول اللہ ﷺ نے مجھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”تم میں سے ایک کے ساتھ جبریل اور دوسرے کے ساتھ میکائیل اور اسرافیل ہیں۔“

غزوہ بدر میں رسول اللہ ﷺ کے لئے تیار کردہ عریش میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے، غزوہ تبوک میں لشکر کا سیاہ علم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنے وصال سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر کی

کھڑکی کے علاوہ مسجد میں کھلنے والی ہر کھڑکی بند کرنے کا حکم فرمایا۔ (۴)  
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے مرض وصال میں آپ کے حکم سے مسجد نبوی شریف میں نمازوں کی امامت کرتے رہے۔ (۵)  
رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد سقیفہ بنو ساعدہ میں آپ کی اولین بیعت ہوئی۔ (۶)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اسلام میں پہلے خلیفہ ہیں، آپ کے والدین، آپ کی ساری اولاد اور اولاد کے بعض بچے بھی شرف صحابیت رکھتے ہیں۔  
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں پیرسات جمادی الآخر ۱۳ھ کے روز حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے غسل کیا، اس روز سردی تھی، جس سے آپ کو بخار ہو گیا، پندرہ روز بخار رہا، آپ کے حکم سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نمازیں پڑھاتے رہے۔ ۲۲ جمادی الآخر کو منگل کی شام آپ کا انتقال ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔  
آپ کی مدت خلاف تقریباً سوا دو سال ہے۔ وفات کے وقت آپ کی عمر مبارک تریسٹھ سال تھی۔ رضی اللہ عنہ (۷)



حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم ﷺ جب مدینہ طیبہ تشریف

۴ صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۴۶۶۲، ۴۶۷۲، ۴۶۸۲، ۳۹۰۴۔ جامع الترمذی، باب

امرہ ﷺ بسد الابواب الا باب ابی بکر، رقم الحدیث: ۳۶۷۸۔ مسند امام احمد،  
رقم الحدیث: ۲۳۲۸

۵ صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۶۷۷۸، ۶۷۷۹، ۶۷۸۰، ۶۷۸۱، ۶۷۸۲، ۶۷۸۳، ۶۷۸۴، ۶۷۸۵، ۶۷۸۶، ۶۷۸۷، ۶۷۸۸، ۶۷۸۹، ۶۷۹۰، ۶۷۹۱، ۶۷۹۲، ۶۷۹۳، ۶۷۹۴، ۶۷۹۵، ۶۷۹۶، ۶۷۹۷، ۶۷۹۸، ۶۷۹۹، ۶۸۰۰، ۶۸۰۱، ۶۸۰۲، ۶۸۰۳، ۶۸۰۴، ۶۸۰۵، ۶۸۰۶، ۶۸۰۷، ۶۸۰۸، ۶۸۰۹، ۶۸۱۰، ۶۸۱۱، ۶۸۱۲، ۶۸۱۳، ۶۸۱۴، ۶۸۱۵، ۶۸۱۶، ۶۸۱۷، ۶۸۱۸، ۶۸۱۹، ۶۸۲۰، ۶۸۲۱، ۶۸۲۲، ۶۸۲۳، ۶۸۲۴، ۶۸۲۵، ۶۸۲۶، ۶۸۲۷، ۶۸۲۸، ۶۸۲۹، ۶۸۳۰، ۶۸۳۱، ۶۸۳۲، ۶۸۳۳، ۶۸۳۴، ۶۸۳۵، ۶۸۳۶، ۶۸۳۷، ۶۸۳۸، ۶۸۳۹، ۶۸۴۰، ۶۸۴۱، ۶۸۴۲، ۶۸۴۳، ۶۸۴۴، ۶۸۴۵، ۶۸۴۶، ۶۸۴۷، ۶۸۴۸، ۶۸۴۹، ۶۸۵۰، ۶۸۵۱، ۶۸۵۲، ۶۸۵۳، ۶۸۵۴، ۶۸۵۵، ۶۸۵۶، ۶۸۵۷، ۶۸۵۸، ۶۸۵۹، ۶۸۶۰، ۶۸۶۱، ۶۸۶۲، ۶۸۶۳، ۶۸۶۴، ۶۸۶۵، ۶۸۶۶، ۶۸۶۷، ۶۸۶۸، ۶۸۶۹، ۶۸۷۰، ۶۸۷۱، ۶۸۷۲، ۶۸۷۳، ۶۸۷۴، ۶۸۷۵، ۶۸۷۶، ۶۸۷۷، ۶۸۷۸، ۶۸۷۹، ۶۸۸۰، ۶۸۸۱، ۶۸۸۲، ۶۸۸۳، ۶۸۸۴، ۶۸۸۵، ۶۸۸۶، ۶۸۸۷، ۶۸۸۸، ۶۸۸۹، ۶۸۹۰، ۶۸۹۱، ۶۸۹۲، ۶۸۹۳، ۶۸۹۴، ۶۸۹۵، ۶۸۹۶، ۶۸۹۷، ۶۸۹۸، ۶۸۹۹، ۶۹۰۰، ۶۹۰۱، ۶۹۰۲، ۶۹۰۳، ۶۹۰۴، ۶۹۰۵، ۶۹۰۶، ۶۹۰۷، ۶۹۰۸، ۶۹۰۹، ۶۹۱۰، ۶۹۱۱، ۶۹۱۲، ۶۹۱۳، ۶۹۱۴، ۶۹۱۵، ۶۹۱۶، ۶۹۱۷، ۶۹۱۸، ۶۹۱۹، ۶۹۲۰، ۶۹۲۱، ۶۹۲۲، ۶۹۲۳، ۶۹۲۴، ۶۹۲۵، ۶۹۲۶، ۶۹۲۷، ۶۹۲۸، ۶۹۲۹، ۶۹۳۰، ۶۹۳۱، ۶۹۳۲، ۶۹۳۳، ۶۹۳۴، ۶۹۳۵، ۶۹۳۶، ۶۹۳۷، ۶۹۳۸، ۶۹۳۹، ۶۹۴۰، ۶۹۴۱، ۶۹۴۲، ۶۹۴۳، ۶۹۴۴، ۶۹۴۵، ۶۹۴۶، ۶۹۴۷، ۶۹۴۸، ۶۹۴۹، ۶۹۵۰، ۶۹۵۱، ۶۹۵۲، ۶۹۵۳، ۶۹۵۴، ۶۹۵۵، ۶۹۵۶، ۶۹۵۷، ۶۹۵۸، ۶۹۵۹، ۶۹۶۰، ۶۹۶۱، ۶۹۶۲، ۶۹۶۳، ۶۹۶۴، ۶۹۶۵، ۶۹۶۶، ۶۹۶۷، ۶۹۶۸، ۶۹۶۹، ۶۹۷۰، ۶۹۷۱، ۶۹۷۲، ۶۹۷۳، ۶۹۷۴، ۶۹۷۵، ۶۹۷۶، ۶۹۷۷، ۶۹۷۸، ۶۹۷۹، ۶۹۸۰، ۶۹۸۱، ۶۹۸۲، ۶۹۸۳، ۶۹۸۴، ۶۹۸۵، ۶۹۸۶، ۶۹۸۷، ۶۹۸۸، ۶۹۸۹، ۶۹۹۰، ۶۹۹۱، ۶۹۹۲، ۶۹۹۳، ۶۹۹۴، ۶۹۹۵، ۶۹۹۶، ۶۹۹۷، ۶۹۹۸، ۶۹۹۹، ۷۰۰۰، ۷۰۰۱، ۷۰۰۲، ۷۰۰۳، ۷۰۰۴، ۷۰۰۵، ۷۰۰۶، ۷۰۰۷، ۷۰۰۸، ۷۰۰۹، ۷۰۱۰، ۷۰۱۱، ۷۰۱۲، ۷۰۱۳، ۷۰۱۴، ۷۰۱۵، ۷۰۱۶، ۷۰۱۷، ۷۰۱۸، ۷۰۱۹، ۷۰۲۰، ۷۰۲۱، ۷۰۲۲، ۷۰۲۳، ۷۰۲۴، ۷۰۲۵، ۷۰۲۶، ۷۰۲۷، ۷۰۲۸، ۷۰۲۹، ۷۰۳۰، ۷۰۳۱، ۷۰۳۲، ۷۰۳۳، ۷۰۳۴، ۷۰۳۵، ۷۰۳۶، ۷۰۳۷، ۷۰۳۸، ۷۰۳۹، ۷۰۴۰، ۷۰۴۱، ۷۰۴۲، ۷۰۴۳، ۷۰۴۴، ۷۰۴۵، ۷۰۴۶، ۷۰۴۷، ۷۰۴۸، ۷۰۴۹، ۷۰۵۰، ۷۰۵۱، ۷۰۵۲، ۷۰۵۳، ۷۰۵۴، ۷۰۵۵، ۷۰۵۶، ۷۰۵۷، ۷۰۵۸، ۷۰۵۹، ۷۰۶۰، ۷۰۶۱، ۷۰۶۲، ۷۰۶۳، ۷۰۶۴، ۷۰۶۵، ۷۰۶۶، ۷۰۶۷، ۷۰۶۸، ۷۰۶۹، ۷۰۷۰، ۷۰۷۱، ۷۰۷۲، ۷۰۷۳، ۷۰۷۴، ۷۰۷۵، ۷۰۷۶، ۷۰۷۷، ۷۰۷۸، ۷۰۷۹، ۷۰۸۰، ۷۰۸۱، ۷۰۸۲، ۷۰۸۳، ۷۰۸۴، ۷۰۸۵، ۷۰۸۶، ۷۰۸۷، ۷۰۸۸، ۷۰۸۹، ۷۰۹۰، ۷۰۹۱، ۷۰۹۲، ۷۰۹۳، ۷۰۹۴، ۷۰۹۵، ۷۰۹۶، ۷۰۹۷، ۷۰۹۸، ۷۰۹۹، ۷۱۰۰، ۷۱۰۱، ۷۱۰۲، ۷۱۰۳، ۷۱۰۴، ۷۱۰۵، ۷۱۰۶، ۷۱۰۷، ۷۱۰۸، ۷۱۰۹، ۷۱۱۰، ۷۱۱۱، ۷۱۱۲، ۷۱۱۳، ۷۱۱۴، ۷۱۱۵، ۷۱۱۶، ۷۱۱۷، ۷۱۱۸، ۷۱۱۹، ۷۱۲۰، ۷۱۲۱، ۷۱۲۲، ۷۱۲۳، ۷۱۲۴، ۷۱۲۵، ۷۱۲۶، ۷۱۲۷، ۷۱۲۸، ۷۱۲۹، ۷۱۳۰، ۷۱۳۱، ۷۱۳۲، ۷۱۳۳، ۷۱۳۴، ۷۱۳۵، ۷۱۳۶، ۷۱۳۷، ۷۱۳۸، ۷۱۳۹، ۷۱۴۰، ۷۱۴۱، ۷۱۴۲، ۷۱۴۳، ۷۱۴۴، ۷۱۴۵، ۷۱۴۶، ۷۱۴۷، ۷۱۴۸، ۷۱۴۹، ۷۱۵۰، ۷۱۵۱، ۷۱۵۲، ۷۱۵۳، ۷۱۵۴، ۷۱۵۵، ۷۱۵۶، ۷۱۵۷، ۷۱۵۸، ۷۱۵۹، ۷۱۶۰، ۷۱۶۱، ۷۱۶۲، ۷۱۶۳، ۷۱۶۴، ۷۱۶۵، ۷۱۶۶، ۷۱۶۷، ۷۱۶۸، ۷۱۶۹، ۷۱۷۰، ۷۱۷۱، ۷۱۷۲، ۷۱۷۳، ۷۱۷۴، ۷۱۷۵، ۷۱۷۶، ۷۱۷۷، ۷۱۷۸، ۷۱۷۹، ۷۱۸۰، ۷۱۸۱، ۷۱۸۲، ۷۱۸۳، ۷۱۸۴، ۷۱۸۵، ۷۱۸۶، ۷۱۸۷، ۷۱۸۸، ۷۱۸۹، ۷۱۹۰، ۷۱۹۱، ۷۱۹۲، ۷۱۹۳، ۷۱۹۴، ۷۱۹۵، ۷۱۹۶، ۷۱۹۷، ۷۱۹۸، ۷۱۹۹، ۷۲۰۰، ۷۲۰۱، ۷۲۰۲، ۷۲۰۳، ۷۲۰۴، ۷۲۰۵، ۷۲۰۶، ۷۲۰۷، ۷۲۰۸، ۷۲۰۹، ۷۲۱۰، ۷۲۱۱، ۷۲۱۲، ۷۲۱۳، ۷۲۱۴، ۷۲۱۵، ۷۲۱۶، ۷۲۱۷، ۷۲۱۸، ۷۲۱۹، ۷۲۲۰، ۷۲۲۱، ۷۲۲۲، ۷۲۲۳، ۷۲۲۴، ۷۲۲۵، ۷۲۲۶، ۷۲۲۷، ۷۲۲۸، ۷۲۲۹، ۷۲۳۰، ۷۲۳۱، ۷۲۳۲، ۷۲۳۳، ۷۲۳۴، ۷۲۳۵، ۷۲۳۶، ۷۲۳۷، ۷۲۳۸، ۷۲۳۹، ۷۲۴۰، ۷۲۴۱، ۷۲۴۲، ۷۲۴۳، ۷۲۴۴، ۷۲۴۵، ۷۲۴۶، ۷۲۴۷، ۷۲۴۸، ۷۲۴۹، ۷۲۵۰، ۷۲۵۱، ۷۲۵۲، ۷۲۵۳، ۷۲۵۴، ۷۲۵۵، ۷۲۵۶، ۷۲۵۷، ۷۲۵۸، ۷۲۵۹، ۷۲۶۰، ۷۲۶۱، ۷۲۶۲، ۷۲۶۳، ۷۲۶۴، ۷۲۶۵، ۷۲۶۶، ۷۲۶۷، ۷۲۶۸، ۷۲۶۹، ۷۲۷۰، ۷۲۷۱، ۷۲۷۲، ۷۲۷۳، ۷۲۷۴، ۷۲۷۵، ۷۲۷۶، ۷۲۷۷، ۷۲۷۸، ۷۲۷۹، ۷۲۸۰، ۷۲۸۱، ۷۲۸۲، ۷۲۸۳، ۷۲۸۴، ۷۲۸۵، ۷۲۸۶، ۷۲۸۷، ۷۲۸۸، ۷۲۸۹، ۷۲۹۰، ۷۲۹۱، ۷۲۹۲، ۷۲۹۳، ۷۲۹۴، ۷۲۹۵، ۷۲۹۶، ۷۲۹۷، ۷۲۹۸، ۷۲۹۹، ۷۳۰۰، ۷۳۰۱، ۷۳۰۲، ۷۳۰۳، ۷۳۰۴، ۷۳۰۵، ۷۳۰۶، ۷۳۰۷، ۷۳۰۸، ۷۳۰۹، ۷۳۱۰، ۷۳۱۱، ۷۳۱۲، ۷۳۱۳، ۷۳۱۴، ۷۳۱۵، ۷۳۱۶، ۷۳۱۷، ۷۳۱۸، ۷۳۱۹، ۷۳۲۰، ۷۳۲۱، ۷۳۲۲، ۷۳۲۳، ۷۳۲۴، ۷۳۲۵، ۷۳۲۶، ۷۳۲۷، ۷۳۲۸، ۷۳۲۹، ۷۳۳۰، ۷۳۳۱، ۷۳۳۲، ۷۳۳۳، ۷۳۳۴، ۷۳۳۵، ۷۳۳۶، ۷۳۳۷، ۷۳۳۸، ۷۳۳۹، ۷۳۴۰، ۷۳۴۱، ۷۳۴۲، ۷۳۴۳، ۷۳۴۴، ۷۳۴۵، ۷۳۴۶، ۷۳۴۷، ۷۳۴۸، ۷۳۴۹، ۷۳۵۰، ۷۳۵۱، ۷۳۵۲، ۷۳۵۳، ۷۳۵۴، ۷۳۵۵، ۷۳۵۶، ۷۳۵۷، ۷۳۵۸، ۷۳۵۹، ۷۳۶۰، ۷۳۶۱، ۷۳۶۲، ۷۳۶۳، ۷۳۶۴، ۷۳۶۵، ۷۳۶۶، ۷۳۶۷، ۷۳۶۸، ۷۳۶۹، ۷۳۷۰، ۷۳۷۱، ۷۳۷۲، ۷۳۷۳، ۷۳۷۴، ۷۳۷۵، ۷۳۷۶، ۷۳۷۷، ۷۳۷۸، ۷۳۷۹، ۷۳۸۰، ۷۳۸۱، ۷۳۸۲، ۷۳۸۳، ۷۳۸۴، ۷۳۸۵، ۷۳۸۶، ۷۳۸۷، ۷۳۸۸، ۷۳۸۹، ۷۳۹۰، ۷۳۹۱، ۷۳۹۲، ۷۳۹۳، ۷۳۹۴، ۷۳۹۵، ۷۳۹۶، ۷۳۹۷، ۷۳۹۸، ۷۳۹۹، ۷۴۰۰، ۷۴۰۱، ۷۴۰۲، ۷۴۰۳، ۷۴۰۴، ۷۴۰۵، ۷۴۰۶، ۷۴۰۷، ۷۴۰۸، ۷۴۰۹، ۷۴۱۰، ۷۴۱۱، ۷۴۱۲، ۷۴۱۳، ۷۴۱۴، ۷۴۱۵، ۷۴۱۶، ۷۴۱۷، ۷۴۱۸، ۷۴۱۹، ۷۴۲۰، ۷۴۲۱، ۷۴۲۲، ۷۴۲۳، ۷۴۲۴، ۷۴۲۵، ۷۴۲۶، ۷۴۲۷، ۷۴۲۸، ۷۴۲۹، ۷۴۳۰، ۷۴۳۱، ۷۴۳۲، ۷۴۳۳، ۷۴۳۴، ۷۴۳۵، ۷۴۳۶، ۷۴۳۷، ۷۴۳۸، ۷۴۳۹، ۷۴۴۰، ۷۴۴۱، ۷۴۴۲، ۷۴۴۳، ۷۴۴۴، ۷۴۴۵، ۷۴۴۶، ۷۴۴۷، ۷۴۴۸، ۷۴۴۹، ۷۴۵۰، ۷۴۵۱، ۷۴۵۲، ۷۴۵۳، ۷۴۵۴، ۷۴۵۵، ۷۴۵۶، ۷۴۵۷، ۷۴۵۸، ۷۴۵۹، ۷۴۶۰، ۷۴۶۱، ۷۴۶۲، ۷۴۶۳، ۷۴۶۴، ۷۴۶۵، ۷۴۶۶، ۷۴۶۷، ۷۴۶۸، ۷۴۶۹، ۷۴۷۰، ۷۴۷۱، ۷۴۷۲، ۷۴۷۳، ۷۴۷۴، ۷۴۷۵، ۷۴۷۶، ۷۴۷۷، ۷۴۷۸، ۷۴۷۹، ۷۴۸۰، ۷۴۸۱، ۷۴۸۲، ۷۴۸۳، ۷۴۸۴، ۷۴۸۵، ۷۴۸۶، ۷۴۸۷، ۷۴۸۸، ۷۴۸۹، ۷۴۹۰، ۷۴۹۱، ۷۴۹۲، ۷۴۹۳، ۷۴۹۴، ۷۴۹۵، ۷۴۹۶، ۷۴۹۷، ۷۴۹۸، ۷۴۹۹، ۷۵۰۰، ۷۵۰۱، ۷۵۰۲، ۷۵۰۳، ۷۵۰۴، ۷۵۰۵، ۷۵۰۶، ۷۵۰۷، ۷۵۰۸، ۷۵۰۹، ۷۵۱۰، ۷۵۱۱، ۷۵۱۲، ۷۵۱۳، ۷۵۱۴، ۷۵۱۵، ۷۵۱۶، ۷۵۱۷، ۷۵۱۸، ۷۵۱۹، ۷۵۲۰، ۷۵۲۱، ۷۵۲۲، ۷۵۲۳، ۷۵۲۴، ۷۵۲۵، ۷۵۲۶، ۷۵۲۷، ۷۵۲۸، ۷۵۲۹، ۷۵۳۰، ۷۵۳۱، ۷۵۳۲، ۷۵۳۳، ۷۵۳۴، ۷۵۳۵، ۷۵۳۶، ۷۵۳۷، ۷۵۳۸، ۷۵۳۹، ۷۵۴۰، ۷۵۴۱، ۷۵۴۲، ۷۵۴۳، ۷۵۴۴، ۷۵۴۵، ۷۵۴۶، ۷۵۴۷، ۷۵۴۸، ۷۵۴۹، ۷۵۵۰، ۷۵۵۱، ۷۵۵۲، ۷۵۵۳، ۷۵۵۴، ۷۵۵۵، ۷۵۵۶، ۷۵۵۷، ۷۵۵۸، ۷۵۵۹، ۷۵۶۰، ۷۵۶۱، ۷۵۶۲، ۷۵۶۳، ۷۵۶۴، ۷۵۶۵، ۷۵۶۶، ۷۵۶۷، ۷۵۶۸، ۷۵۶۹، ۷۵۷۰، ۷۵۷۱، ۷۵۷۲، ۷۵۷۳، ۷۵۷۴، ۷۵۷۵، ۷۵۷۶، ۷۵۷۷، ۷۵۷۸، ۷۵۷۹، ۷۵۸۰، ۷۵۸۱، ۷۵۸۲، ۷۵۸۳، ۷۵۸۴، ۷۵۸۵، ۷۵۸۶، ۷۵۸۷، ۷۵۸۸، ۷۵۸۹، ۷۵۹۰، ۷۵۹۱، ۷۵۹۲، ۷۵۹۳، ۷۵۹۴، ۷۵۹۵، ۷۵۹۶، ۷۵۹۷، ۷۵۹۸، ۷۵۹۹، ۷۶۰۰، ۷۶۰۱، ۷۶۰۲، ۷۶۰۳، ۷۶۰۴، ۷۶۰۵، ۷۶۰۶، ۷۶۰۷، ۷۶۰۸، ۷۶۰۹، ۷۶۱۰، ۷۶۱۱، ۷۶۱۲، ۷۶۱۳، ۷۶۱۴، ۷۶۱۵، ۷۶۱۶، ۷۶۱۷، ۷۶۱۸، ۷۶۱۹، ۷۶۲۰، ۷۶۲۱، ۷۶۲۲، ۷۶۲۳، ۷۶۲۴، ۷۶۲۵، ۷۶۲۶، ۷۶۲۷، ۷۶۲۸، ۷۶۲۹، ۷۶۳۰، ۷۶۳۱، ۷۶۳۲، ۷۶۳۳، ۷۶۳۴، ۷۶۳۵، ۷۶۳۶، ۷۶۳۷، ۷۶۳۸، ۷۶۳۹، ۷۶۴۰، ۷۶۴۱، ۷۶۴۲، ۷۶۴۳، ۷۶۴۴، ۷۶۴۵، ۷۶۴۶، ۷۶۴۷، ۷۶۴۸، ۷۶۴۹، ۷۶۵۰، ۷۶۵۱، ۷۶۵۲، ۷۶۵۳، ۷۶۵۴، ۷۶۵۵، ۷۶۵۶، ۷۶۵۷، ۷۶۵۸، ۷۶۵۹، ۷۶۶۰، ۷۶۶۱، ۷۶۶۲، ۷۶۶۳، ۷۶۶۴، ۷۶۶۵، ۷۶۶۶، ۷۶۶۷، ۷۶۶۸، ۷۶۶۹، ۷۶۷۰، ۷۶۷۱، ۷۶۷۲، ۷۶۷۳، ۷۶۷۴، ۷۶۷۵، ۷۶۷۶، ۷۶۷۷، ۷۶۷۸، ۷۶۷۹، ۷۶۸۰، ۷۶۸۱، ۷۶۸۲، ۷۶۸۳، ۷۶۸۴، ۷۶۸۵، ۷۶۸۶، ۷۶۸۷، ۷۶۸۸، ۷۶۸۹، ۷۶۹۰، ۷۶۹۱، ۷۶۹۲، ۷۶۹۳، ۷۶۹۴، ۷۶۹۵، ۷۶۹۶، ۷۶۹۷، ۷۶۹۸، ۷۶۹۹، ۷۷۰۰، ۷۷۰۱، ۷۷۰۲، ۷۷۰۳، ۷۷۰۴، ۷۷۰۵، ۷۷۰۶، ۷۷۰۷، ۷۷۰۸، ۷۷۰۹، ۷۷۱۰، ۷۷۱۱، ۷۷۱۲، ۷۷۱۳، ۷۷۱۴، ۷۷۱۵، ۷۷۱۶، ۷۷۱۷، ۷۷۱۸، ۷۷۱۹، ۷۷۲۰، ۷۷۲۱، ۷۷۲۲، ۷۷۲۳، ۷۷۲۴، ۷۷۲۵، ۷۷۲۶، ۷۷۲۷، ۷۷۲۸، ۷۷۲۹، ۷۷۳۰، ۷۷۳۱، ۷۷۳۲، ۷۷۳۳، ۷۷۳۴، ۷۷۳۵، ۷۷۳۶، ۷۷۳۷، ۷۷۳۸، ۷۷۳۹، ۷۷۴۰، ۷۷۴۱، ۷۷۴۲، ۷۷۴۳، ۷۷۴۴، ۷۷۴۵، ۷۷۴۶، ۷۷۴۷، ۷۷۴۸، ۷۷۴۹، ۷۷۵۰، ۷۷۵۱، ۷۷۵۲، ۷۷۵۳، ۷۷۵۴، ۷۷۵۵، ۷۷۵۶، ۷۷۵۷، ۷۷۵۸، ۷۷۵۹، ۷۷۶۰، ۷۷۶۱، ۷۷۶۲، ۷۷۶۳، ۷۷۶۴، ۷۷۶۵، ۷۷۶۶، ۷۷۶۷، ۷۷۶۸، ۷۷۶۹، ۷۷۷۰، ۷۷۷۱، ۷۷۷۲، ۷۷۷۳، ۷۷۷۴، ۷۷۷۵، ۷۷۷۶، ۷۷۷۷، ۷۷۷۸، ۷۷۷۹، ۷۷۸۰، ۷۷۸۱، ۷۷۸۲، ۷۷۸۳، ۷۷۸۴، ۷۷۸۵، ۷۷۸۶، ۷۷۸۷، ۷۷۸۸، ۷۷۸۹، ۷۷۹۰، ۷۷۹۱، ۷۷۹۲، ۷۷۹۳، ۷۷۹۴، ۷۷۹۵، ۷۷۹۶، ۷۷۹۷، ۷۷۹۸، ۷۷۹۹، ۷۸۰۰، ۷۸۰۱، ۷۸۰۲، ۷۸۰۳، ۷۸۰۴، ۷۸۰۵، ۷۸۰۶، ۷۸۰۷، ۷۸۰۸، ۷۸۰۹، ۷۸۱۰، ۷۸۱۱، ۷۸۱۲، ۷۸۱۳، ۷۸۱۴، ۷۸۱۵، ۷۸۱۶، ۷۸۱۷، ۷۸۱۸، ۷۸۱۹، ۷۸۲۰، ۷۸۲۱، ۷۸۲۲، ۷۸۲۳، ۷۸۲۴، ۷۸۲۵، ۷۸۲۶، ۷۸۲۷، ۷۸۲۸، ۷۸۲۹، ۷۸۳۰، ۷۸۳۱،



لائے تو آپ ﷺ مدینہ کے بالائی حصہ میں ایک قبیلہ کے ہاں اترے جسے بنو عمرو بن عوف کہا جاتا تھا، نبی کریم ﷺ نے ان میں چودہ راتیں قیام فرمایا، پھر آپ نے بنونجار کو بلوا بھیجا، وہ گلوں میں تلواریں حائل کئے آئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ (وہ منظر بیان کرتے ہوئے) کہتے ہیں:

كَانِي أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَاحِلَتِهِ  
وَأَبُو بَكْرٍ رَدْفُهُ وَمَلَأَ بَنِي النَّجَارِ حَوْلَهُ حَتَّى أَلْقَى بِفَنَاءِ  
أَبِي أَيُّوبَ (۸)

گویا میں نبی ﷺ کو اپنی اونٹنی پر اور ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کو آپ کے پیچھے سوار اور بنونجار کے معززین کو آپ کے ارد گرد دیکھ رہا ہوں، یہاں تک کہ آپ ابوایوب (رضی اللہ عنہ) کے صحن میں اترے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ کو یہ بات پسند تھی کہ جہاں نماز کا وقت آجائے، وہیں نماز پڑھ لیں اور آپ بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھ لیتے تھے، آپ نے مسجد بنانے کا حکم دیا اور بنونجار کے لوگوں کو بلوا کر فرمایا: ”اے بنونجار! تم اپنا یہ باغ میرے ہاتھ بیچ دو“، انہوں نے عرض کی: ”بخدا نہیں، ہم اس کی قیمت اللہ تعالیٰ ہی سے لیں گے“ (زمین فی سبیل اللہ دینی چاہی)۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہیں بتاتا ہوں، اس (باغ) میں مشرکوں کی چند قبریں تھیں، کھنڈر تھا اور کھجوروں کے چند درخت تھے، نبی کریم ﷺ نے حکم دیا، مشرکوں کی قبریں کھود دی گئیں، کھنڈر برابر کر دیا گیا اور کھجور کے درخت کاٹ دیئے گئے، کھجور کے تنوں کو قبلہ کی سمت گاڑ دیا گیا، دونوں طرف (جانب) پتھروں کی

۸۔ صحیح البخاری، باب هل تنبش قبور مشرکی الجاهلیة ویتخذ مکانها مساجد؟

رقم الحدیث: ۴۲۸۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلاة، باب ابتداء

مسجد النبى ﷺ، رقم الحدیث: ۱۱۷۳

دیواریں چن دی گئیں، وہ (صحابہ کرام) پتھر لاتے اور رجز پڑھتے جاتے تھے، نبی کریم ﷺ بھی ان کا ساتھ دیتے، آپ ﷺ فرماتے:

اللَّهُمَّ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرَ الْآخِرَةِ فَأَغْفِرِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ  
اللہ بھلائی تو صرف آخرت کی بھلائی ہے تو انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما  
صحیح مسلم کی روایت میں ”فَانْصُرِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ“ کے الفاظ مروی ہیں، ”تو انصار اور مہاجرین کی مدد فرما“۔



ہجرت کے سفر میں رسول اللہ ﷺ مجھ اور ہرشی کے درمیان قحداوات سے گزرے، حضرت اوس بن عبد اللہ بن حجر الاسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

مَرَّبِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِقَحْدَاوَاتٍ بَيْنَ الْجُحْفَةِ وَهَرُشَى وَ  
هُمَا عَلَى جَمَلٍ وَاحِدٍ مُتَوَجِّهَانِ إِلَى الْمَدِينَةِ (۹)

(ہجرت کے سفر میں) رسول اللہ ﷺ مجھ اور ہرشی کے درمیان قحداوات کے علاقہ میں میرے پاس سے گزرے، آپ کے ساتھ ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے، دونوں ایک اونٹ پر سوار تھے اور مدینہ طیبہ کی طرف جا رہے تھے۔

حضرت اوس رضی اللہ عنہ نے اونٹ پیش کیا اور اپنے غلام مسعود بن بنیدہ کو ساتھ بھیجا، مسعود مدینہ طیبہ تک آپ کے ساتھ رہا، مدینہ طیبہ پہنچ کر رسول اللہ ﷺ نے اسے اونٹ سمیت واپس بھیج دیا۔ (۱۰)

۱۔ اسد الغابہ، ج ۱، رقم: ۳۱۱، تذکرہ اوس بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ

۱۰۔ غزوہ احد کے موقع پر اسی مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے آقا اوس رضی اللہ عنہ کے حکم سے مقام عرج سے پیدل روانہ ہو کر رسول اللہ ﷺ کو قریش کے لشکر کی آمد کی اطلاع دی تھی، تفصیل کے لئے دیکھئے طبقات ابن سعد، ج ۲ ص ۲۳۲-۲۳۳۔ اسد الغابہ، ج ۱ ص ۲۰۲





حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سفر ہجرت کے بارے میں مروی ہے:

إِنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ كَانَ رَدِيفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَخْتَلِفُ إِلَى الشَّامِ فَكَانَ يُعْرَفُ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُعْرَفُ فَكَانُوا يَقُولُونَ يَا أَبَا بَكْرٍ مَنْ هَذَا الْغُلَامُ بَيْنَ يَدَيْكَ؟ فَقَالَ يَهْدِينِي السَّبِيلَ (۱۱)

مکہ اور مدینہ کے درمیان سفر میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ کے ردیف تھے، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا (بہ سلسلہ تجارت) شام کی طرف آنا جاننا رہتا تھا، لوگ آپ کو پہچانتے تھے، نبی کریم ﷺ کو نہیں پہچانتے تھے، لوگ پوچھتے: ابو بکر! تمہارے آگے یہ جوان کون ہے؟ آپ جواب دیتے: یہ میرے راستہ کے رہنما ہیں۔

لوگ یہ سمجھتے کہ حضور ﷺ، ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اس سفر میں راستہ دکھانے والے دلیل راہ (گائیڈ) ہیں جب کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اس جملہ سے خیر کا راستہ مراد لیتے تھے۔



الاصابه في تمييز الصحابة میں حضرت ام معبد بنت خالد الخزاعیہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے:

۱۱۔ مسند امام احمد بن حنبل، (مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ)، رقم: ۱۱۸۲۵۔

الطبقات الکبریٰ، ج ۱، ص ۱۸۲۳۱۸

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ عِنْدَهَا هُوَ وَ أَبُو بَكْرٍ رِدْفَانٍ مَخْرَجَهُ إِلَى الْمَدِينَةِ حِينَ خَرَجَ (۱۲)  
نبی کریم ﷺ اس کے ہاں اترے، آپ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ ایک سواری پر سوار تھے، سفر ہجرت میں آپ مدینہ طیبہ کی طرف جا رہے تھے۔

جناب ابوطالب ہم رکاب نبی ﷺ

عبداللہ بن محمد بن عقیل بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ کے بچپن میں جب جناب ابوطالب نے شام کی طرف تجارت کے لئے رخت سفر باندھا، نبی کریم ﷺ نے چچا سے آکر کہا: چچا! مجھے یہاں کس کے حوالے کر کے جا رہے ہو، میری ماں نہیں جو میری دیکھ بھال کرے گی اور ایسا کوئی اور نہیں جو مجھے اپنی حفاظت میں رکھے، راوی کہتے ہیں یہ سن کر جناب ابوطالب پر رقت طاری ہو گئی اور انہوں نے آپ کو اپنے ساتھ سواری پر سوار کر لیا اور سفر پر روانہ ہو گئے۔ (الطبقات الکبریٰ ابن سعد، ج ۱ ص ۱۲۱)

۱۲۔ الاصابه، کتاب النساء، تذکرہ ام معبد الخزاعیہ رضی اللہ عنہا، رقم: ۱۲۲۶۳



## حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

حضرت عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف قرشی اموی رضی اللہ عنہ۔ عبد مناف میں آپ کا سلسلہ نسب رسول اللہ ﷺ کے سلسلہ نسب سے ملتا ہے۔ آپ کی والدہ اروی بنت کریم رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی بیضاء بنت عبد المطلب کی بیٹی تھیں، اس طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی زاد کے بیٹے تھے، آپ کی والدہ اروی رضی اللہ عنہا دولت اسلام سے مشرف ہوئیں، مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں فوت ہوئیں۔ (۱۲)

صحیح قول کے مطابق آپ کی ولادت واقعہ فیل کے چھ سال بعد ہوئی، قدیم الاسلام صحابی ہیں، آپ کہا کرتے تھے میں اسلام قبول کرنے والا چوتھا شخص ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے آپ کا نکاح کر دیا، جن سے عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی، ان کے نام پر آپ کی کنیت ابو عبد اللہ تھی۔ سب سے پہلے اپنی اہلیہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ سب سے پہلا جوڑا ہے جس نے لوط علیہ السلام کے بعد راہ خدا میں ہجرت کی ہے۔“ پھر واپس مکہ مکرمہ آئے اور مدینہ طیبہ کی طرف دوسری ہجرت کی۔

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی بیماری کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کے حکم سے غزوہ بدر میں شریک نہیں ہوئے لیکن اجر اور غنیمت کے حق دار قرار پائے۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنی دوسری صاحبزادی حضرت ام کلثوم

۱۲۔ طبقات ابن سعد، ج ۸ ص ۱۸۲، رقم: ۳۱۶۳۔ اسد الغابہ، ج ۶ ص ۸، رقم: ۶۶۹۵۔

الاصابہ، ج ۸ ص ۹، رقم: ۱۰۷۹۳۔

رضی اللہ عنہا آپ کے حوالہ عقد میں دے دی۔ جب ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا بھی انتقال ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اگر میری تیسری غیر شادی شدہ بیٹی ہوتی تو میں اسے تیرے عقد میں دے دیتا۔“ ایک روایت میں یکے بعد دیگرے چالیس بیٹیاں عقد میں دینے کا ذکر ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی دو بیٹیوں کے آپ کے عقد میں رہنے کی وجہ سے آپ کو ذی النورین کہا جاتا ہے۔ غزوہ بدر کے بعد تمام غزوات میں شریک رہے، صلح حدیبیہ کے موقع پر ہونے والی بیعت رضوان کی محرک آپ ہی کی شخصیت تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسی موقع پر اپنے دست مبارک کو آپ کا ہاتھ قرار دے کر آپ کی طرف سے بیعت کی تھی۔

ان دس صحابہ کرام میں سے ایک ہیں جن کو جنت کی بشارت دی گئی، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”ہر نبی کا رفیق ہے، جنت میں میرا رفیق عثمان ہے۔“ (۱۳)

بیر رومہ کی خریداری ہو یا مسجد نبوی کی توسیع کے لئے زمین کی خریداری حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں، حبشہ عسرت کے لئے بے مثال مالی امداد کی فراہمی اور امت مسلمہ کو ایک قراءت پر جمع کرنے کے لئے مصاحف کی تیاری اور تمام مرکزی اسلامی شہروں میں ان کی ترسیل آپ کی بے مثال کاوشیں ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد بالاتفاق امیر المؤمنین منتخب ہوئے، گیارہ سال گیارہ ماہ اور بائیس دن خلافت کی ذمہ داریاں سنبھالنے کے بعد نبی ﷺ کے شہر میں انچاس یا اناسی روز بلوایوں کے شدید محاصرہ کے بعد انتہائی مظلومیت کے عالم میں شہادت سے سرفراز ہوئے۔

شہادت کے وقت روزے سے تھے اور قرآن کریم کی تلاوت میں مصروف تھے، آپ کے خون کے قطروں سے مصحف کے اوراق رنگین ہو گئے، یہ ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ کا واقعہ ہے۔



مظلوم خلیفۃ المسلمین جو کابل سے مراکش تک لاکھوں مربع میل پر پھیلی ہوئی اسلامی مملکت کا فرمانروا تھا، رات کی تاریکی میں اس کی لاش کو چھپتے چھپاتے گنتی کے چند حضرات نے اٹھایا، نماز جنازہ ادا کی اور مدینہ منورہ کے مشہور قبرستان بقیع الغرقہ کے بازو میں حش کو کب میں دفن کر کے زمین برابر کر دی اور قبر کا نشان مٹا دیا۔ رضی اللہ عنہ (۱۴)



حضرت خالد الزیات روایت کرتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ غزوہ بدر سے واپس تشریف لارہے تھے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مقام رحاء میں نبی کریم ﷺ سے ملے، آپ کی صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات پر تعزیت کی اور آپ ﷺ کو بدر میں فتح پر مبارک باد دی، راوی بیان کرتے ہیں:

فَاَخْرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلَهُ مِنْ غُرُزِ الرِّكَابِ وَقَالَ لِعُثْمَانَ ارْكَبْ فَاَرْدَفَهُ فَنَشَجَ عُثْمَانُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُسْكُنْ اَوْ اُسْكُتْ (قال يوسف انا اشك) فَاَنَّ اللَّهَ قَدْ رَوَّجَكَ اُخْتَهَا (۱۵)

رسول اللہ ﷺ نے رکاب سے اپنا پیر نکال کر عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا سوار ہو جاؤ، آپ نے عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے سوار کر لیا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ہچکی بندھ گئی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پرسکون رہو، یا فرمایا چپ ہو جاؤ (راوی یوسف کو شک ہے) اللہ تعالیٰ نے اس (رقیہ رضی اللہ عنہا) کی بہن (ام کلثوم رضی اللہ عنہا) تمہارے نکاح میں دے دی ہے۔

۱۴۔ الطبقات الكبرى، ج ۳ ص ۳۹-۶۱، رقم: ۱۴۔ الاستيعاب، ج ۳ ص ۱۰۳-۱۰۵۶،

رقم: ۱۷۷۸۔ اسد الغابہ، ج ۳ ص ۲۷۹-۴۹۱، رقم: ۳۵۸۳۔ الاصابہ، ج ۳ ص ۳۷۷-۳۷۸،

رقم: ۵۴۶۴، ۳۷۹

۱۵۔ معرفة اسامی ارداداف النبی ﷺ، ج ۱ ص ۱۸

## حضرت علی رضی اللہ عنہ

ابو الحسن حضرت علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم رضی اللہ عنہ۔ رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد بھائی ہیں، رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے وقت کم سن تھے، کمسن لڑکوں میں سب سے پہلے آپ نے اسلام قبول کیا اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔

ہجرت کی شب رسول اللہ ﷺ کے بستر پر سوئے اور رسول اللہ ﷺ کے حکم کے مطابق لوگوں کی امانتیں واپس کیں اور تین دن بعد پایادہ مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہو گئے، رات کو سفر کرتے اور دن کو چھپ جاتے تھے، پندرہ ربیع الاول کو جب مدینہ طیبہ پہنچے چلنے کے قابل نہ تھے۔ پیر سوچ چکے تھے اور ان سے خون رس رہا تھا، رسول اللہ ﷺ نے آپ کو سینہ سے لگایا، زخموں پر لعاب دہن لگایا اور آپ کے لئے عافیت کی دعا کی۔

۲ھ میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت سیدۃ النساء فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سے آپ کا عقد فرمایا۔ غزوہ تبوک کے علاوہ تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ رہے، اکثر غزوات میں لشکر کا علم آپ کے پاس ہوتا تھا۔ غزوہ خیبر میں آپ کی شجاعت کی داستان بے مثال حیثیت کی حامل ہے۔

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں مسلمانوں کے درمیان مَوَاخَات قائم فرماتے وقت رسول اللہ ﷺ نے آپ کو اپنا بھائی قرار دیا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کے درمیان مَوَاخَات قائم فرمائی، حضرت علی رضی اللہ عنہ روتے ہوئے آئے اور عرض کی: آپ نے اپنے صحابہ کے درمیان بھائی بندی (مَوَاخَات) فرمائی اور آپ نے مجھے کسی کا بھائی نہیں بنایا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم

دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو۔ (۱۶)

رسول اللہ ﷺ نے آپ کو یمن کا قاضی بنا کر روانہ فرمایا اور آپ کے سینہ پر ہاتھ



مار کر آپ کے لئے دعا فرمائی: ”اے اللہ! اس کی زبان کو ثبات عطا کر اور اس کے قلب کو ہدایت یاب فرما“۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اللہ کی قسم کھا کر فرماتے تھے اس دعا کے بعد مجھے کبھی دو شخصوں کے درمیان فیصلے میں شک نہیں ہوا۔

رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد آپ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی مجلس شوریٰ کے اہم رکن رہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد خلیفۃ المسلمین کے انتخاب کے لئے جن چھ حضرات کی نامزدگی فرمائی اس میں آپ بھی شامل تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ذی الحجہ ۳۵ھ میں مدینہ منورہ میں آپ خلیفۃ المسلمین بنے، اور ساڑھے چار سال خلیفہ رہے، رمضان ۴۰ھ میں بد بخت عبدالرحمن بن ملجم المرادی کے ہاتھوں جام شہادت نوش فرمایا۔ رضی اللہ عنہ (۱۷)



حضرت غرق بن الحارث الکندی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر تھا، آپ ﷺ کے پاس قربانی کے اونٹ لائے گئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ابو الحسن کو بلاؤ“ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپ کے پاس لایا گیا، رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”تم نیچے سے نیزہ لو اور رسول اللہ ﷺ نے نیزہ کو اوپر سے لیا، پھر اس سے قربانی کے اونٹوں کا خون بہایا۔ راوی کہتے ہیں:

فَلَمَّا فَرَّغَ رَكْبَ بَغْلَتِهِ وَارْدَفَ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ (۱۸)

جب آپ ﷺ قربانی سے فارغ ہو گئے، آپ اپنے خچر پر سوار ہوئے اور علی رضی اللہ عنہ کو اپنی سواری پر بیچھے سوار کر لیا۔

۱۷۔ انتخاب از طبقات ابن سعد، ج ۳ ص ۱۳، رقم: ۳۔ الاستیعاب، ج ۳ ص ۱۰۸۹، رقم: ۱۸۵۵۔

اسد الغابہ، ج ۳ ص ۵۸۷، رقم: ۳۷۸۳۔ الاصابہ، ج ۴ ص ۴۶۴، رقم: ۵۷۰۴۔

۱۸۔ سنن ابی داؤد، کتاب المناسک، رقم: ۱۷۶۶۔ طبقات ابن سعد، ج ۷ ص ۳۰۰،

رقم: ۳۷۷۹۔ الاستیعاب، ج ۳ ص ۱۲۵۵، رقم: ۲۰۶۳۔



حضرت مغیرہ بن عقبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى حِمَارٍ وَ  
عَلِيٌّ رَدِيفُهُ فَقَالَ قُلْ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي، اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي،  
اللَّهُمَّ تُبْ عَلَيَّ، لَعَلَّكَ تُصَيِّبُكَ إِحْدَاهُنَّ (۱۹)

رسول اللہ ﷺ دراز گوش پر سوار تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کے ردیف تھے، آپ نے فرمایا: کہو اے اللہ! میری مغفرت فرما، اے اللہ! مجھ پر رحم فرما، اے اللہ! میری توبہ قبول فرما، شاید کہ تمہیں ان میں سے کوئی دعا پہنچے۔



حضرت عمرو بن رافع المزنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ بَعْدَ  
الظُّهْرِ يَوْمَ النَّحْرِ رَدِيفُهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ (۲۰)

میں نے یوم النحر (قربانی کے دن) ظہر کے بعد رسول اللہ ﷺ کو خطبہ دیتے ہوئے دیکھا، حضرت علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) آپ ﷺ کے ردیف تھے۔



امام ابن ابی حاتم اپنی سند سے سدی سے روایت کرتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک کے لئے تشریف لے گئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کو (مدینہ طیبہ میں) اپنا

۱۹۔ الاصابہ فی تمییز الصحابہ، رقم: ۸۶۲۹۔

۲۰۔ اسد الغابہ، ج ۳ ص ۷۱۸، رقم: ۳۹۱۴۔



خلیفہ (نائب) بنایا اور ساتھ نہیں لے گئے تو منافقوں نے باتیں بنائیں اور کہا رسول اللہ کسی ناراضگی کی وجہ سے ان کو ساتھ نہیں لے گئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ راستہ میں رسول اللہ ﷺ سے جا ملے اور منافقوں کی باتوں سے آپ کو باخبر کیا، نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جب موسیٰ علیہ السلام اپنے رب کے پاس گئے تو انہوں نے حضرت ہارون علیہ السلام کو خلیفہ بنایا تھا اور میں نے اپنے بعد تمہیں خلیفہ بنایا ہے، کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تم میرے لئے ایسے ہو جیسا کہ ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے لئے تھے؟ ہاں میرے بعد کوئی نبی نہیں، انہوں نے کہا: ہاں یا رسول اللہ! (میں راضی ہوں) راوی بیان کرتے ہیں:

فَلَمَّا رَجَعَ اسْتَقْبَلَهُ عَلِيٌّ فَأَرَادَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلْفَهُ وَقَالَ لَعَنَ اللَّهُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُخَالَفِينَ  
جب رسول اللہ ﷺ (غزوہ تبوک سے) واپس تشریف لائے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کا استقبال کیا، نبی کریم ﷺ نے ان کو سواری پر اپنے پیچھے سوار کر لیا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ منافقوں اور مخالفوں پر لعنت فرمائے۔

نبی کریم ﷺ مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے اور علی رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر منافقوں پر لعنت کر رہے تھے، نبی کریم ﷺ نے مؤمنوں سے فرمایا: منافقوں سے بات نہ کرو نہ ان کے ساتھ بیٹھو اور ان سے اس طرح اعراض کرو جس طرح اللہ تعالیٰ نے تمہیں اعراض کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ (۲۱)

## حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما

جنتی نو جوانوں کے سردار، دنیا میں رسول اللہ ﷺ کے پھول، ابو محمد حضرت حسن بن علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم القرشی البہاشمی رضی اللہ عنہما۔ خاتون جنت، سیدۃ نساء اہل الجنت حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے سب سے بڑے صاحبزادے ہیں، رمضان المبارک ۳ھ میں ولادت باسعادت ہوئی، رسول اللہ ﷺ نے ساتویں دن ان کا عقیقہ کیا، اور سر کے بال منڈوا کر ان کے ہم وزن چاندی صدقہ کرنے کا حکم فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کا نام حرب رکھا لیکن رسول اللہ ﷺ نے آپ کا نام تبدیل فرما کر حسن رکھا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں مدینہ طیبہ کے بازاروں میں سے ایک بازار میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا، آپ وہاں سے واپس ہوئے میں بھی واپس ہوا، رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے صحن میں پہنچ کر تین مرتبہ پوچھا: بچہ کہاں ہے؟ آپ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بلا رہے تھے، حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما اٹھے، آپ کے پاس چلتے ہوئے آئے، ان کے گلے میں ہار تھا، رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ سے اس طرح اشارہ فرمایا، حضرت حسن رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح اشارہ کیا، رسول اللہ ﷺ نے ان کو گلے سے لگایا اور فرمایا:

اللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَاجِبْهُ وَ أَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُ

اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو اس سے محبت فرما اور اس

شخص سے محبت فرما جو اس سے محبت رکھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد سننے کے بعد کوئی شخص مجھے حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے زیادہ محبوب نہیں۔ (۲۲)



خلیفہ (نائب) بنایا اور ساتھ نہیں لے گئے تو منافقوں نے باتیں بنائیں اور کہا رسول اللہ کسی ناراضگی کی وجہ سے ان کو ساتھ نہیں لے گئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ راستہ میں رسول اللہ ﷺ سے جا ملے اور منافقوں کی باتوں سے آپ کو باخبر کیا، نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جب موسیٰ علیہ السلام اپنے رب کے پاس گئے تو انہوں نے حضرت ہارون علیہ السلام کو خلیفہ بنایا تھا اور میں نے اپنے بعد تمہیں خلیفہ بنایا ہے، کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تم میرے لئے ایسے ہو جیسا کہ ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے لئے تھے؟ ہاں میرے بعد کوئی نبی نہیں، انہوں نے کہا: ہاں یا رسول اللہ! (میں راضی ہوں) راوی بیان کرتے ہیں:

فَلَمَّا رَجَعَ اسْتَقْبَلَهُ عَلِيٌّ فَأَرَادَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ خَلْفَهُ وَقَالَ لَعَنَ اللَّهُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُخَالَفِينَ

جب رسول اللہ ﷺ (غزوہ تبوک سے) واپس تشریف لائے

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کا استقبال کیا، نبی کریم ﷺ نے

ان کو سواری پر اپنے پیچھے سوار کر لیا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ منافقوں اور

مخالفوں پر لعنت فرمائے۔

نبی کریم ﷺ مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے اور علی رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے کھڑے

ہو کر منافقوں پر لعنت کر رہے تھے، نبی کریم ﷺ نے مؤمنوں سے فرمایا: منافقوں سے

بات نہ کرو نہ ان کے ساتھ بیٹھو اور ان سے اس طرح اعراض کرو جس طرح اللہ تعالیٰ نے

تمہیں اعراض کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ (۲۱)

## حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما

جنتی نو جوانوں کے سردار، دنیا میں رسول اللہ ﷺ کے پھول، ابو محمد حضرت حسن بن علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم القرشی الہاشمی رضی اللہ عنہما۔ خاتون جنت، سیدۃ نساء اہل الجنت حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے سب سے بڑے صاحبزادے ہیں، رمضان المبارک ۳ھ میں ولادت باسعادت ہوئی، رسول اللہ ﷺ نے ساتویں دن ان کا عقیقہ کیا، اور سر کے بال منڈوا کر ان کے ہم وزن چاندی صدقہ کرنے کا حکم فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کا نام حرب رکھا لیکن رسول اللہ ﷺ نے آپ کا نام تبدیل فرما کر حسن رکھا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں مدینہ طیبہ کے بازاروں میں سے ایک بازار میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا، آپ وہاں سے واپس ہوئے میں بھی واپس ہوا، رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے صحن میں پہنچ کر تین مرتبہ پوچھا: بچہ کہاں ہے؟ آپ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بلا رہے تھے، حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما اٹھے، آپ کے پاس چلتے ہوئے آئے، ان کے گلے میں ہار تھا، رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ سے اس طرح اشارہ فرمایا، حضرت حسن رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح اشارہ کیا، رسول اللہ ﷺ نے ان کو گلے سے لگایا اور فرمایا:

اللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَاجِبْهُ وَ أَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُ

اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو اس سے محبت فرما اور اس

شخص سے محبت فرما جو اس سے محبت رکھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد سننے کے بعد

کوئی شخص مجھے حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے زیادہ محبوب نہیں۔ (۲۲)

۲۲۔ صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب ما ذکر فی الاسواق۔ رقم الحدیث: ۲۱۲۲، کتاب

اللباس، باب السخاب للصبيان، رقم الحدیث: ۵۸۸۴۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل

الصحابۃ، باب فضائل الحسن و الحسين رضی اللہ عنہما، رقم الحدیث: ۶۳۵۷

۲۱۔ تفسیر امام ابن ابی حاتم، ج ۶ ص ۱۸۶۵، تفسیر سورة التوبة: ۹۵، رقم الحدیث: ۱۰۲۰۷،

مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز، مکہ مکرمہ



حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر تشریف فرما دیکھا، حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپ کے پہلو میں بیٹھے تھے، آپ ﷺ کبھی لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے، کبھی حسن رضی اللہ عنہ کی طرف توجہ فرماتے اور آپ فرما رہے تھے:

إِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِتْنَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ (۲۳)

بے شک میرا یہ بیٹا سید (سردار) ہے، اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں میں صلح فرمائے گا۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ شکل و صورت میں رسول اللہ ﷺ سے سب سے زیادہ مشابہت رکھتے تھے۔ (۲۴)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد تقریباً چھ ماہ تک حضرت حسن رضی اللہ عنہ خلیفۃ المسلمین رہے، پھر ۴۱ھ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں خلافت سے دستبردار ہو گئے اور امت مسلمہ کو بہت بڑی آزمائش سے بچالیا۔

خلافت سے دست برداری کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کی۔ ۴۹ھ، ۵۰ھ یا ۵۱ھ میں آپ رضی اللہ عنہ کا زہر خورانی کے سبب انتقال ہوا۔

۲۳۔ صحیح البخاری، کتاب الصلح، باب قول النبی ﷺ للحسن بن علی رضی اللہ عنہما "ابنی هذا سيد الخ" رقم الحدیث: ۲۰۲۲، کتاب المناقب، باب علامات النبوة فی الاسلام، رقم الحدیث: ۳۶۲۹، باب مناقب الحسن و الحسين رضی اللہ عنہما، رقم الحدیث: ۳۷۴۶، کتاب الفتن، رقم الحدیث: ۷۱۰۹۔ جامع الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب الحسن و الحسين، رقم الحدیث: ۳۷۷۳

۲۴۔ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب شیهہ ﷺ، رقم الحدیث: ۶۰۸۱۔ جامع الترمذی، کتاب الادب، باب ما جاء فی العدة، رقم الحدیث: ۲۸۲۶، ۲۸۲۷، کتاب المناقب، باب مناقب الحسن و الحسين، رقم الحدیث: ۳۷۷۶، ۳۷۷۷، ۳۷۷۸

آپ کی خواہش تھی کہ آپ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں رسول اللہ ﷺ اور شیخین حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ دفن کیا جائے، لیکن بنو امیہ کے کچھ لوگ آڑے آئے اور آپ کو آپ کی والدہ ماجدہ سیدۃ النساء حضرت فاطمہ الزہراء کے پہلو میں بقیع الغرقہ میں دفن کیا گیا۔ رضی اللہ عنہ (۲۵)



حضرت ایاس اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

لَقَدْ قُدْتُ بِنَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ بَغْلَتَهُ الشَّهْبَاءَ حَتَّى أَذْخَلْتُهُمْ حُجْرَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا قُدَّامَهُ وَ هَذَا خَلْفَهُ (۲۶)

میں نبی کریم ﷺ کے اس سفید خچر کی لگام پکڑ کر چلا ہوں جس پر نبی کریم ﷺ اور حسن اور حسین رضی اللہ عنہما سوار تھے، یہاں تک کہ میں نے ان کو نبی کریم ﷺ کے حجرہ میں داخل کیا، یہ (سواری پر) آپ کے آگے اور یہ پیچھے سوار تھے۔



حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی سفر سے واپس تشریف لاتے تو آپ کے گھر کے بچے آپ سے ملاقات کرتے، ایک

۲۵۔ الاستیعاب، ج ۱ ص ۳۸۳-۳۹۲، رقم: ۵۵۵۔ اسد الغابہ، ج ۱ ص ۵۵۶-۵۶۳، رقم: ۱۱۶۵۔ الاصابہ، ج ۲ ص ۶۰-۶۶، رقم: ۱۷۲۳

۲۶۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل الحسن و الحسين رضی اللہ عنہما، رقم الحدیث: ۶۲۶۰۔ جامع الترمذی، کتاب الادب، باب ما جاء فی رکوب ثلاثة علی دابة، رقم الحدیث: ۲۷۷۵



مرتبہ آپ سفر سے واپس تشریف لائے مجھے آپ کے پاس لایا گیا:

فَحَمَلَنِي بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ جِئَ بِأَخِي ابْنِي فَاطِمَةَ فَأَرَدَفَهُ  
خَلْفَهُ قَالَ فَأَدْخَلْنَا الْمَدِينَةَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَاحِدَةٍ (۲۷)  
آپ نے مجھے آگے بٹھالیا پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ایک  
صاحبزادے لائے گئے تو آپ نے اسے اپنے پیچھے بٹھالیا، اس  
طرح ہم تینوں ایک جانور پر بیٹھ کر مدینہ میں داخل ہوئے۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ  
ﷺ نے ابو الدحداح (یا ابن الدحداح) رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھی، پھر  
آپ کے پاس بغیر زین کا گھوڑا لایا گیا، ایک آدمی نے اسے تھاما، رسول اللہ ﷺ اس پر  
سوار ہوئے اور اسے تیز تیز چلایا اور ہم آپ کے پیچھے دوڑنے لگے۔ (مسند امام احمد  
بن حنبل، (حدیث جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ)، رقم الحدیث: ۲۰۳۲۳، ۲۰۳۸۸)

۲۷۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل عبد الله بن جعفر رضي  
الله عنهما، رقم الحديث: ۶۲۶۸، ۶۲۶۹۔ سنن ابی داؤد، کتاب الجهاد، باب فی  
رکوب ثلاثة علی دابة، رقم الحديث: ۲۵۶۶

## حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما

جنتی جوانوں کے سردار ابو عبد اللہ حضرت حسین بن علی ابن ابی طالب بن عبد  
المطلب بن ہاشم القرشی الہاشمی رضی اللہ عنہما۔ رسول اللہ ﷺ کے نواسے، خاتون جنت  
سیدۃ نساء اہل الجنتہ رضی اللہ عنہا کے لخت جگر، حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے نورِ نظر،  
حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے ایک سال چھوٹے تھے۔ ۵ شعبان ۴ھ میں ولادت  
باسعادت ہوئی، رسول اللہ ﷺ نے آپ کے کان میں اذان کہی، اور ان کو دنیا کے دو  
پھولوں میں سے اپنا ایک پھول قرار دیا۔ (۲۸) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کا نام  
حرب رکھا جسے تبدیل فرما کر رسول اللہ ﷺ نے آپ کا نام حسین رکھا، اور آپ کا عقیقہ  
کیا۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

حُسَيْنٌ مِنِّي وَ اَنَا مِنْ حُسَيْنٍ أَحَبَّ اللَّهُ مَنْ أَحَبَّ حُسَيْنًا (۲۹)  
حسین (رضی اللہ عنہ) مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں، جس  
نے حسین سے محبت رکھی اللہ تعالیٰ اس سے محبت فرمائے۔  
حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بخدا! حسین (رضی اللہ عنہ) شکل و صورت  
میں رسول اللہ ﷺ سے بہت مشابہت رکھتے تھے۔ (۳۰)  
حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے پیدل پچیس حج کئے، بکثرت روزے رکھنے والے،

۲۸۔ صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب مناقب الحسن و  
الحسين رضي الله عنهما، رقم الحديث: ۳۷۵۳، کتاب الادب، باب رحمة الولد و  
تقبيله و معانقته، رقم الحديث: ۵۹۹۴۔ سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب  
الحسن و الحسين، رقم الحديث: ۳۷۷۰  
۲۹۔ سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب الحسن و الحسين، رقم الحديث: ۳۷۷۵  
۳۰۔ صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب مناقب الحسن و  
الحسين رضي الله عنهما، رقم الحديث: ۳۷۷۸



نماز پڑھنے والے، صدقہ کرنے والے اور نیک اعمال کرنے والے تھے۔

اپنے والد ماجد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوفہ منتقل ہو گئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت سے دست برداری کے بعد ۴۱ھ میں مدینہ منورہ منتقل ہو گئے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ۶۰ھ میں یزید نے عنان حکومت سنبھالی، اہل کوفہ نے ڈھیروں خطوط لکھ کر آپ کو کوفہ آنے کی دعوت دی۔ جمعہ ۱۰ محرم ۶۱ھ کو کربلا میں اپنے اہل بیت کے انیس افراد کے ساتھ مرتبہ شہادت پر فائز ہوئے۔ رضی اللہ عنہ بوقت شہادت آپ کی عمر مبارک اٹھاون سال تھی، حضرت سفیان بن عیینہ حضرت جعفر بن محمد سے روایت کرتے ہیں کہ بوقت شہادت حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اٹھاون سال کے تھے، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی عمر بھی بوقت شہادت اٹھاون سال تھی، آپ کے صاحبزادے علی زین العابدین رضی اللہ عنہ اور محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم بھی اپنی اپنی وفات کے وقت اٹھاون سال کے تھے۔ (۳۱)



حضرت ایاس اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

لَقَدْ قُدْتُ بِنَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ بَغْلَتَهُ الشَّهْبَاءَ حَتَّى أَدْخَلْتُهُمْ حُجْرَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا قُدَّامَهُ وَهَذَا خَلْفَهُ (۳۲)

میں نبی کریم ﷺ کے اس سفید خچر کی لگام پکڑ کر چلا ہوں جس پر نبی کریم ﷺ اور حسن اور حسین رضی اللہ عنہما سوار تھے، یہاں تک کہ

۳۱۔ الاستیعاب، ج ۱ ص ۳۹۲-۳۹۹، رقم: ۵۵۶۰۔ اسد الغابہ، ج ۱ ص ۵۶۶-۵۷۱، رقم: ۱۱۷۳۔

الاصابہ، ج ۲ ص ۶۷-۷۲، رقم الحدیث: ۱۷۲۹۔

۳۲۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل الحسن و الحسين رضی اللہ عنہما، رقم الحدیث: ۶۲۶۰۔ جامع الترمذی، کتاب الادب، باب ما جاء فی

رکوب ثلاثة علی دابة، رقم الحدیث: ۲۷۷۵۔

میں نے ان کو نبی کریم ﷺ کے حجرہ میں داخل کیا، یہ (سواری پر) آپ کے آگے اور یہ پیچھے سوار تھے۔



حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی سفر سے واپس تشریف لاتے تو آپ کے گھر کے بچے آپ سے ملاقات کرتے، ایک مرتبہ آپ سفر سے واپس تشریف لائے مجھے آپ کے پاس لایا گیا:

فَحَمَلَنِي بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ جِيءَ بِأَخِي ابْنِي فَاطِمَةَ فَأَرَدَفَهُ خَلْفَهُ قَالَ فَأَدْخَلْنَا الْمَدِينَةَ ثَلَاثَةَ عَلَي دَابَّةٍ وَاحِدَةٍ (۳۳)  
آپ نے مجھے آگے بٹھالیا پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ایک صاحبزادے لائے گئے تو آپ نے اسے اپنے پیچھے بٹھالیا، اس طرح ہم تینوں ایک جانور پر بیٹھ کر مدینہ میں داخل ہوئے۔



حضرت زبرقان بن اسلم رضی اللہ عنہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے عرض کیا:

يَا بُنَيَّ فَإِنِّي وَاللَّهِ لَقَدْ نَظَرْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقْبِلًا مِنْ نَاحِيَةِ قُبَاءَ عَلَى نَاقَةٍ حُمْرَاءَ وَ إِنَّكَ يَوْمَئِذٍ قُدَّامَهُ (۳۴)

بیٹے! بخدا میں نے سرخ رنگ کی اونٹنی پر رسول اللہ ﷺ کو قباء کی طرف سے تشریف لاتے دیکھا اور آپ اس دن رسول اللہ ﷺ کے آگے سوار تھے۔

۳۳۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل عبد الله بن جعفر رضی اللہ عنہما، رقم الحدیث: ۶۲۶۸، سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب فی

رکوب ثلاثة علی دابة، رقم الحدیث: ۲۵۶۶۔

۳۴۔ اسد الغابہ، ج ۲ ص ۹۹، رقم: ۱۷۲۷۔



## حضرت علی بن ابی العاص رضی اللہ عنہما

حضرت علی بن ابی العاص، لقیط بن الربیع بن عبد العزی بن عبد شمس بن عبد مناف القرشی العبشمی رضی اللہ عنہما، رسول اللہ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے بیٹے ہیں، بنو غاضرہ میں دودھ پیا، رسول اللہ ﷺ نے یہ فرما کر ان کو اپنے ہاں رکھ لیا: ”اگر کوئی کافر کسی چیز میں مسلمان کا شریک ہو تو مسلمان اس چیز کا کافر سے زیادہ حق دار ہے“، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے داماد ابو العاص بن ربیع رضی اللہ عنہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔

زبیر بن بکار اور ابن مندہ کی تصریح کے مطابق رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ میں علی بن ابی العاص رضی اللہ عنہما نے قریب البلوغ ہو کر وفات پائی۔ ابن عساکر نے بعض علماء انساب کا یہ قول نقل کیا ہے کہ علی بن ابی العاص جنگ یرموک میں شہید ہوئے۔ رضی اللہ عنہ

○

عمر بن ابی بکر الموصلی روایت کرتے ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْدَفَهُ عَلَى رَاحِلَتِهِ  
يَوْمَ الْفَتْحِ (۳۵)

نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے دن اس (علی بن ابی العاص رضی اللہ عنہما) کو اپنے پیچھے سواری پر بٹھالیا تھا۔

○

الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب میں ہے:

وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَرْدَفَهُ  
عَلَى رَاحِلَتِهِ يَوْمَ الْفَتْحِ فَدَخَلَ مَكَّةَ وَهُوَ رَدِيفُ رَسُولِ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (۳۶)

رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے روز اپنی سواری پر علی بن ابی العاص کو اپنے پیچھے سوار کیا تھا، رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے اور علی بن ابی العاص آپ کے ردیف تھے۔

○

اسد الغابہ میں ہے:

وَلَمَّا دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ يَوْمَ  
الْفَتْحِ أَرْدَفَ عَلِيًّا خَلْفَهُ (۳۷)

فتح مکہ کے روز جب رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے، آپ نے سواری پر علی ابن ابی العاص کو اپنے پیچھے بٹھایا ہوا تھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ دراز گوش پر سوار ہوتے تھے، سواری پر اپنے پیچھے کسی کو بٹھالیتے تھے اور غلاموں کی دعوت قبول فرما لیتے تھے۔  
(الطبقات الکبریٰ، ج ۱ ص ۲۷۹)



## حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

حضرت ابوالعباس عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف القرشی الہاشمی رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد بھائی ہیں، ہجرت سے تین سال قبل شعب ابی طالب میں بنو ہاشم کی محصوری کے دوران پیدا ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائے گئے آپ نے اپنے لعاب مبارک سے گھٹی دی۔ دوبار جبریل علیہ السلام کو دیکھا اور رسول اللہ ﷺ نے متعدد بار آپ کے لئے علم و حکمت، تاویل قرآن اور تفقہ فی الدین کی دعا فرمائی۔

کثرت علم کی وجہ سے، حبر، حبر الامت اور ترجمان القرآن کہلاتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کے وصال کے وقت تیرہ سال کے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کو کبار بدری صحابہ کے ساتھ اپنی مجلس میں شریک کرتے تھے۔

حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے دور خلافت میں فتویٰ دیتے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بصرہ کے گورنر رہے، اپنے وقت میں تفسیر قرآن، فقہ، انساب، مغازی اور شعر کے سب سے بڑے عالم تھے۔

آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے، طائف میں سکونت اختیار فرمائی اور طائف ہی میں ۶۸ھ میں اکہتر (۷۱) سال کی عمر میں وفات پائی، حضرت محمد بن الحنفیہ رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی، اور کہا: آج اس امت کا ربانی فوت ہو گیا۔ رضی اللہ عنہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم ﷺ، حضرت عمر، حضرت علی، حضرت معاذ بن جبل اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہم سے احادیث روایت کی ہیں، اور آپ سے حضرت عبداللہ بن عمر، انس بن مالک، ابوامامہ سہل رضی اللہ عنہم جیسے عظیم القدر صحابہ اور

کثیر تعداد میں تابعین نے احادیث روایت کی ہیں۔ (۳۸)



حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ رِذْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِي يَا غُلَامُ إِنِّي مُحَدِّثُكَ حَدِيثًا أَحْفِظُ اللَّهُ يَحْفِظُكَ  
میں سواری پر رسول اللہ ﷺ کے پیچھے بیٹھا تھا آپ نے مجھ سے فرمایا: اے لڑکے! میں تم کو ایک بات بتاتا ہوں احکام الہیہ کے پاسداری کرو، اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ کو یاد رکھو تم اللہ تعالیٰ کو (ہر مصیبت میں) اپنے سامنے پاؤ گے، جب تم سوال کرو تو اللہ سے سوال کرو، اور جب تم مدد طلب کرو تو اللہ سے ہی مدد طلب کرو، قلم اٹھا لئے گئے اور کتابیں خشک ہو گئی ہیں، (کاتب تقدیر تمہارا مقدر لکھ کر فارغ ہو چکا ہے) اگر ساری مخلوق تمہیں ایسی چیز سے فائدہ پہنچانا چاہے جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے نہیں لکھی تو وہ ایسا نہیں کر سکے گی اور اگر وہ تم کو ایسی چیز سے نقصان پہنچانا چاہیں جسے اللہ نے تمہارے لئے نہیں لکھا ہے تو وہ تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ (۳۹)

مسند احمد ہی کی ایک روایت کے الفاظ ہیں:

”میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سواری پر تھا، آپ ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: لڑکے! کیا تمہیں ایسے کلمات نہ سکھاؤں جن سے اللہ

۳۸۔ طبقات ابن سعد، ج ۲ ص ۲۷۸، ۲۸۴، ذکر من جمع القرآن علی عہد رسول اللہ ﷺ

الاستیعاب، ج ۳ ص ۹۳۳-۹۳۹، رقم: ۱۵۸۸۔ اسد الغابہ، ج ۳ ص ۱۸۵-۱۸۹،

رقم: ۳۰۳۵۔ الاصابہ، ج ۲ ص ۱۲۱-۱۳۱، رقم: ۲۷۹۹

۳۹۔ جامع ترمذی، رقم: ۲۵۲۴۔ مستدرک، ج ۳ ص ۲۲۳۔ مسند امام احمد بن حنبل،

رقم الحدیث: ۲۷۶۴، ۲۷۵۸



تعالیٰ تجھے نفع دے، میں نے عرض کیا: جی ہاں، آپ نے فرمایا: تم احکام الہیہ کی پاسداری کرو، اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت فرمائے گا، تم آسانی میں اسے یاد رکھو وہ سختی میں تمہیں یاد فرمائے گا، جب سوال کرو تو اللہ تعالیٰ سے سوال کرو، جب مدد طلب کرو تو اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرو، قلم ہونے والے تمام امور لکھ کر خشک ہو چکے، اگر تمام مخلوق مل کر ایسی چیز سے نفع پہنچانا چاہے جو اللہ نے تمہارے لئے نہیں لکھی تو وہ ایسا نہیں کر سکے گی اور اگر وہ تمہیں ایسی چیز سے نقصان پہنچانا چاہیں جسے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے نہیں لکھا تو وہ ایسا نہیں کر سکتے، جان لو! ناپسندیدہ چیزوں پر صبر میں بڑی خیر ہے، کامیابی صبر کے ساتھ ہے، ہر کرب کے ساتھ کشادگی اور ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔ (۴۰)

○

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

أَرَدْنِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلْفَهُ وَقَتَّمِ أَمَامَهُ (۴۱)

رسول اللہ ﷺ نے مجھے سواری پر اپنے پیچھے اور قتم کو اپنے آگے سوار بٹھا لیا۔

○

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

۴۰۔ مسند امام احمد بن حنبل، (مسند عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما)، رقم الحدیث: ۲۸۰۰

۴۱۔ مسند امام احمد بن حنبل، ج ۱ ص ۴۸۹، رقم الحدیث: ۲۷۰۱

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَدَفَهُ عَلَى دَابَّتِهِ فَلَمَّا اسْتَوَى عَلَيْهَا كَبَّرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا وَحَمِدَ اللَّهُ ثَلَاثًا وَسَبَّحَ اللَّهُ ثَلَاثًا وَهَلَّلَ اللَّهُ وَاحِدَةً

رسول اللہ ﷺ نے اپنی سواری کے جانور پر اسے اپنے پیچھے سوار کر لیا، جب آپ سواری پر ہموار ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے تین بار اللہ اکبر، تین بار الحمد للہ، تین بار سبحان اللہ اور ایک بار لا الہ الا اللہ کہا۔

پھر آپ ہنس دیئے اور میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: جو شخص بھی اپنے جانور پر سوار ہو کر اسی طرح کہتا ہے جس طرح میں نے کہا اللہ تعالیٰ اس کی طرف ہنستے ہوئے متوجہ ہوتا ہے جس طرح میں تمہاری طرف ہنستے ہوئے متوجہ ہوا ہوں۔ (۴۲)

○

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَمَلَهُ وَحَمَلَ أَخَاهُ هَذَا قَدَامَهُ وَهَذَا خَلْفَهُ (۴۳)

نبی کریم ﷺ نے اسے اور اس کے بھائی کو سواری پر اٹھایا، یہ آپ کے آگے اور یہ آپ کے پیچھے سوار تھا۔

○

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کو سفید اور سیاہ

ملے جلے رنگ کا (شہباء) خچر ہدیہ کیا گیا، اسلام میں اس رنگ کا یہ پہلا خچر تھا، رسول اللہ

۴۲۔ مسند امام احمد، ج ۱ ص ۵۴۳، رقم الحدیث: ۳۰۴۹

۴۳۔ مسند امام احمد، ج ۱ ص ۵۶۸، رقم الحدیث: ۳۲۰۷



ﷺ نے مجھے اپنی زوجہ محترمہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا، میں آپ کے پاس اون لایا، پھر میں نے اور رسول اللہ ﷺ نے اس کے لئے رسی اور لگام بٹی، پھر آپ گھر گئے ایک دھاری دار چوغہ لائے، اسے دُہرا کیا پھر اسے چوکور کر کے خچر کی پیٹھ پر ڈال دیا، پھر اللہ کا نام لے کر اس پر سوار ہوئے:

ثُمَّ ارْدَفْنِيْ خَلْفَهُ (۴۴)

اور آپ نے مجھے اپنے پیچھے سوار کر لیا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک رات اہل مدینہ آواز سن کر گھبرا گئے، لوگ تحقیق کے لئے آواز کی سمت نکلے، نبی کریم ﷺ انہیں آواز کی سمت سے واپس آتے ہوئے ملے، آپ فرما رہے تھے مت گھبراؤ، مت گھبراؤ، ہم نے وہاں کچھ نہیں پایا، آپ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے مندوب نامی گھوڑے کی نگلی پشت پر سوار تھے، گلے میں تلوار جمائل کی ہوئی تھی، پھر آپ نے اس سست رفتار گھوڑے کے متعلق فرمایا: ہم نے اسے دریا کی طرح پایا ہے، اس کے بعد کوئی گھوڑا اس سے سبقت نہ لے جاسکا۔  
(صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۲۶۲۷، ۲۸۵۷، ۶۰۳۳)

## حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما

ابو محمد/ ابو عبد اللہ فضل بن عباس بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف القرشی الہاشمی رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد بھائی ہیں، ابو الفضل حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بڑے صاحبزادے ہیں، ام المؤمنین حضرت میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا آپ کی خالہ ہیں، آپ کا شمار حسین ترین لوگوں میں ہوتا تھا۔

فتح مکہ اور غزوہ حنین میں شرکت کی، ان صحابہ میں شامل ہیں جو غزوہ حنین میں ثابت قدم رہے، حجة الوداع میں شرکت کی۔

صحیح مسلم میں ہے رسول اللہ ﷺ نے حضرت حمیہ رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ وہ اپنی بیٹی حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کی زوجیت میں دے دیں اور آپ نے خمس کے مال سے ان کا مہر ادا کروایا۔ (۴۵)

رسول اللہ ﷺ کی تجہیز و تکفین میں شریک تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کو غسل دے رہے تھے اور حضرت فضل رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں پر پانی ڈالتے تھے۔ صرف ایک بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا یا دگار چھوڑی۔

جنگ اجنادین ۱۳ھ یا طاعون عمواس ۱۸ھ میں واصل بحق ہوئے۔ رضی اللہ عنہ۔ آپ سے آپ کے بھائی حضرت عبد اللہ، قثم، چچا زاد بھائی ربیعہ بن الحارث، بھتیجے عباس بن عبد اللہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم نے احادیث روایت کی ہیں۔



حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں (حجة الوداع میں) میدان عرفات سے مزدلفہ تک اسامہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے ردیف تھے:

۴۵۔ صحیح مسلم، کتاب الزکوۃ، باب ترک استعمال ال نبی ﷺ علی الصدقة۔  
رقم الحدیث: ۲۴۸۱



ثُمَّ أَرَدَفَ الْفُضْلَ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ إِلَى مِنَى، قَالَ فَكَلَاهُمَا  
قَالَ: لَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبِي حَتَّى  
رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ (۴۶)

پھر مزدلفہ سے منیٰ تک آپ نے فضل (بن عباس) کو اپنی سواری پر  
پیچھے سوار کر لیا، دونوں (اسامہ اور فضل رضی اللہ عنہما) نے بتایا کہ  
جرمہ عقبہ کی رمی (کنکریاں مارنے) تک نبی کریم ﷺ برابر تلبیہ  
کہتے رہے۔



حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: فضل (بن عباس رضی اللہ عنہما)  
رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سوار تھے کہ قبیلہ خثعم کی ایک عورت آئی، فضل اس عورت کی  
طرف اور وہ عورت فضل کی طرف دیکھنے لگی اور نبی کریم ﷺ فضل کا چہرہ دوسری طرف  
پھرتے تھے، اس عورت نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ کا اس کے بندوں پر فریضہ حج  
ایسے وقت میں آیا کہ میرا باپ بوڑھا ہو چکا ہے وہ سواری پر نہیں بیٹھ سکتا، کیا میں اس کی  
طرف سے حج کر لوں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! اور یہ حجتہ الوداع کا واقعہ ہے۔ (۴۷)

صحیح البخاری کتاب الاستیذان میں یہ حدیث زیادہ تفصیل سے موجود ہے۔ (۴۸)

۴۶۔ صحیح البخاری، کتاب الحج، رقم الحدیث: ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶۔ صحیح

مسلم، کتاب الحج، باب استحباب اداۃ الحاج التلبیۃ حتی یشرع فی رمی  
جمرة العقبة یوم النحر، رقم الحدیث: ۳۰۸۸، ۳۰۸۹۔ مسند امام احمد بن حنبل،  
رقم: ۱۸۰۱، ۱۸۰۵، ۱۸۰۸، ۱۸۰۹

۴۷۔ صحیح البخاری، کتاب الحج، رقم الحدیث: ۱۵۱۳، ۱۸۵۴، ۱۸۵۵، کتاب المغازی،

رقم الحدیث: ۴۳۹۹۔ صحیح مسلم، کتاب الحج، باب الحج عن العاجز لزمانہ و

هرم و نحوہما، رقم الحدیث: ۱۳۳۴

۴۸۔ رقم الحدیث: ۶۲۲۸



حضرت ابوامامہ الباہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حجتہ الوداع میں رسول اللہ  
ﷺ کھڑے ہوئے:

وَهُوَ يَوْمَئِذٍ مُرْدِفُ الْفُضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ عَلَى حِمْلِ آدَمَ  
فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ خُذُوا مِنَ الْعِلْمِ قَبْلَ أَنْ يُقْبَضَ الْعِلْمُ وَ  
قَبْلَ أَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ (۴۹)

آپ گندمی رنگ کے اونٹ پر سوار تھے اور فضل بن عباس (رضی  
اللہ عنہما) آپ کے پیچھے سواری پر تھے، آپ نے فرمایا: لوگو! علم  
کے قبض کئے جانے اور اٹھائے جانے سے پہلے علم حاصل کر لو۔

حالانکہ اس سے پہلے یہ آیت کریمہ نازل ہو چکی تھی:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبَدِّلَكُمُ  
تَسْؤُكُمْ ۚ وَإِنْ تَسْأَلُوا عَنْهَا حِينَ يُنْزَلُ الْقُرْآنُ تُبَدِّلَكُمُ ط  
عَفَا اللَّهُ عَنْهَا ط وَاللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ (۵۰)

اے ایمان والو! وہ باتیں نہ پوچھو کہ اگر تمہارے لئے ظاہر کردی  
جائیں تو تمہیں بری لگیں اور اگر تم ایسے وقت میں پوچھو گے جب  
قرآن نازل کیا جا رہا ہو تو تم پر ظاہر کردی جائیں گی، اللہ نے ان  
سے درگزر فرمائی اور اللہ بہت بخشنے والا نہایت حلم والا ہے۔

ہمارے ذہنوں میں کئی سوالات ہوتے تھے، مگر ہم اس آیت کے نزول کے بعد

سوال کرنے سے گھبراتے تھے، ہم نے ایک بدوی کو چادر دی اور اسے کہا نبی ﷺ سے  
علم کے اٹھائے جانے کے بارے میں سوال کرو، اس نے سوال کیا اللہ کے نبی! ہمارے

۴۹۔ مسند امام احمد بن حنبل، ج ۶ ص ۳۵۶، رقم الحدیث: ۲۱۷۸۷

۵۰۔ المائدہ: ۱۰۱



درمیان سے علم کیسے اٹھ جائے گا حالانکہ پاس مصاحف موجود ہیں ہم نے خود علم حاصل کیا ہے اور اپنی عورتوں، بچوں اور خادموں کو تعلیم دی ہے؟ حضرت ابو امامہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ناراضگی سے سراٹھا کر فرمایا: تجھے تیری ماں روئے، یہود و نصاریٰ کے پاس مصاحف ہیں، انہیں اپنے انبیاء کرام کے پیغام سے کوئی تعلق نہیں، پھر تین بار فرمایا: علم علماء کے اٹھ جانے سے اٹھ جاتا ہے۔

## حضرت قثم بن عباس رضی اللہ عنہما

حضرت قثم بن عباس بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف القرشی الہاشمی رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد بھائی ہیں، نواسہ رسول حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور قثم رضی اللہ عنہ دودھ شریک بھائی ہیں، آپ رسول اللہ ﷺ کے ہم شکل تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مکہ مکرمہ کے گورنر رہے، حضرت قثم رضی اللہ عنہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تدفین کے موقع پر سب سے آخر میں آپ ہی رسول اللہ ﷺ کی قبر اطہر سے نکلے تھے۔ (۵۱)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور حکمرانی میں حضرت قثم رضی اللہ عنہ حضرت سعید بن عثمان رضی اللہ عنہ کی قیادت میں لشکر اسلام کے ساتھ خراسان کی طرف گئے، اور سمرقند میں درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔ رضی اللہ عنہ

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو قثم رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر ملی تو آپ نے انا لله وانا اليه راجعون کہا اور راستہ سے ہٹ کر دو رکعتیں پڑھیں، ان میں خاصی دیر تک بیٹھے رہے پھر اپنی سواری کی طرف آئے اور یہ آیت کریمہ تلاوت کر رہے تھے:

وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ ط وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ (۵۲)

اور مدد چاہو صبر اور نماز (کے ذریعے) سے اور بے شک نماز ضرور بھاری ہے مگر جو دل سے جھکنے والے ہیں۔ (۵۳)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ مریض کی عیادت کرتے، جنازہ میں شریک ہوتے، دراز گوش پر سواری کرتے اور غلاموں کی دعوت قبول فرما لیتے تھے، میں نے غزوہ خیبر کے روز آپ کو ایسے دراز گوش پر سوار دیکھا، جس کی لگام بھجور کی چھال کی تھی۔ (الطبقات الکبریٰ، ج ۱ ص ۲۷۹)

۵۱۔ مسند امام احمد بن حنبل، ج ۱ ص ۱۶۲، رقم الحدیث: ۷۸۹

۵۲۔ البقرہ: ۲۵۵

۵۳۔ الطبقات الکبریٰ، ج ۷ ص ۲۶۰، رقم: ۳۶۲۰۔ الاستیعاب، ج ۳ ص ۱۳۰۴، رقم: ۲۱۶۶۔

اسد الغابہ، ج ۲ ص ۸۵-۸۷، رقم: ۴۲۷۳۔ الاصابہ، ج ۵ ص ۳۲۰، ۳۲۱، رقم: ۷۰۹۶



○

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

أَتَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ حَمَلَ قُثْمَ  
بَيْنَ يَدَيْهِ وَالْفَضْلَ خَلْفَهُ أَوْ قُثْمَ خَلْفَهُ وَالْفَضْلَ بَيْنَ  
يَدَيْهِ (۵۴)

رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور آپ نے سواری پر قثم کو اپنے آگے  
اور فضل کو پیچھے یا قثم کو اپنے پیچھے اور فضل کو اپنے آگے بٹھایا ہوا تھا۔

○

حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں تم مجھے اور حضرت عباس رضی  
اللہ عنہ کے بیٹے قثم اور عبید اللہ کو دیکھتے، ہم ابھی بچے تھے کھیل رہے تھے کہ نبی کریم ﷺ  
سواری کے جانور پر ہمارے پاس سے گزرے۔

فَقَالَ ارْفَعُوا هَذَا إِلَيَّ قَالَ فَحَمَلَنِي أَمَامَهُ وَقَالَ لِقُثْمٍ  
ارْفَعُوا هَذَا إِلَيَّ فَجَعَلَهُ وَرَاءَهُ

آپ نے فرمایا: اسے میری طرف اٹھاؤ، عبد اللہ بن جعفر کہتے ہیں  
تو آپ نے مجھے سواری پر اپنے آگے بٹھایا اور قثم کے لئے فرمایا:  
اسے میری طرف اٹھاؤ تو اس کو اپنے پیچھے بٹھالیا۔

حالانکہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو عبید اللہ رضی اللہ عنہ قثم رضی اللہ عنہ سے زیادہ  
محبوب تھے مگر آپ نے عبید اللہ کو چھوڑ دیا اور قثم کو سوار کر لیا۔ (۵۵)

۵۴۔ صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب ما حمل صاحب الدابة غيره الخ، رقم الحديث: ۵۹۶۶۔

۵۵۔ مسند امام احمد بن حنبل، ج ۱ ص ۳۳۸، رقم الحديث: ۱۷۶۳۔ اسد الغابہ، ج ۴

ص ۸۵، ۸۶، رقم: ۳۷۷۳۔

## حضرت عبید اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

ابو محمد حضرت عبید اللہ بن عباس بن عبد المطلب بن ہاشم القرشی الہاشمی رضی اللہ عنہما،  
رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد بھائی ہیں، حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک  
سال چھوٹے تھے، بہت سخی اور دریا دل تھے، اہل مدینہ کہتے تھے جسے حسن و جمال، فقہ اور  
سخاوت مطلوب ہو وہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے گھر آئے، فضل بن عباس رضی اللہ عنہما  
حسن و جمال میں، عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فقہ میں، اور عبید اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما  
سخاوت میں یکتا ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے وقت بارہ سال کے تھے۔

حضرت عبید اللہ رضی اللہ عنہ ہر روز ایک جوان اونٹ ذبح کرتے تھے، حضرت  
عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے منع کیا تو روزانہ دو اونٹ ذبح کرنے لگے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں یمن کے گورنر رہے، ۳۶ھ اور ۳۷ھ  
میں امیر الحج بنائے گئے۔ ۵۸ھ میں مدینہ طیبہ میں فوت ہوئے۔ رضی اللہ عنہ  
آپ سے مشہور تابعین سلیمان بن یسار، محمد بن سیرین اور عطاء بن ابی رباح نے  
احادیث روایت کی ہیں۔ (۵۶)

○

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَمَلَهُ وَحَمَلَ أَخَاهُ هَذَا  
قُدَامَهُ وَهَذَا خَلْفَهُ (۵۷)

نبی کریم ﷺ نے اسے اور اس کے بھائی کو سواری پر اٹھایا، یہ آپ  
ﷺ کے آگے اور یہ آپ کے پیچھے سوار تھا۔

۵۶۔ الاستیعاب، ج ۲ ص ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، رقم: ۱۷۱۵۔ الاصابہ، ج ۲ ص ۳۳۰، ۳۳۲، رقم: ۵۳۱۹۔

اسد الغابہ، ج ۳ ص ۴۱۹، رقم: ۳۴۶۴۔

۵۷۔ مسند امام احمد، ج ۱ ص ۵۶۸، رقم الحديث: ۳۲۰۷۔



## حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما

حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف القرشی الہاشمی رضی اللہ عنہما۔ مشہور قول کے مطابق آپ کی کنیت ابو جعفر تھی۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا آپ کی والدہ ہیں، آپ کے والدین نے قریش مکہ کے ظلم و ستم کی وجہ سے پہلے حبشہ اور پھر مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی اور ذوالحجہ تین (دو مرتبہ ہجرت کرنے والے) قرار پائے۔

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کی ولادت حبشہ میں ہوئی، آپ حبشہ میں مسلمانوں کے ہاں پیدا ہونے والے پہلے مولود ہیں۔

نہایت سخی اور کریم تھے، اپنی سخاوت اور دریادلی کی وجہ سے بحر الجود (سخاوت کا سمندر) کہلاتے تھے۔ آپ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اہل اسلام میں ان سے بڑھ کر کوئی سخی نہیں گزرا۔ تاریخ اسلام میں آپ کی سخاوت اور جود و عطا کے بے شمار واقعات منقول ہیں۔ امام ابن حبان کے بقول آپ کو سخاوت کا قطب کہا جاتا تھا۔

سات سال کی عمر میں رسول اللہ ﷺ سے بیعت کا شرف حاصل کیا، رسول اللہ ﷺ کے وصال کے وقت دس سال کے تھے۔

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں جب جنگ موتہ میں میرے والد حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر ملی، رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے، میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور تین مرتبہ میرے لئے برکت کی دعا فرمائی اور مجھے شکل و صورت اور اخلاق میں اپنے مشابہ قرار دیا۔ (۵۸)

ایک مرتبہ میں بچوں کے ساتھ بازار میں سامان بیچ رہا تھا، رسول اللہ ﷺ نے مجھے دعا دی: ”اے اللہ! اس کی تجارت میں برکت عطا فرما“۔

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما ۸۰ ہجری میں نوے سال کی عمر میں راہی ملک عدم ہوئے، عبدالملک بن مروان کے گورنر حضرت ابان بن عثمان رضی اللہ عنہما آپ کی تجہیز و تکفین میں شریک ہوئے، آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور بقیع تک آپ کی میت کو کندھا دیا۔ رضی اللہ عنہما۔ (۵۹)



حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

أَرَدَفَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ خَلْفَهُ فَأَسْرَأَ إِلَيَّ حَدِيثًا لَا أُحَدِّثُ بِهِ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ (۶۰)  
ایک دن رسول اللہ ﷺ نے مجھے سواری پر اپنے پیچھے بٹھایا اور مجھے چپکے سے ایک بات بتائی جو میں کسی شخص کو نہیں بتاؤں گا۔



حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ تَلَقَّى بِنَا فَتَلَقَّى بِي وَبِالْحَسَنِ أَوْ بِالْحُسَيْنِ قَالَ فَحَمَلَ أَحَدًا بَيْنَ يَدَيْهِ وَالْآخَرَ خَلْفَهُ حَتَّى دَخَلْنَا الْمَدِينَةَ (۶۱)  
نبی کریم ﷺ جب سفر سے تشریف لاتے تو ہم سے ملاقات کرتے،

۵۹۔ الاستیعاب، ج ۳ ص ۸۸۰-۸۸۲، رقم: ۱۲۸۸۔ اسد الغابہ، ج ۳ ص ۹۳-۹۵،

رقم: ۲۸۶۲۔ الاصابہ، ج ۳ ص ۳۵-۳۹، رقم: ۴۶۰۹

۶۰۔ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فضائل عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما،

رقم الحدیث: ۶۲۷۰

۶۱۔ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فضائل عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما،

رقم الحدیث: ۶۲۶۹



ایک مرتبہ مجھ سے اور حضرت حسن یا حضرت حسین سے ملے، آپ نے ہم میں سے ایک کو سواری پر آگے بٹھایا اور ایک کو پیچھے، یہاں تک کہ ہم مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے۔

○

حضرت عبداللہ بن ابی ملیکہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے کہا:

أَتَذْكُرُ إِذْ تَلَقَّيْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَ  
أَنْتَ وَابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ نَعَمْ فَحَمَلْنَا وَتَرَكَكَ (۶۲)  
آپ کو یاد ہے جب میں، آپ اور ابن عباس نے رسول اللہ ﷺ  
سے ملاقات کی تھی، انہوں نے کہا ہاں، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں  
سواری پر سوار کر لیا تھا اور تمہیں چھوڑ دیا تھا۔ (سوار نہیں کیا تھا)

○

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

رَكِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَغْلَتَهُ وَارْدَفَنِي  
خَلْفَهُ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَبَرَّزَ  
كَانَ أَحَبَّ مَا تَبَرَّزَ فِيهِ هَذَقَ لِيَسْتَتِرُ بِهِ أَوْ حَائِشُ نَخْلٍ  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اپنے خچر پر سوار ہوئے اور مجھے اپنے پیچھے سوار کر لیا،  
رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے وقت ایسی جگہ کو پسند فرماتے  
تھے جس سے آپ مستور ہو جائیں یا کھجوروں کے جھنڈ کا کنارہ۔

رسول اللہ ﷺ ایک انصاری کے باغ میں داخل ہوئے، وہاں ان کا پانی لانے  
والا اونٹ تھا، اس نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو اس کی آنکھوں میں آنسو بہنے لگے، رسول  
اللہ ﷺ سواری سے اترے اس کی کنپٹیوں اور گدی پر ہاتھ پھیرا تو وہ پرسکون ہو گیا، آپ  
نے دریافت فرمایا: اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ ایک انصاری نو جوان نے آکر کہا اس کا  
مالک میں ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم ان بے زبان جانوروں کے بارے میں  
اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے جس نے تمہیں اس کا مالک بنایا ہے، اس اونٹ نے تمہاری  
شکایت کی ہے کہ تم اسے بھوکا رکھتے ہو اور اس سے مشقت کا کام لیتے ہو۔

پھر رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لئے باغ میں تشریف لے گئے، آپ وضو  
کر کے واپس تشریف لائے، پانی آپ کی داڑھی سے آپ کے سینہ پر ٹپک رہا تھا، پھر  
آپ نے مجھے ایک چیز بتائی جو میں کسی کو نہیں بتاؤں گا، لوگوں نے ان سے تقاضا کیا کہ  
انہیں وہ بات بتادیں تو انہوں نے کہا: میں مرتے دم تک رسول اللہ ﷺ کا راز افشا  
نہیں کروں گا۔ (۶۳)

اسماعیل بن ابی خالد حضرت ابی رضی اللہ عنہ وغیرہ سے  
روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بنو قریظہ کے  
محاصرے کے لئے گئے، آپ دراز گوش کی ننگی پیٹھ پر سوار تھے  
اور لوگ پیدل چل رہے تھے۔ (الطبقات الکبریٰ، ج ۲ ص ۵۸)



## حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

ابو عبد الرحمن حضرت معاویہ بن ابی سفیان صحیح بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں، رسول اللہ ﷺ کے بعثت کے وقت پانچ یا سات سال کے تھے۔ بقول ان کے وہ صلح حدیبیہ کے موقع پر مسلمان ہوئے اور فتح مکہ تک اپنا اسلام مخفی رکھا۔ فتح مکہ کے دن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے والدین اور بھائی بھی اسلام کے دامن سے وابستہ ہو گئے۔

فتح مکہ کے بعد غزوہ حنین اور طائف میں شریک ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے حنین کے مال غنیمت میں سے آپ کو سواونٹ اور چالیس اوقیہ چاندی مرحمت فرمائی۔

فتح مکہ کے بعد مدینہ طیبہ آ گئے، رسول اللہ ﷺ کے کاتب رہے، رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد رومیوں سے جہاد کے لئے شام کی طرف جانے والے لشکر میں اپنے بھائی یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے ساتھ شریک ہوئے، آپ کی زیر قیادت لشکر اسلام نے ۱۹ھ میں قیساریہ کو فتح کیا۔ اسی سال ذی الحجہ میں آپ کے بھائی یزید رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو یزید رضی اللہ عنہ کی جگہ شام کا گورنر بنادیا اور ہزار دینار ماہوار وظیفہ مقرر کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کے چار سال، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کے بارہ سال اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کے تقریباً چار سال آپ شام کے گورنر رہے۔ ۴۱ھ میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے خلافت سے دست بردار ہونے کے بعد خلیفہ المسلمین بنے اور پورے بیس سال خلیفہ المسلمین رہنے کے بعد جمعرات پندرہ یا بیس رجب ۶۰ھ کو اٹھتر یا اکیاسی سال کی عمر پا کر اپنے دار الخلافہ دمشق میں خالق حقیقی سے جا ملے۔

مرض موت میں یہ وصیت فرمائی: میں رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہا، ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے میں پانی کا برتن لے کر آپ کے پیچھے پیچھے گیا، آپ نے مجھے اپنے دو کپڑوں میں سے ایک قمیص مرحمت فرمائی جسے آپ نے زیب تن فرمایا ہوا تھا، میں نے وہ قمیص آج کے دن کے لئے چھپا رکھی تھی، جب میں مر جاؤں تو کفن دینے سے پہلے مجھے وہ قمیص پہنا دینا تاکہ میرا جسم اس سے ڈھک جائے، پھر رسول اللہ ﷺ کے مبارک بال اور ناخن لے کر میرے منہ، آنکھوں اور سجدہ کے اعضاء پر رکھ دینا، اگر کوئی چیز میرے لئے نافع ہوگی تو یہی چیز ہے، پھر مجھے ارحم الراحمین رب کے حوالے کر دینا۔

صحابہ کرام کی ایک جماعت نے جن میں حضرت ابن عباس، حضرت ابو سعید الخدری، حضرت ابوالدرداء، حضرت جریر، حضرت نعمان بن بشیر، حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم شامل ہیں آپ سے احادیث روایت کی ہیں۔ رضی اللہ عنہ (۶۴)



حضرت وحشی اپنے والد اور اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ:

إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْدَفَ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ مَا يَلِينِي مِنْكَ قَالَ بَطْنِي فَقَالَ اللَّهُمَّ أَمْلَاهُ عِلْمًا

رسول اللہ ﷺ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنی سواری پر پیچھے بٹھایا اور پوچھا تمہارے جسم کا کونسا حصہ مجھے چھو رہا ہے، انہوں نے عرض کیا: میرا پیٹ، آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! اسے علم سے



بھردے۔

دوسری روایت میں حلم اور علم کے الفاظ مروی ہے۔ (تاریخ ابن عساکر، رقم الحدیث: ۱۳۴۶۶)

○

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كَانَ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رَدِيفًا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا يَلِينِي مِنْكَ قَالَ بَطْنِي قَالَ مَلَأَ اللَّهُ بَطْنَكَ حِلْمًا

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سواری پر نبی کریم ﷺ کے ردیف تھے، آپ نے فرمایا: تمہارے جسم کا کونسا عضو مجھے مَس ہو رہا ہے، انہوں نے عرض کیا: میرا پیٹ، رسول اللہ ﷺ نے دعا دی اللہ تعالیٰ تیرے پیٹ کو حلم (تحمل و بردباری) سے بھردے۔

○

حضرت یروی بن مالک تابعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم ایک روز مسجد نبوی میں بیٹھے ہوئے تھے، رسول اللہ ﷺ کے اصحاب حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کسی انصاری کے متعلق مشورہ کرنے کے لئے جمع تھے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی ایک جانب خاموشی سے ان کی گفتگو سن رہے تھے، جب یہ حضرات ایک رائے پر متفق ہو گئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: ابو عبد الرحمن! آپ بھی کچھ کہیں، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کی متفقہ رائے کے خلاف بات کی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کی مخالفت نہ گفتگو سے سخت ناراض ہوئے اور کہنے لگے کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ تم بھی ہمارے ہم رائے ہو جاؤ، تمہیں نہیں معلوم کہ ہم میں سے ہر ایک کو

رسول اللہ ﷺ نے ایک، دو یا تین تین فضائل سے نوازا ہے، تمہیں کیا فضیلت حاصل ہے کہ تم ہمارے مشورہ کے خلاف گفتگو کر رہے ہو اور ہماری رائے کے برعکس کہہ رہے ہو؟ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ابو حفص! آپ بالکل صحیح کہہ رہے ہیں، آپ ناراض نہ ہوں، اگر آپ میں سے ہر ایک کو نبی کریم ﷺ نے دو یا تین فضائل سے نوازا ہے تو مجھے بیس فضائل سے نوازا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیان کرو، انہوں نے کہا جی ہاں، رسول اللہ ﷺ کے دیگر اصحاب بھی وہاں جمع ہو گئے اور انہوں نے کہا اے ابو عبد الرحمن! اللہ تعالیٰ تمہیں یہ فضائل مبارک فرمائے اپنے فضائل بیان کریں، اگر آپ کی بات سچی ہوئی تو ہم آپ کی تصدیق کریں گے اور آپ کی بات اور مشورہ مان لیں گے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا:

أَمَّا الْأَوَّلُ فَكُنْتُ رَدِيفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ مَا يَلِينِي مِنْكَ فَقُلْتُ صَدْرِي وَبَطْنِي قَالَ اللَّهُمَّ أَمْلَأْهُ عِلْمًا وَحِلْمًا

پہلی فضیلت یہ ہے کہ ایک روز میں رسول اللہ ﷺ کی سواری پر آپ کا ردیف تھا، آپ نے مجھ سے فرمایا: تمہارے جسم کا کونسا حصہ مجھ سے لگا ہوا ہے؟ میں نے عرض کیا: میرا سینہ اور میرا پیٹ، آپ نے فرمایا: اے اللہ! اسے علم اور حلم سے بھردے۔ (۶۵)

یہ طویل روایت ہے اس کے آخر میں ہے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا مشورہ تسلیم کر لیا، اس کے بعد حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم اہم معاملات میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مشورہ لیتے تھے۔



○

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَرَدَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعَاوِيَةَ فَقَالَ لَهُ يَا مُعَاوِيَةُ مَا يَلِينِي مِنْكَ قَالَ وَجْهِي فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَاهُ اللَّهُ النَّارَ (۶۶)

نبی کریم ﷺ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو سواری پر اپنا ردیف بنا لیا پھر ارشاد فرمایا: اے معاویہ! تیرے جسم کا کون سا حصہ میرے جسم سے متصل ہے، انہوں نے عرض کی: میرا چہرہ، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اسے نارِ جہنم سے بچائے۔

پھر ارشاد فرمایا: معاویہ! تیرے جسم کا کون سا حصہ مجھ سے متصل ہے؟ انہوں نے کہا: میرا سینہ، حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اسے علم، ایمان اور نور سے معمور فرما دے، پھر آپ نے دریافت فرمایا: معاویہ! تیرے جسم کا کون سا حصہ میرے جسم سے متصل ہے؟ عرض کی: میرا پیٹ، آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اسے ان چیزوں سے تحفظ عطا فرمائے جن چیزوں سے اس نے اپنے دوستوں کو تحفظ عطا فرمایا ہے، پھر ارشاد فرمایا: اے معاویہ! تیرے جسم کا کون سا حصہ مجھے مس کر رہا ہے؟ انہوں نے عرض کی: میرا پورا جسم، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تیری مغفرت فرمائے، تجھے حساب سے بچائے، تجھے الکتاب کی تعلیم دے، تجھے ہادی و مہدی بنائے، تجھے ہدایت یاب فرمائے اور تیرے سبب سے ہدایت دے۔

## حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما

حضرت عبداللہ بن زبیر بن عوام بن خویلد بن اسد بن عبد العزی بن قصی القرشی الاسدی رضی اللہ عنہما، اھ میں قباء میں پیدا ہوئے۔ ہجرت کے بعد مہاجر مسلمانوں میں سب سے پہلے آپ کی ولادت ہوئی، آپ کی والدہ حضرت اسماء بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما آپ کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائیں، رسول اللہ ﷺ نے آپ کے نانا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے نام پر آپ کا نام عبداللہ اور کنیت ابوبکر رکھی۔ کھجور چبا کر گھٹی دی اور برکت کی دعا دی، پیدائش کے بعد آپ کے منہ میں سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کا لعاب دہن اور آپ کی چبائی ہوئی کھجور پینچی۔

مدینہ طیبہ کے یہودیوں نے مشہور کر رکھا تھا کہ ہم نے مسلمانوں پر جادو کر دیا ہے، ان کے ہاں بچے نہیں ہوں گے جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی ولادت ہوئی مسلمان بہت خوش ہوئے اور انہوں نے اللہ اکبر کے نعرے لگائے۔

سات، آٹھ سال کے تھے کہ آپ کے والد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ آپ کو بیعت کے لئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائے، رسول اللہ ﷺ انہیں دیکھ کر مسکرائے اور بیعت فرمالیا۔

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے گزارش کی گئی کہ آپ قریش کے سمجھدار بچوں کو بیعت فرمائیں تاکہ انہیں آپ کی برکت نصیب ہو اور یہ سعادت ان کی یادداشت میں باقی رہے، آپ سے اجازت ملنے پر جن بچوں کو آپ کی خدمت میں لایا گیا، ان میں عبداللہ بن جعفر، عبداللہ بن زبیر اور عمرو بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہم شامل تھے، ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ بچے آگے بڑھنے سے جھجک رہے ہیں، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بلا جھجک آگے بڑھے، رسول اللہ ﷺ یہ دیکھ



کر مسکرا دیئے اور فرمایا: یہ اپنے باپ کا بیٹا ہے (جرات و بہادری ورثہ میں پائی ہے)۔  
ابو یعلیٰ نے اور بیہقی نے ”الدلائل“ میں روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے  
ایک مرتبہ پچھنے لگوائے اور عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: یہ خون لے جاؤ اور اسے ایسی  
جگہ ڈال دو جہاں تمہیں کوئی نہ دیکھے، انہوں نے اوجھل ہو کر آپ کا مبارک خون پی لیا  
اور واپس آ گئے، رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: عبد اللہ خون کا کیا ہوا؟ عرض کی  
ایسی جگہ چھپایا ہے جہاں کسی کی نگاہ نہ پڑے، فرمایا: شاید تم نے اسے پی لیا ہے؟ عبد اللہ  
رضی اللہ عنہ نے کہا: جی ہاں۔ ابو عاصم کہا کرتے تھے لوگ کہتے تھے عبد اللہ بن زبیر رضی  
اللہ عنہما کی جرات و بہادری اور قوت اسی مبارک خون کی بدولت تھی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی تعریف میں فرمایا:  
اسلام کا پاک و امن شخص، قرآن کا قاری، جس کا والد رسول اللہ ﷺ کا حواری اور والدہ  
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھی، جن کی دادی رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی حضرت  
صفیہ رضی اللہ عنہا اور جن کے والد کی پھوپھی حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا تھیں۔  
یزید کی موت کے بعد ۶۴ھ یا ۶۵ھ میں آپ کی خلافت کی بیعت ہوئی حجاز، یمن،  
عراق اور خراسان کے لوگوں نے آپ کی بیعت کی، آٹھ سال تک بحیثیت امیر المومنین  
حج کے امیر رہے۔

اموی حکمران عبد الملک بن مروان نے آہستہ آہستہ شام، عراق اور دیگر اسلامی  
صوبوں پر اپنا اقتدار قائم کر لیا اور آپ مکہ مکرمہ میں محصور ہو گئے۔ حجاج بن یوسف کی  
قیادت میں شامی افواج کا یہ محاصرہ چھ ماہ سترہ دن جاری رکھا۔ اسی دوران کعبہ منیفہ پر  
سنگ باری ہوئی، آخر کار جمادی الاول ۷۳ھ میں مسجد حرام میں آپ شہادت سے سرفراز  
ہوئے۔ رضی اللہ عنہ (۶۷)



حضرت ہشام بن عروہ اپنے والد حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے  
ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے کہا:

اَتَذْكُرُ يَوْمَ اسْتَقْبَلْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَحَمَلَنِي وَتَرَكَكَ، وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يُسْتَقْبَلُ بِالصَّبِيَّانِ إِذَا جَاءَ مِنْ سَفَرٍ (۶۸)

تمہیں وہ دن یاد ہے ہم نے نبی کریم ﷺ کا استقبال کیا تھا، آپ  
نے مجھے اپنے ساتھ سوار کر لیا تھا، اور تمہیں چھوڑ دیا تھا، نبی کریم  
ﷺ جب سفر سے آتے بچے آپ کا استقبال کرتے تھے۔

### دواونٹنیوں کا تحفہ

حضرت مقفع بن الحسین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ  
کی خدمت میں اپنے اونٹوں کا صدقہ (زکوٰۃ) لے کر حاضر ہوا، میں نے  
عرض کی یا رسول اللہ! یہ ہمارے اونٹوں کا صدقہ ہے، رسول اللہ ﷺ کے  
حکم سے وہ اونٹ تحویل میں لے لئے گئے، پھر میں نے کہا حضور! ان میں  
دواونٹیاں بطور تحفہ آپ کے لئے ہیں، اور میں نے ان اونٹنیوں کو صدقہ  
کے اونٹوں سے الگ کر لیا۔

(الطبقات الکبریٰ، ج ۷ ص ۴۴، رقم: ۲۹۱۳)



## حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

حضرت زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ بن شراحیل بن کعب بن عبد العزی بن امری القیس بن عامر بن نعمان بن عبدود، آپ کے والد کا تعلق قبیلہ کلب سے اور والدہ سعدی بنت ثعلبہ بن عبد عامر کا تعلق قبیلہ طے کی شاخ بنو معن سے تھا۔  
اپنی والدہ کے ساتھ تنہا ل میں تھے کہ بنو قیس بن جسر کے غارت گروں نے بنو معن پر حملہ کر دیا اور آٹھ سالہ زید رضی اللہ عنہ کو پکڑ کر لے گئے۔

عکاظ کے بازار میں حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے آپ کو چار سو درہم میں خرید لیا اور اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بطور تحفہ پیش کر دیا۔

شادی کے بعد حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے زید رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ کے والد اپنے بیٹے کے فراق میں تڑپتے رہے، اس دوران قبیلہ کلب کے کچھ لوگ حج کے لئے آئے، انہوں نے زید رضی اللہ عنہ کو پہچان لیا اور آپ کے والد کو خبر پہنچائی، حضرت زید رضی اللہ عنہ کے والد اور چچا مکہ مکرمہ پہنچے اور زید رضی اللہ عنہ کی آزادی کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے گفتگو کی، حضور ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو اختیار دیا چاہیں تو بغیر کسی فدیہ کے اپنے والد اور چچا کے ساتھ چلے جائیں اور چاہیں تو آپ ﷺ کے پاس رہیں۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے والد اور چچا پر رسول اللہ ﷺ کو ترجیح دی، رسول اللہ ﷺ نے زید کا جواب سنا تو آپ زید کو حطیم کعبہ میں لائے اور اسے اپنا متبنی (منہ بولا بیٹا) بنانے کا اعلان فرمایا۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ زید بن محمد ﷺ کہلاتے تھے، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ

کی بعثت شریفہ کے بعد سورۃ الاحزاب کے نزول پر ان کو زید بن حارثہ کہا جانے لگا۔ (۶۹)  
حضرت زید رضی اللہ عنہ واحد صحابی ہیں جن کا نام قرآن مجید میں مذکور ہے۔ (۷۰)  
حضرت زید رضی اللہ عنہ سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے صحابہ میں سے ہیں، امام زہری سے ایک روایت کے مطابق آپ نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔  
ہجرت سے قبل مکہ مکرمہ میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہما کے درمیان مواخات قائم فرمائی اور مدینہ طیبہ میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت اُسید بن حذیر اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا۔  
حضرت زید رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں شریک تھے اور مدینہ طیبہ میں بدر میں مسلمانوں کی کامیابی کی خبر آپ ہی لائے تھے۔ غزوہ بدر کے بعد تمام غزوات میں شریک رہے، اور نو سرا یا میں اسلامی لشکر کی قیادت کی۔

جمادی الاولیٰ ۸ھ میں رسول اللہ ﷺ نے شام کی طرف مجاہدین اسلام کا لشکر روانہ فرمایا، اس لشکر کی قیادت حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کر رہے تھے، بعد میں موتہ کے مقام پر جنگ ہوئی اور حضرت زید رضی اللہ عنہ درجہ شہادت پر فائز ہوئے، بوقت شہادت آپ کی عمر پچپن برس تھی۔ رضی اللہ عنہ

حضرت زید رضی اللہ عنہ سے حضرت انس، حضرت براء بن عازب، حضرت ابن عباس اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم اور تابعین کی ایک جماعت نے مرسلہ احادیث روایت کی ہیں۔ (۷۱)

۶۹۔ سورۃ الاحزاب: ۵

۷۰۔ سورۃ الاحزاب: ۳۷

۷۱۔ طبقات ابن سعد، ج ۳، ص ۲۹-۳۳، رقم: ۳- الاستیعاب، ج ۲، ص ۵۴۲-۵۴۷،

رقم: ۸۴۳- اسد الغابہ، ج ۲، ص ۱۴۰-۱۴۳، رقم: ۱۸۲۹- الاصابہ، ج ۲، ص ۴۹۴-۴۹۸،

رقم: ۲۸۹۷





حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما اپنے والد حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا:

خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا حَارًّا مِنْ أَيَّامِ مَكَّةَ وَهُوَ مُرْدِفِي فَلَقِينَا زَيْدَ بْنَ عَمْرٍو بْنَ نَفِيلٍ فَحَيَّا كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا زَيْدُ مَا لِي أَرَى قَوْمَكَ قَدْ شَفَفُوا لَكَ؟

مکہ مکرمہ میں قیام کے دنوں میں ایک گرم دن میں، میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلا، آپ نے مجھے سواری پر پیچھے بٹھایا ہوا تھا ہم نے زید بن عمرو بن نفیل سے ملاقات کی، دونوں نے ایک دوسرے کو سلام کیا، نبی کریم ﷺ نے زید سے پوچھا: کیا بات ہے کہ تمہاری قوم تم سے بغض رکھتی ہے۔

زید نے کہا: اے محمد! بخدا میری قوم میری طرف سے کسی نقصان کی وجہ سے ایسا نہیں کرتی بلکہ میں اس دین کی تلاش میں نکلا، میں خیبر کے علماء یہود کے پاس پہنچا، میں نے ان کو اس حالت میں پایا کہ وہ اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور اس کے ساتھ شریک بھی بناتے ہیں، میں نے کہا: یہ میرا مطلوب دین نہیں، میں وہاں سے نکلا تو ان میں ایک شیخ نے مجھ سے کہا: تم جس دین کے بارے میں دریافت کر رہے ہو اس کے مطابق عبادت کرنے والا صرف حیرہ میں ایک بزرگ ہے جو اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتا۔

میں حیرہ میں اس بزرگ کے ہاں پہنچا، اس نے مجھے دیکھ کر پوچھا: تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ میں نے کہا: میں کانٹے دار درختوں کے علاقہ میں موجود بیت اللہ کے

باسیوں میں سے ہوں، اس نے کہا: تمہارا مطلوب تو تمہارے شہر میں ظاہر ہو چکا ہے، اس نبی کی بعثت کا ستارہ طلوع ہو چکا ہے، باقی وہ سب جن کو تم نے دیکھا ہے گمراہی میں ہیں۔ میں واپس آ گیا لیکن میں نے یہاں کوئی تبدیلی محسوس نہیں کی۔ (۷۲) (اس وقت تک رسول اللہ ﷺ کی بعثت نہیں ہوئی تھی)۔ (۷۳)

غزوہ بدر میں ملائکہ ابلق (چتکبرے) گھوڑوں پر سوار ہو کر آئے تھے، انہوں نے سبز، پیلے اور سرخ نور کے عمامے باندھے ہوئے تھے، غزوہ کے بعد جبریل علیہ السلام سرخ رنگ کی گھوڑی پر سوار ہو کر آئے تھے۔ (الطبقات الکبریٰ، ج ۲ ص ۱۱، ۲۰)

- ۷۲۔ اسد الغابہ، ج ۲ ص ۱۵۷، ۱۵۸، رقم: ۱۸۶۰۔ الاصابہ، ج ۲ ص ۵۰۸، رقم: ۲۹۳۰۔
- ۷۳۔ زید بن عمرو بن نفیل مشہور صحابی حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے والد تھے، حضرت سعید رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ صحابہ میں شامل ہیں، زید بن عمرو بتوں کی عبادت اور بتوں کے نام پر چڑھاؤں سے سخت متنفر تھے، دین ابراہیم کی تلاش میں شام اور خیبر کا سفر کیا، رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پانچ سال پہلے زید کا انتقال ہو گیا، اور ان کو جبل حراء کی بنیاد میں دفن کیا گیا، رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے مغفرت کی دعا فرمائی۔ (صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب حدیث زید بن عمرو بن نفیل، رقم الحدیث: ۳۸۲۷۔ الطبقات الکبریٰ، ج ۳ ص ۲۹۰، ۲۹۲، رقم: ۵۸۔ اسد الغابہ، ج ۲ ص ۱۵۷، ۱۵۸، رقم: ۱۸۶۰)



## حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما

ابو محمد حضرت اسامہ بن زید بن حارثہ بن شراحیل بن عبد العزی بن زید بن امرئ القیس الکلبی رضی اللہ عنہم۔ رسول اللہ ﷺ کے محبوب اور منہ بولے بیٹے حضرت زید رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ ﷺ کی انا حضرت ام ایمن کے صاحبزادے ہیں، الحب بن الحب (محبوب ابن محبوب) کہلاتے تھے۔ ابن مندہ اور حاکم کی روایت کے مطابق آپ کے دادا حارثہ بھی صحابی تھے۔

رسول اللہ ﷺ حضرت حسن اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہما کو گود میں لے کر فرماتے:

اللَّهُمَّ احْبِبْهُمَا فَإِنِّي احْبِبُهُمَا (۷۴)

اے اللہ! ان سے محبت فرما، میں بھی ان سے محبت کرتا ہوں۔

ایک اور روایت میں ہے: رسول اللہ ﷺ اپنی ایک ران پر حضرت اسامہ کو اور دوسری ران پر حضرت حسن رضی اللہ عنہما کو بٹھاتے پھر دونوں کو اپنے ساتھ چمٹا کر یہ دعا کرتے:

اللَّهُمَّ ارْحَمْهُمَا فَإِنِّي ارْحَمُهُمَا (۷۵)

اے اللہ! ان پر رحم فرما میں بھی ان پر رحم کرتا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں جب بعض لوگوں نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی امارت پر اعتراض کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم نے اسامہ کی سپہ سالاری پر اعتراض کیا ہے تو کیا ہوا تم تو اس سے پہلے اس کے والد کی سپہ سالاری پر بھی اعتراض کر چکے ہو، اللہ کی قسم وہ سپہ سالار بنائے جانے کا سب سے زیادہ حق دار تھا اور وہ مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب تھا اور اس کے بعد اس کا بیٹا (اسامہ

۷۴۔ صحیح البخاری، کتاب المناقب، رقم الحدیث: ۳۷۳۵، ۳۷۳۷

۷۵۔ صحیح البخاری، کتاب الادب، باب وضع الصبی علی الفخذ، رقم الحدیث: ۶۰۰۳

رضی اللہ عنہ) مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہے۔ (۷۶)

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے بعد مسلمان والدین کے ہاں پیدا ہوئے، رسول اللہ ﷺ کے گھر والوں کے ساتھ مدینہ طیبہ ہجرت کی، اور رسول اللہ ﷺ نے اٹھارہ سالہ اسامہ رضی اللہ عنہ کو سالار لشکر بنایا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کے وصال کے وقت اسامہ رضی اللہ عنہ اٹھارہ، انیس برس کے تھے، رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد وادی القریٰ میں رہائش پذیر ہوئے، پھر وہاں سے مدینہ طیبہ واپس آ گئے۔ ۵۴ھ میں مقام جرف (مدینہ طیبہ سے شمال میں تین میل کے فاصلہ پر ایک جگہ، اب مدینہ طیبہ کی آبادی وہاں تک پہنچ چکی ہے) میں وفات پائی اور مدینہ طیبہ میں مدفون ہوئے۔ رضی اللہ عنہ (۷۷)



حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ عَلَى حِمَارٍ عَلَى قَطِيفَةٍ فَذَكِيَّةٌ وَارْدَتْ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَرَأَاهُ يَعُودُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فِي بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ قَبْلَ وَقْعَةِ الْبَدْرِ

رسول اللہ ﷺ دراز گوش پر سوار ہوئے اس پر فذک کا بنا ہوا موٹا کمبل تھا اور آپ نے اسامہ بن زید کو سواری پر پیچھے بٹھایا ہوا تھا،

۷۶۔ صحیح البخاری، کتاب المناقب، رقم الحدیث: ۳۷۳۰، کتاب المغازی،

رقم الحدیث: ۴۲۵۰، ۴۲۶۹، کتاب الایمان و النذور، رقم الحدیث: ۶۶۲۷، کتاب

الاحکام، رقم الحدیث: ۷۱۸۷

۷۷۔ طبقات ابن سعد، ج ۴ ص ۴۵-۵۲، رقم: ۳۵۷-الاستیعاب، ج ۵ ص ۷۷-۷۸، رقم: ۲۱۔

اسد الغابہ، ج ۱ ص ۹۱-۹۳، رقم: ۸۴-الاصابہ، ج ۱ ص ۲۰۲، ۲۰۳، رقم: ۸۵



آپ غزوہ بدر سے پہلے بنو حارث بن خزرج میں سعد بن عبادہ (رضی اللہ عنہ) کی بیمار پرسی کے لئے جا رہے تھے۔

آپ کا گزرا ایک ایسی مجلس سے ہوا جس میں عبد اللہ بن ابی سلول بھی موجود تھا، یہ عبد اللہ کے بظاہر اسلام قبول کرنے سے قبل کا واقعہ ہے۔ (۷۸)



حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبَلَ يَوْمَ الْفَتْحِ مِنْ  
أَعْلَى مَكَّةَ عَلَى رَاحِلَتِهِ مُرَدِّفًا أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَمَعَهُ بِلَالٌ  
وَمَعَهُ عُمَانُ بْنُ طَلْحَةَ مِنَ الْحَبَابَةِ

رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن اپنی سواری پر مکہ کے بالائی حصہ (کداء) سے تشریف لائے، آپ نے اسامہ بن زید (رضی اللہ عنہما) کو پیچھے بٹھایا ہوا تھا، آپ کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ اور عثمان بن طلحہ کعبہ کا کلید بردار تھا۔

یہاں تک کہ آپ ﷺ نے مسجد حرام میں سواری کو بٹھایا اور عثمان بن طلحہ کو بیت اللہ کی چابی لانے کا فرمایا، پھر رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھ اسامہ بن زید، بلال اور عثمان بن طلحہ (رضی اللہ عنہم) بیت اللہ میں داخل ہوئے، آپ بڑی دیر تک اندر رہے پھر باہر تشریف لائے لوگ جلدی سے آگے بڑھے، عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) سب سے پہلے اندر داخل ہوئے انہوں نے بلال (رضی اللہ عنہ) کو بیت اللہ کے دروازے

۷۸۔ صحیح البخاری، کتاب المرضی، باب عیادة المریض راكباً و ماشياً، رقم الحدیث: ۵۶۲۳، کتاب الادب، باب کنیة المشرک، رقم الحدیث: ۶۲۰۷۔ صحیح مسلم، کتاب الجہاد و السیر، باب فی دعاء النبی ﷺ و صبرہ علی اذی المنافقین، رقم الحدیث: ۴۶۵۹

کے پیچھے کھڑا دیکھا، ان سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ نے کہاں نماز پڑھی ہے، انہوں نے اشارے سے وہ جگہ بتائی جہاں رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی تھی، حضرت عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) کہتے ہیں: میں بلال سے یہ پوچھنا بھول گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کتنی رکعتیں ادا کی تھیں۔ (۷۹)



حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں:

رَدِفْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَافَاتٍ  
فَلَمَّا بَلَغَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّعْبَ  
الْأَيْسَرَ دُونَ الْمُزْدَلِفَةِ أَنَاخَ فَبَالَ ثُمَّ جَاءَ فَصَبَّيْتُ عَلَيْهِ  
الْوَضُوءَ، تَوَضَّأَ وَضُوءًا خَفِيفًا

میں (حجۃ الوداع میں) عرفات سے سواری پر رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سوار تھا، جب رسول اللہ ﷺ مزدلفہ سے پہلے بائیں سمت کی وادی میں پہنچے، آپ نے اونٹنی کو بٹھایا، پیشاب کیا پھر آئے تو میں نے آپ کے ہاتھوں پر پانی ڈالا، آپ نے ہلکا سا وضو کیا۔

میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ (مغرب کی) نماز؟ فرمایا: نماز آگے، پھر رسول اللہ ﷺ سوار ہو کر مزدلفہ آئے تو نماز پڑھی۔ (۸۰)



حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

۷۹۔ صحیح البخاری، کتاب الجہاد، رقم الحدیث: ۲۹۸۸، کتاب المغازی، باب دخول النبی ﷺ من اعلیٰ مکة، رقم الحدیث: ۴۲۸۹۔  
۸۰۔ صحیح البخاری، کتاب الحج، باب النزول بین عرفة و جمع، رقم الحدیث: ۱۶۶۹۔ صحیح مسلم، کتاب الحج، باب استحباب ادامة الحاج التلبیة، رقم الحدیث: ۳۰۸۷



أَفَاضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَةَ وَ  
عَلَيْهِ السَّكِينَةُ وَرَدِيفُهُ أُسَامَةَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ عَلَيْكُمْ  
بِالسَّكِينَةِ فَإِنَّ الْبَرَّ لَيْسَ بِإِجَافِ الْخَيْلِ وَالْإِبِلِ (۸۱)  
رسول اللہ ﷺ میدان عرفات سے اطمینان اور وقار کے ساتھ  
لوٹے، اسامہ آپ کے ردیف تھے، آپ نے فرمایا: لوگو! سکون اور  
اطمینان سے چلو، نیکی گھوڑوں اور اونٹوں کو تھکانے میں نہیں ہے۔



حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ رَدِيفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَاتٍ  
فَرَفَعَ يَدَيْهِ يَدْعُو فَمَالَتُ بِهِ نَاقَتُهُ فَسَقَطَ خِطَامُهَا قَالَ  
فَتَنَاوَلَ الْخِطَامَ بِأُخْدَى يَدَيْهِ وَهُوَ رَافِعُ يَدِهِ الْآخِرَى (۸۲)  
میں عرفات میں سواری پر رسول اللہ ﷺ کے پیچھے بیٹھا تھا، آپ  
ہاتھ اٹھا کر دعا کر رہے تھے کہ آپ کے اونٹنی گھومی تو اس کی مہارگر  
گئی، رسول اللہ ﷺ نے اپنے ایک ہاتھ سے مہار پکڑ لی اور دوسرا  
ہاتھ اسی طرح (دعا میں) اٹھائے رکھا۔



حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَدِيفُهُ أُسَامَةُ

۸۱۔ صحیح ابی ذؤد، کتاب المناسک، باب الدفعة عن عرفة، رقم الحدیث: ۱۹۲۰

۸۲۔ مسند امام احمد بن حنبل، ج ۶ ص ۲۷۳، رقم الحدیث: ۲۱۳۱۳

بُنُ زَيْدٍ فَسَقَيْنَاهُ مِنْ هَذَا الشَّرَابِ فَقَالَ أَحْسَنْتُمْ هَكَذَا  
فَاصْنَعُوا (۸۳)

(حجۃ الوداع میں) رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور اسامہ بن زید  
(رضی اللہ عنہما) آپ کے ردیف تھے، ہم نے آپ کو اس پانی  
(زمزم) سے پلایا، آپ نے فرمایا: تم نے اچھا کیا، اسی طرح کرو  
(لوگوں کو زمزم پلاتے رہو)۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے

ہیں رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ  
عنہما کی اونٹنی پر حرم میں داخل ہوئے، آپ نے اونٹنی کو صحن کعبہ میں بٹھایا  
اور (کعبہ کے کلید بردار) عثمان بن طلحہ کو چابی سمیت بلا بھیجا، عثمان چابی  
لائے کعبہ کا دروازہ کھولا اور نبی کریم ﷺ حضرت اسامہ، بلال اور عثمان بن  
طلحہ (رضی اللہ عنہم) کے ساتھ کعبہ میں داخل ہوئے۔ (مسند امام احمد بن  
حنبل، مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، رقم الحدیث: ۳۸۷۳)

۸۳۔ مسند امام احمد بن حنبل، ج ۱ ص ۴۰۷، رقم الحدیث: ۲۲۰۸



## حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

ابو عبدالرحمن حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود الہذلی بن غافل ابن حبیب بن تمیم بن فار بن مخزوم بن صالحہ بن کابل بن الحارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر، آپ بنو زہرہ کے حلیف تھے، قدیم الاسلام صحابی ہیں، آپ کے صاحبزادے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں چھٹا مسلمان تھا، روئے زمین پر ہم چھ کے علاوہ اور کوئی مسلمان نہ ہوا تھا، اسی عرصے میں حضرت سعید بن زید (یکے از عشرہ مبشرہ) اور آپ کی اہلیہ حضرت فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہما نے بھی اسلام قبول کیا تھا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے اسلام قبول کرنے کی داستان یوں بیان کرتے تھے: میں (مشہور دشمن اسلام) عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چراتا تھا، ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے، آپ نے مجھ سے فرمایا: لڑکے! دودھ ہے؟ میں نے عرض کی جی ہاں دودھ ہے لیکن میں امین ہوں (مالک کی اجازت کے بغیر نہیں دے سکتا) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہارے ریوڑ میں ایسی بکری ہے جس سے زرنے جفتی نہ کی ہو؟ میں ایسی بکری لایا تو آپ نے اس کے تھنوں کو چھوا ان میں دودھ اتر آیا، آپ نے ایک برتن میں دودھ دوہا، خود نوش فرمایا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پلایا، پھر تھنوں سے فرمایا: سکڑ، سمٹ جاؤ، وہ سکڑ گئے، میں نے عرض کی یا رسول اللہ! مجھے بھی یہ پیغام تعلیم فرمائیں، آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے تو تعلیم یافتہ لڑکا ہے۔ (۸۳)

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں مکہ میں رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے قرآن مجید پڑھا، انہوں نے

چاشت کے وقت کعبہ میں مقام ابراہیم کے پاس سورۃ الرحمن کی تلاوت شروع کی، کفار مکہ نے اپنی مجالس میں یہ آواز سنی تو مارنے کو دوڑے، وہ آپ کے چہرے پر مارتے رہے اور آپ برابر تلاوت کرتے رہے اور جہاں تک آپ کا جی چاہا تلاوت کی، واپس آئے تو آپ کے چہرے پر مار کے نشان تھے۔

اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے خدمت گزار رہے، پہلے حبشہ اور پھر مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی، دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی اور تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ رہے۔

صحابہ کرام میں سے حضرت ابن عباس، ابن عمر، ابوموسیٰ، عمران بن حصین، ابن زبیر، جابر، انس، ابوسعید الخدری، ابو ہریرہ اور ابورافع رضی اللہ عنہم اور دیگر حضرات نے آپ سے احادیث روایت کی ہیں۔

حافظ قتی بن مخلد کے بقول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے آٹھ سو اڑتالیس (۸۲۸) احادیث مروی ہیں۔ (۸۵)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں اور میرا بھائی یمن سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ کا رسول اللہ ﷺ کے گھروں میں اس قدر آنا جانا تھا کہ ہم ایک عرصہ تک آپ کو رسول اللہ ﷺ کے گھر کا ایک فرد سمجھتے رہے۔ (۸۶)

حضور ﷺ کی مسواک، تکیہ، لوٹا اور جوتے آپ کی تحویل میں رہتے تھے۔ (۸۷)

جب رسول اللہ ﷺ کہیں تشریف فرما ہوتے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آپ



کے جوتے اپنے بغل میں رکھتے اور آپ کے اٹھتے وقت آپ کو جوتے پہناتے اور آپ کے آگے آگے چلتے، جب حضور ﷺ غسل فرماتے آپ کے آگے پردہ کرتے، جب حضور ﷺ سوتے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ہی آپ کو جگاتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو جنت کی بشارت دی تھی اور ارشاد فرمایا تھا: جو شخص قرآن مجید کو نزول کے مطابق پڑھنا چاہے وہ ابن ام عبد (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) کی قرأت کے مطابق پڑھے۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے آپ کی مواخات قائم فرمائی تھی۔ ۳۲ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی، بقیع میں تدفین ہوئی، اس وقت آپ کی عمر ساٹھ سال سے زائد تھی۔ رضی اللہ عنہ (۸۸)

○

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ رَدِيفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى حِمَارٍ فَقَالَ لِي يَا ابْنَ أُمِّ عَبْدِ هَلْ تَدْرِي مِنْ أَيْنَ اتَّخَذْتُ بَنُو إِسْرَاءَ يَلِ الرَّهْبَانِيَّةِ فَقُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ

میں نبی کریم ﷺ کے پیچھے دراز گوش پر سوار تھا، آپ نے فرمایا: اے ام عبد کے بیٹے! کیا تم جانتے ہو بنی اسرائیل نے رہبانیت کیسے اختیار کی؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔

آپ نے فرمایا: عیسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل پر جابر لوگ غالب آ گئے جنہوں نے فسق و فجور کا بازار گرم کر دیا، اہل ایمان نے ان کے خلاف جہاد کیا لیکن ان کو

۸۸۔ انتخاب از الاستیعاب، ج ۳ ص ۹۸۷-۹۹۲، رقم: ۱۶۵۹۔ اسد الغابہ، ج ۳ ص ۲۷۹-۲۸۵، رقم: ۳۱۷۷۔ الاصابہ، ج ۴ ص ۱۹۸-۲۰۱، رقم: ۴۹۷۰

تین مرتبہ شکست ہوئی اور ان میں سے صرف چند لوگ زندہ بچے، انہوں نے آپس میں کہا اگر ہم نے پھر ان کے ساتھ جنگ کی تو یہ ہمیں فنا کر دیں گے اور ایک شخص بھی ایسا نہیں بچے گا جو لوگوں کو دین کی طرف بلائے، آؤ ہم زمین میں بکھر جائیں یہاں تک کہ وہ نبی مکرم تشریف لائیں جن کی آمد کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہم سے وعدہ فرمایا ہے (یعنی حضرت محمد ﷺ) چنانچہ وہ پہاڑوں کی غاروں میں منتشر ہو گئے اور انہوں نے رہبانیت کا آغاز کیا، ان میں بعض اپنے دین پر کار بند رہے اور بعض نے کفر کیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

وَرَهْبَانِيَّةٍ ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللَّهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا فَآتَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا مِنْهُمْ أَجْرَهُمْ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَسِقُونَ ○ (۸۹)

اور رہبانیت کا طریقہ انہوں نے خود ہی نکالا ہم نے ان پر فرض نہیں کیا تھا مگر صرف اللہ کی رضا کے لئے، پھر انہوں نے اس کی وہ رعایت نہ کی جو اس کی رعایت کا حق تھا، تو ان میں سے ایمان لانے والوں کو ہم نے ان کا اجر عطا فرمایا اور ان میں سے اکثر لوگ نافرمان ہیں۔ (۹۰)



## حضرت ابوذر الغفاری رضی اللہ عنہ

حضرت ابوذر جندب بن جنادہ بن قیس بن عمرو بن ملیل بن صغیر بن حرام بن غفار رضی اللہ عنہ قدیم الاسلام صحابی ہیں، ایک قول کے مطابق آپ سے پہلے صرف چار افراد مسلمان ہوئے تھے۔

صحیح البخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی روایت میں ہے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی بعثت کی خبر سنی تو اپنے بھائی (انیس) کو تحقیق حال کے لئے مکہ مکرمہ بھیجا، انہوں نے مکہ مکرمہ پہنچ کر رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی اور واپس آ کر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ کی تعلیمات کے متعلق بتایا، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں بھائی کی باتوں سے میری تشفی نہ ہوئی اور میں اپنا زادراہ کا تھیلا اور لاٹھی لے کر مکہ مکرمہ پہنچا، میں رسول اللہ ﷺ کو نہیں پہچانتا تھا اور کسی سے آپ کے بارے میں پوچھنا بھی پسند نہیں کرتا تھا، میں مسجد میں ٹھہرتا اور زمزم پیتا تھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ مجھے اجنبی جان کر اپنے ساتھ لے گئے، نہ انہوں نے مجھ سے کچھ پوچھا نہ میں نے انہیں کچھ بتایا، صبح کو میں پھر مسجد میں آ گیا کہ کسی سے حضور ﷺ کے متعلق پوچھوں لیکن مجھے ایسا شخص نہ ملا جو مجھے آپ کے بارے میں بتاتا۔

تیسرے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور کہا شاید تمہیں ابھی تک اپنا ٹھکانہ نہیں ملا؟ میں نے کہا نہیں، انہوں نے کہا: میرے ساتھ چلو اور پوچھا تمہارا کیا کام ہے اور تم اس شہر میں کس لئے آئے ہو؟ میں نے کہا اگر آپ میری بات کو راز میں رکھیں تو میں آپ کو بتا دیتا ہوں، انہوں نے وعدہ کر لیا تو میں نے ان کو اپنی آمد کی غرض بتائی کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہاں ایک صاحب ظاہر ہوئے ہیں جو خود کو نبی سمجھتے ہیں، میں نے اپنے بھائی کو بھیجا تھا لیکن ان کی باتوں سے میری تسلی نہیں ہوئی، سو میں خود ان

سے ملاقات کرنے کو چلا آیا، روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام کا پیغام سن کر اہل ایمان میں شامل ہو گئے، رسول اللہ ﷺ نے ان کو اپنے وطن چلے جانے کا حکم دیا، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے مسجد حرام میں آ کر اپنے ایمان کا اعلان کر دیا، لوگوں نے ان کو خوب مارا پیٹا، حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ان کو چھڑوایا اور قریش سے کہا یہ شخص قبیلہ غفار سے تعلق رکھتا ہے جو تمہاری تجارتی گزرگاہ پر آباد ہے، لوگوں نے ان کو چھوڑ دیا، دوسرے دن حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے پھر مسجد میں اپنے ایمان کا اعلان کیا اور وہی کارروائی دوبارہ ہوئی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ان کو آ کر چھڑوایا۔ (۹۱)

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ”ابوذر میری امت میں عیسیٰ علیہ السلام کے زہد پر ہیں، جس شخص کو حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی تواضع دیکھنا پسند ہو وہ ابوذر کو دیکھ لے۔“

ایک اور روایت میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا:

”آسمان کسی ایسے شخص پر سایہ فلک نہیں ہوا اور زمین نے کسی ایسے

شخص کو شانوں پر نہیں اٹھایا جو ابوذر سے زیادہ سچا ہو۔“ (۹۲)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ غزوہ بدر، احد، خندق میں شریک نہ ہو سکے، بعد میں ہجرت کر کے مدینہ طیبہ آئے، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد شام چلے گئے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں واپس مدینہ منورہ آئے اور ربذہ نام کی بستی میں سکونت پذیر ہوئے۔ (۹۳) ۳۱ھ یا ۳۲ھ میں آپ نے وفات پائی اور حضرت

۹۱۔ صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب قصة اسلام ابی ذر رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث: ۳۸۶۱، ۳۵۲۲

۹۲۔ جامع الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی ذر الغفاری رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث: ۳۸۰۱-۳۸۰۲۔ مسند امام احمد، رقم الحدیث: ۶۵۹۳، ۷۰۳۸، ۷۱۲۱، ۷۱۲۲، ۷۱۲۳، ۷۱۲۴، ۷۱۲۵، ۷۱۲۶، ۷۱۲۷، ۷۱۲۸، ۷۱۲۹، ۷۱۳۰، ۷۱۳۱، ۷۱۳۲، ۷۱۳۳، ۷۱۳۴، ۷۱۳۵، ۷۱۳۶، ۷۱۳۷، ۷۱۳۸، ۷۱۳۹، ۷۱۴۰، ۷۱۴۱، ۷۱۴۲، ۷۱۴۳، ۷۱۴۴، ۷۱۴۵، ۷۱۴۶، ۷۱۴۷، ۷۱۴۸، ۷۱۴۹، ۷۱۵۰، ۷۱۵۱، ۷۱۵۲، ۷۱۵۳، ۷۱۵۴، ۷۱۵۵، ۷۱۵۶، ۷۱۵۷، ۷۱۵۸، ۷۱۵۹، ۷۱۶۰، ۷۱۶۱، ۷۱۶۲، ۷۱۶۳، ۷۱۶۴، ۷۱۶۵، ۷۱۶۶، ۷۱۶۷، ۷۱۶۸، ۷۱۶۹، ۷۱۷۰، ۷۱۷۱، ۷۱۷۲، ۷۱۷۳، ۷۱۷۴، ۷۱۷۵، ۷۱۷۶، ۷۱۷۷، ۷۱۷۸، ۷۱۷۹، ۷۱۸۰، ۷۱۸۱، ۷۱۸۲، ۷۱۸۳، ۷۱۸۴، ۷۱۸۵، ۷۱۸۶، ۷۱۸۷، ۷۱۸۸، ۷۱۸۹، ۷۱۹۰، ۷۱۹۱، ۷۱۹۲، ۷۱۹۳، ۷۱۹۴، ۷۱۹۵، ۷۱۹۶، ۷۱۹۷، ۷۱۹۸، ۷۱۹۹، ۷۲۰۰، ۷۲۰۱، ۷۲۰۲، ۷۲۰۳، ۷۲۰۴، ۷۲۰۵، ۷۲۰۶، ۷۲۰۷، ۷۲۰۸، ۷۲۰۹، ۷۲۱۰، ۷۲۱۱، ۷۲۱۲، ۷۲۱۳، ۷۲۱۴، ۷۲۱۵، ۷۲۱۶، ۷۲۱۷، ۷۲۱۸، ۷۲۱۹، ۷۲۲۰، ۷۲۲۱، ۷۲۲۲، ۷۲۲۳، ۷۲۲۴، ۷۲۲۵، ۷۲۲۶، ۷۲۲۷، ۷۲۲۸، ۷۲۲۹، ۷۲۳۰، ۷۲۳۱، ۷۲۳۲، ۷۲۳۳، ۷۲۳۴، ۷۲۳۵، ۷۲۳۶، ۷۲۳۷، ۷۲۳۸، ۷۲۳۹، ۷۲۴۰، ۷۲۴۱، ۷۲۴۲، ۷۲۴۳، ۷۲۴۴، ۷۲۴۵، ۷۲۴۶، ۷۲۴۷، ۷۲۴۸، ۷۲۴۹، ۷۲۵۰، ۷۲۵۱، ۷۲۵۲، ۷۲۵۳، ۷۲۵۴، ۷۲۵۵، ۷۲۵۶، ۷۲۵۷، ۷۲۵۸، ۷۲۵۹، ۷۲۶۰، ۷۲۶۱، ۷۲۶۲، ۷۲۶۳، ۷۲۶۴، ۷۲۶۵، ۷۲۶۶، ۷۲۶۷، ۷۲۶۸، ۷۲۶۹، ۷۲۷۰، ۷۲۷۱، ۷۲۷۲، ۷۲۷۳، ۷۲۷۴، ۷۲۷۵، ۷۲۷۶، ۷۲۷۷، ۷۲۷۸، ۷۲۷۹، ۷۲۸۰، ۷۲۸۱، ۷۲۸۲، ۷۲۸۳، ۷۲۸۴، ۷۲۸۵، ۷۲۸۶، ۷۲۸۷، ۷۲۸۸، ۷۲۸۹، ۷۲۹۰، ۷۲۹۱، ۷۲۹۲، ۷۲۹۳، ۷۲۹۴، ۷۲۹۵، ۷۲۹۶، ۷۲۹۷، ۷۲۹۸، ۷۲۹۹، ۷۳۰۰، ۷۳۰۱، ۷۳۰۲، ۷۳۰۳، ۷۳۰۴، ۷۳۰۵، ۷۳۰۶، ۷۳۰۷، ۷۳۰۸، ۷۳۰۹، ۷۳۱۰، ۷۳۱۱، ۷۳۱۲، ۷۳۱۳، ۷۳۱۴، ۷۳۱۵، ۷۳۱۶، ۷۳۱۷، ۷۳۱۸، ۷۳۱۹، ۷۳۲۰، ۷۳۲۱، ۷۳۲۲، ۷۳۲۳، ۷۳۲۴، ۷۳۲۵، ۷۳۲۶، ۷۳۲۷، ۷۳۲۸، ۷۳۲۹، ۷۳۳۰، ۷۳۳۱، ۷۳۳۲، ۷۳۳۳، ۷۳۳۴، ۷۳۳۵، ۷۳۳۶، ۷۳۳۷، ۷۳۳۸، ۷۳۳۹، ۷۳۴۰، ۷۳۴۱، ۷۳۴۲، ۷۳۴۳، ۷۳۴۴، ۷۳۴۵، ۷۳۴۶، ۷۳۴۷، ۷۳۴۸، ۷۳۴۹، ۷۳۵۰، ۷۳۵۱، ۷۳۵۲، ۷۳۵۳، ۷۳۵۴، ۷۳۵۵، ۷۳۵۶، ۷۳۵۷، ۷۳۵۸، ۷۳۵۹، ۷۳۶۰، ۷۳۶۱، ۷۳۶۲، ۷۳۶۳، ۷۳۶۴، ۷۳۶۵، ۷۳۶۶، ۷۳۶۷، ۷۳۶۸، ۷۳۶۹، ۷۳۷۰، ۷۳۷۱، ۷۳۷۲، ۷۳۷۳، ۷۳۷۴، ۷۳۷۵، ۷۳۷۶، ۷۳۷۷، ۷۳۷۸، ۷۳۷۹، ۷۳۸۰، ۷۳۸۱، ۷۳۸۲، ۷۳۸۳، ۷۳۸۴، ۷۳۸۵، ۷۳۸۶، ۷۳۸۷، ۷۳۸۸، ۷۳۸۹، ۷۳۹۰، ۷۳۹۱، ۷۳۹۲، ۷۳۹۳، ۷۳۹۴، ۷۳۹۵، ۷۳۹۶، ۷۳۹۷، ۷۳۹۸، ۷۳۹۹، ۷۴۰۰، ۷۴۰۱، ۷۴۰۲، ۷۴۰۳، ۷۴۰۴، ۷۴۰۵، ۷۴۰۶، ۷۴۰۷، ۷۴۰۸، ۷۴۰۹، ۷۴۱۰، ۷۴۱۱، ۷۴۱۲، ۷۴۱۳، ۷۴۱۴، ۷۴۱۵، ۷۴۱۶، ۷۴۱۷، ۷۴۱۸، ۷۴۱۹، ۷۴۲۰، ۷۴۲۱، ۷۴۲۲، ۷۴۲۳، ۷۴۲۴، ۷۴۲۵، ۷۴۲۶، ۷۴۲۷، ۷۴۲۸، ۷۴۲۹، ۷۴۳۰، ۷۴۳۱، ۷۴۳۲، ۷۴۳۳، ۷۴۳۴، ۷۴۳۵، ۷۴۳۶، ۷۴۳۷، ۷۴۳۸، ۷۴۳۹، ۷۴۴۰، ۷۴۴۱، ۷۴۴۲، ۷۴۴۳، ۷۴۴۴، ۷۴۴۵، ۷۴۴۶، ۷۴۴۷، ۷۴۴۸، ۷۴۴۹، ۷۴۵۰، ۷۴۵۱، ۷۴۵۲، ۷۴۵۳، ۷۴۵۴، ۷۴۵۵، ۷۴۵۶، ۷۴۵۷، ۷۴۵۸، ۷۴۵۹، ۷۴۶۰، ۷۴۶۱، ۷۴۶۲، ۷۴۶۳، ۷۴۶۴، ۷۴۶۵، ۷۴۶۶، ۷۴۶۷، ۷۴۶۸، ۷۴۶۹، ۷۴۷۰، ۷۴۷۱، ۷۴۷۲، ۷۴۷۳، ۷۴۷۴، ۷۴۷۵، ۷۴۷۶، ۷۴۷۷، ۷۴۷۸، ۷۴۷۹، ۷۴۸۰، ۷۴۸۱، ۷۴۸۲، ۷۴۸۳، ۷۴۸۴، ۷۴۸۵، ۷۴۸۶، ۷۴۸۷، ۷۴۸۸، ۷۴۸۹، ۷۴۹۰، ۷۴۹۱، ۷۴۹۲، ۷۴۹۳، ۷۴۹۴، ۷۴۹۵، ۷۴۹۶، ۷۴۹۷، ۷۴۹۸، ۷۴۹۹، ۷۵۰۰، ۷۵۰۱، ۷۵۰۲، ۷۵۰۳، ۷۵۰۴، ۷۵۰۵، ۷۵۰۶، ۷۵۰۷، ۷۵۰۸، ۷۵۰۹، ۷۵۱۰، ۷۵۱۱، ۷۵۱۲، ۷۵۱۳، ۷۵۱۴، ۷۵۱۵، ۷۵۱۶، ۷۵۱۷، ۷۵۱۸، ۷۵۱۹، ۷۵۲۰، ۷۵۲۱، ۷۵۲۲، ۷۵۲۳، ۷۵۲۴، ۷۵۲۵، ۷۵۲۶، ۷۵۲۷، ۷۵۲۸، ۷۵۲۹، ۷۵۳۰، ۷۵۳۱، ۷۵۳۲، ۷۵۳۳، ۷۵۳۴، ۷۵۳۵، ۷۵۳۶، ۷۵۳۷، ۷۵۳۸، ۷۵۳۹، ۷۵۴۰، ۷۵۴۱، ۷۵۴۲، ۷۵۴۳، ۷۵۴۴، ۷۵۴۵، ۷۵۴۶، ۷۵۴۷، ۷۵۴۸، ۷۵۴۹، ۷۵۵۰، ۷۵۵۱، ۷۵۵۲، ۷۵۵۳، ۷۵۵۴، ۷۵۵۵، ۷۵۵۶، ۷۵۵۷، ۷۵۵۸، ۷۵۵۹، ۷۵۶۰، ۷۵۶۱، ۷۵۶۲، ۷۵۶۳، ۷۵۶۴، ۷۵۶۵، ۷۵۶۶، ۷۵۶۷، ۷۵۶۸، ۷۵۶۹، ۷۵۷۰، ۷۵۷۱، ۷۵۷۲، ۷۵۷۳، ۷۵۷۴، ۷۵۷۵، ۷۵۷۶، ۷۵۷۷، ۷۵۷۸، ۷۵۷۹، ۷۵۸۰، ۷۵۸۱، ۷۵۸۲، ۷۵۸۳، ۷۵۸۴، ۷۵۸۵، ۷۵۸۶، ۷۵۸۷، ۷۵۸۸، ۷۵۸۹، ۷۵۹۰، ۷۵۹۱، ۷۵۹۲، ۷۵۹۳، ۷۵۹۴، ۷۵۹۵، ۷۵۹۶، ۷۵۹۷، ۷۵۹۸، ۷۵۹۹، ۷۶۰۰، ۷۶۰۱، ۷۶۰۲، ۷۶۰۳، ۷۶۰۴، ۷۶۰۵، ۷۶۰۶، ۷۶۰۷، ۷۶۰۸، ۷۶۰۹، ۷۶۱۰، ۷۶۱۱، ۷۶۱۲، ۷۶۱۳، ۷۶۱۴، ۷۶۱۵، ۷۶۱۶، ۷۶۱۷، ۷۶۱۸، ۷۶۱۹، ۷۶۲۰، ۷۶۲۱، ۷۶۲۲، ۷۶۲۳، ۷۶۲۴، ۷۶۲۵، ۷۶۲۶، ۷۶۲۷، ۷۶۲۸، ۷۶۲۹، ۷۶۳۰، ۷۶۳۱، ۷۶۳۲، ۷۶۳۳، ۷۶۳۴، ۷۶۳۵، ۷۶۳۶، ۷۶۳۷، ۷۶۳۸، ۷۶۳۹، ۷۶۴۰، ۷۶۴۱، ۷۶۴۲، ۷۶۴۳، ۷۶۴۴، ۷۶۴۵، ۷۶۴۶، ۷۶۴۷، ۷۶۴۸، ۷۶۴۹، ۷۶۵۰، ۷۶۵۱، ۷۶۵۲، ۷۶۵۳، ۷۶۵۴، ۷۶۵۵، ۷۶۵۶، ۷۶۵۷، ۷۶۵۸، ۷۶۵۹، ۷۶۶۰، ۷۶۶۱، ۷۶۶۲، ۷۶۶۳، ۷۶۶۴، ۷۶۶۵، ۷۶۶۶، ۷۶۶۷، ۷۶۶۸، ۷۶۶۹، ۷۶۷۰، ۷۶۷۱، ۷۶۷۲، ۷۶۷۳، ۷۶۷۴، ۷۶۷۵، ۷۶۷۶، ۷۶۷۷، ۷۶۷۸، ۷۶۷۹، ۷۶۸۰، ۷۶۸۱، ۷۶۸۲، ۷۶۸۳، ۷۶۸۴، ۷۶۸۵، ۷۶۸۶، ۷۶۸۷، ۷۶۸۸، ۷۶۸۹، ۷۶۹۰، ۷۶۹۱، ۷۶۹۲، ۷۶۹۳، ۷۶۹۴، ۷۶۹۵، ۷۶۹۶، ۷۶۹۷، ۷۶۹۸، ۷۶۹۹، ۷۷۰۰، ۷۷۰۱، ۷۷۰۲، ۷۷۰۳، ۷۷۰۴، ۷۷۰۵، ۷۷۰۶، ۷۷۰۷، ۷۷۰۸، ۷۷۰۹، ۷۷۱۰، ۷۷۱۱، ۷۷۱۲، ۷۷۱۳، ۷۷۱۴، ۷۷۱۵، ۷۷۱۶، ۷۷۱۷، ۷۷۱۸، ۷۷۱۹، ۷۷۲۰، ۷۷۲۱، ۷۷۲۲، ۷۷۲۳، ۷۷۲۴، ۷۷۲۵، ۷۷۲۶، ۷۷۲۷، ۷۷۲۸، ۷۷۲۹، ۷۷۳۰، ۷۷۳۱، ۷۷۳۲، ۷۷۳۳، ۷۷۳۴، ۷۷۳۵، ۷۷۳۶، ۷۷۳۷، ۷۷۳۸، ۷۷۳۹، ۷۷۴۰، ۷۷۴۱، ۷۷۴۲، ۷۷۴۳، ۷۷۴۴، ۷۷۴۵، ۷۷۴۶، ۷۷۴۷، ۷۷۴۸، ۷۷۴۹، ۷۷۵۰، ۷۷۵۱، ۷۷۵۲، ۷۷۵۳، ۷۷۵۴، ۷۷۵۵، ۷۷۵۶، ۷۷۵۷، ۷۷۵۸، ۷۷۵۹، ۷۷۶۰، ۷۷۶۱، ۷۷۶۲، ۷۷۶۳، ۷۷۶۴، ۷۷۶۵، ۷۷۶۶، ۷۷۶۷، ۷۷۶۸، ۷۷۶۹، ۷۷۷۰، ۷۷۷۱، ۷۷۷۲، ۷۷۷۳، ۷۷۷۴، ۷۷۷۵، ۷۷۷۶، ۷۷۷۷، ۷۷۷۸، ۷۷۷۹، ۷۷۸۰، ۷۷۸۱، ۷۷۸۲، ۷۷۸۳، ۷۷۸۴، ۷۷۸۵، ۷۷۸۶، ۷۷۸۷، ۷۷۸۸، ۷۷۸۹، ۷۷۹۰، ۷۷۹۱، ۷۷۹۲، ۷۷۹۳، ۷۷۹۴، ۷۷۹۵، ۷۷۹۶، ۷۷۹۷، ۷۷۹۸، ۷۷۹۹، ۷۸۰۰، ۷۸۰۱، ۷۸۰۲، ۷۸۰۳، ۷۸۰۴، ۷۸۰۵، ۷۸۰۶، ۷۸۰۷، ۷۸۰۸، ۷۸۰۹، ۷۸۱۰، ۷۸۱۱، ۷۸۱۲، ۷۸۱۳، ۷۸۱۴، ۷۸۱۵، ۷۸۱۶، ۷۸۱۷، ۷۸۱۸، ۷۸۱۹، ۷۸۲۰، ۷۸۲۱، ۷۸۲۲، ۷۸۲۳، ۷۸۲۴، ۷۸۲۵، ۷۸۲۶، ۷۸۲۷، ۷۸۲۸، ۷۸۲۹، ۷۸۳۰، ۷۸۳۱، ۷۸۳۲، ۷۸۳۳، ۷۸۳۴، ۷۸۳۵، ۷۸۳۶، ۷۸۳۷، ۷۸۳۸، ۷۸۳۹، ۷۸۴۰، ۷۸۴۱، ۷۸۴۲، ۷۸۴۳، ۷۸۴۴، ۷۸۴۵، ۷۸۴۶، ۷۸۴۷، ۷۸۴۸، ۷۸۴۹، ۷۸۵۰، ۷۸۵۱، ۷۸۵۲، ۷۸۵۳، ۷۸۵۴، ۷۸۵۵، ۷۸۵۶، ۷۸۵۷، ۷۸۵۸، ۷۸۵۹، ۷۸۶۰، ۷۸۶۱، ۷۸۶۲، ۷۸۶۳، ۷۸۶۴، ۷۸۶۵، ۷۸۶۶، ۷۸۶۷، ۷۸۶۸، ۷۸۶۹، ۷۸۷۰، ۷۸۷۱، ۷۸۷۲، ۷۸۷۳، ۷۸۷۴، ۷۸۷۵، ۷۸۷۶، ۷۸۷۷، ۷۸۷۸، ۷۸۷۹، ۷۸۸۰، ۷۸۸۱، ۷۸۸۲، ۷۸۸۳، ۷۸۸۴، ۷۸۸۵، ۷۸۸۶، ۷۸۸۷، ۷۸۸۸، ۷۸۸۹، ۷۸۹۰، ۷۸۹۱، ۷۸۹۲، ۷۸۹۳، ۷۸۹۴، ۷۸۹۵، ۷۸۹۶، ۷۸۹۷، ۷۸۹۸، ۷۸۹۹، ۷۹۰۰، ۷۹۰۱، ۷۹۰۲، ۷۹۰۳، ۷۹۰۴، ۷۹۰۵، ۷۹۰۶، ۷۹۰۷، ۷۹۰۸، ۷۹۰۹، ۷۹۱۰، ۷۹۱۱، ۷۹۱۲، ۷۹۱۳، ۷۹۱۴، ۷۹۱۵، ۷۹۱۶، ۷۹۱۷، ۷۹۱۸، ۷۹۱۹، ۷۹۲۰، ۷۹۲۱، ۷۹۲۲، ۷۹۲۳، ۷۹۲۴، ۷۹۲۵، ۷۹۲۶، ۷۹۲۷، ۷۹۲۸، ۷۹۲۹، ۷۹۳۰، ۷۹۳۱، ۷۹۳۲، ۷۹۳۳، ۷۹۳۴، ۷۹۳۵، ۷۹۳۶، ۷۹۳۷، ۷۹۳۸، ۷۹۳۹، ۷۹۴۰، ۷۹۴۱، ۷۹۴۲، ۷۹۴۳، ۷۹۴۴، ۷۹۴۵، ۷۹۴۶، ۷۹۴۷، ۷۹۴۸، ۷۹۴۹، ۷۹۵۰، ۷۹۵۱، ۷۹۵۲، ۷۹۵۳، ۷۹۵۴، ۷۹۵۵، ۷۹۵۶، ۷۹۵۷، ۷۹۵۸، ۷۹۵۹، ۷۹۶۰، ۷۹۶۱، ۷۹۶۲، ۷۹۶۳، ۷۹۶۴، ۷۹۶۵، ۷۹۶۶، ۷۹۶۷، ۷۹۶۸، ۷۹۶۹، ۷۹۷۰، ۷۹۷۱، ۷۹۷۲، ۷۹۷۳، ۷۹۷۴، ۷۹۷۵، ۷۹۷۶، ۷۹۷۷، ۷۹۷۸، ۷۹۷۹، ۷۹۸۰، ۷۹۸۱، ۷۹۸۲، ۷۹۸۳، ۷۹۸۴، ۷۹۸۵، ۷۹۸۶، ۷۹۸۷، ۷۹۸۸، ۷۹۸۹، ۷۹۹۰، ۷۹۹۱، ۷۹۹۲، ۷۹۹۳، ۷۹۹۴، ۷۹۹۵، ۷۹۹۶، ۷۹۹۷، ۷۹۹۸، ۷۹۹۹، ۸۰۰۰، ۸۰۰۱، ۸۰۰۲، ۸۰۰۳، ۸۰۰۴، ۸۰۰۵، ۸۰۰۶، ۸۰۰۷، ۸۰۰۸، ۸۰۰۹، ۸۰۱۰، ۸۰۱۱، ۸۰۱۲، ۸۰۱۳، ۸۰۱۴، ۸۰۱۵، ۸۰۱۶، ۸۰۱۷، ۸۰۱۸، ۸۰۱۹، ۸۰۲۰، ۸۰۲۱، ۸۰۲۲، ۸۰۲۳، ۸۰۲۴، ۸۰۲۵، ۸۰۲۶، ۸۰۲۷، ۸۰۲۸، ۸۰۲۹، ۸۰۳۰، ۸۰۳۱، ۸۰۳۲، ۸۰۳۳، ۸۰۳۴، ۸۰۳۵، ۸۰۳۶، ۸۰۳۷، ۸۰۳۸، ۸۰۳۹، ۸۰۴۰، ۸۰۴۱، ۸۰۴۲، ۸۰۴۳، ۸۰۴۴، ۸۰۴۵، ۸۰۴۶، ۸۰۴۷، ۸۰۴۸، ۸۰۴۹، ۸۰۵۰، ۸۰۵۱، ۸۰۵۲، ۸۰۵۳، ۸۰۵۴، ۸۰۵۵، ۸۰۵۶، ۸۰۵۷، ۸۰۵۸، ۸۰۵۹، ۸۰۶۰، ۸۰۶۱، ۸۰۶۲، ۸۰۶۳، ۸۰۶۴، ۸۰۶۵، ۸۰۶۶، ۸۰۶۷، ۸۰۶۸، ۸۰۶۹، ۸۰۷۰، ۸۰۷۱، ۸۰۷۲، ۸۰۷۳، ۸۰۷۴، ۸۰۷۵، ۸۰۷۶، ۸۰۷۷، ۸۰۷۸، ۸۰۷۹، ۸۰۸۰، ۸۰۸۱، ۸۰۸۲، ۸۰۸۳، ۸۰۸۴، ۸۰۸۵، ۸۰۸۶، ۸۰۸۷، ۸۰۸۸، ۸۰۸۹، ۸۰۹۰، ۸۰۹۱، ۸۰۹۲، ۸۰۹۳، ۸۰۹۴، ۸۰۹۵، ۸۰۹۶، ۸۰۹۷، ۸۰۹۸، ۸۰۹۹، ۸۱۰۰، ۸۱۰۱، ۸۱۰۲، ۸۱۰۳، ۸۱۰۴، ۸۱۰۵، ۸۱۰۶، ۸۱۰۷، ۸۱۰۸، ۸۱۰۹، ۸۱۱۰، ۸۱۱۱، ۸۱۱۲، ۸۱۱۳، ۸۱۱۴، ۸۱۱۵، ۸۱۱۶، ۸۱۱۷، ۸۱۱۸، ۸۱۱۹، ۸۱۲۰، ۸۱۲۱، ۸۱۲۲، ۸۱۲۳، ۸۱۲۴، ۸۱۲۵، ۸۱۲۶، ۸۱۲۷، ۸۱۲۸، ۸۱۲۹، ۸۱۳۰، ۸۱۳۱، ۸۱۳۲، ۸۱۳۳، ۸۱۳۴، ۸۱۳۵، ۸۱۳۶، ۸۱۳۷، ۸۱۳۸، ۸۱۳۹، ۸۱۴۰، ۸۱۴۱، ۸۱۴۲، ۸۱۴۳، ۸۱۴۴، ۸۱۴۵، ۸۱۴۶، ۸۱۴۷، ۸۱۴۸، ۸۱۴۹، ۸۱۵۰، ۸۱۵۱، ۸۱۵۲، ۸۱۵۳، ۸۱۵۴، ۸۱۵۵، ۸۱۵۶، ۸۱۵۷، ۸۱۵۸، ۸۱۵۹، ۸۱۶۰، ۸۱۶۱، ۸۱۶۲، ۸۱۶۳، ۸۱۶۴، ۸۱۶۵، ۸۱۶۶، ۸۱۶۷، ۸۱۶۸، ۸۱۶۹، ۸۱۷۰، ۸۱۷۱، ۸۱۷۲، ۸۱۷۳، ۸۱۷۴، ۸۱۷۵، ۸۱۷۶



عبداللہ بن مسعود نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی رضی اللہ عنہ۔ (۹۴)



حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رَكِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِمَارًا وَ  
أَرْدَفَنِي خَلْفَهُ وَقَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ أَرَأَيْتَ إِنْ أَصَابَ النَّاسَ  
جُوعٌ شَدِيدٌ لَا تَسْتَطِيعُ أَنْ تَقُومَ مِنْ فِرَاشِكَ إِلَى  
مَسْجِدِكَ كَيْفَ تَصْنَعُ؟ قَالَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ  
تَعَفَّفُ

رسول اللہ ﷺ دراز گوش پر سوار ہوئے اور مجھے اپنے پیچھے سوار کر  
لیا اور فرمایا: اے ابوذر! اگر تم دیکھو کہ لوگ شدید بھوک میں مبتلا ہو  
جائیں تم اپنے بستر سے اپنی مسجد تک کھڑے ہونے کی طاقت نہ  
پاؤ تم کیا کرو گے؟ ابوذر نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی  
خوب جانتے ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا: پاک دامنی اختیار کرنا۔

پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ابوذر! اگر تم لوگوں کو سخت موت میں مبتلا دیکھو  
گھر بندے کے لئے قبر ہو جائے تو تم کیا کرو گے؟ میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول  
بہتر جانتے ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا: صبر کرنا، پھر ارشاد فرمایا: اے ابوذر! اگر تم دیکھو کہ  
لوگ ایک دوسرے کو قتل کر رہے ہیں یہاں تک کہ حجارة الزیت (۹۵) خون میں ڈوب  
جائے تو تم کیا کرو گے؟ انہوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ باخبر ہیں، ارشاد  
فرمایا: تم اپنے گھر بیٹھ جانا اور اس کا دروازہ بند کر لینا۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

۹۴۔ الاستیعاب، ج ۱ ص ۲۵۲، ۲۵۶، رقم: ۳۳۹۔ الطبقات الكبرى، ج ۴ ص ۱۶۵، ۱۷۹،

رقم: ۳۳۲۔ اسد الغابہ، ج ۵ ص ۹۹، ۱۰۱، رقم: ۵۸۶۲۔ الاصابہ، ج ۷ ص ۱۰۵، ۱۰۹، رقم: ۹۸۷۷

۹۵۔ مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے قریب زوراء کے پاس ایک مقام

اگر وہ مجھے نہ چھوڑیں، حضور ﷺ نے فرمایا: پھر تم ان لوگوں میں چلے جانا جن سے تمہارا  
تعلق ہے، انہیں میں رہنا، ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں بھی ہتھیار اٹھا لوں؟ آپ نے  
فرمایا: اس طرح تم بھی ان میں شریک ہو گے (ان کے گناہ میں شامل ہو جاؤ گے) لیکن  
جب تمہیں تلوار کی دھار کے چمکنے کا اندیشہ ہو (تم پر کوئی حملہ کر دے) تو تم اپنی چادر کا  
ایک کنارہ اپنے چہرہ پر ڈال لو حتیٰ کہ وہ اپنے اور تمہارے گناہ میں ماخوذ ہو۔ (۹۶)



حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى حِمَارٍ وَ عَلَيْهِ  
بَرْدَعَةٌ أَوْ قَطِيفَةٌ قَالَ فَذَاكَ عِنْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ  
مِثْلُ دَرَّازِ غُوشٍ عَلَى نَبِيٍّ كَرِيمٍ ﷺ كَيْفَ تَصْنَعُ؟  
مِثْلُ دَرَّازِ غُوشٍ عَلَى نَبِيٍّ كَرِيمٍ ﷺ كَيْفَ تَصْنَعُ؟  
مِثْلُ دَرَّازِ غُوشٍ عَلَى نَبِيٍّ كَرِيمٍ ﷺ كَيْفَ تَصْنَعُ؟

حضور ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: اے ابوذر! جانتے ہو یہ سورج کہاں غائب  
ہو جاتا ہے، میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں، آپ نے فرمایا: یہ  
ایک سیاہ دلدلی چشمتے میں ڈوبتا ہے، پھر یہ عرش کے نیچے اپنے رب کو سجدہ کرتا ہے، جب  
اس کے نکلنے کا وقت آتا ہے اللہ تعالیٰ کے اذن سے یہ نکلتا ہے، جب اللہ تعالیٰ اسے  
مغرب سے طلوع کرنے کا ارادہ فرمائے گا اس کو روک لے گا، سورج عرض کرے گا میرا  
سفر دور ہے، اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: جہاں پہ غائب ہوا ہے وہاں سے طلوع ہو، یہ  
وہ ساعت ہوگی جب کسی جان کو اس کا ایمان نفع نہ دے گا۔ (۹۷)

۹۶۔ سنن ابی داؤد، کتاب الفتن، باب فی النهی عن السعی فی الفتنۃ، رقم الحدیث: ۴۲۶۱۔

مسند امام احمد بن حنبل، ج ۶ ص ۱۸۳، رقم الحدیث: ۲۰۸۱۸

۹۷۔ مسند امام احمد بن حنبل، ج ۶ ص ۲۰۸، رقم الحدیث: ۲۰۹۴۸



## حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

حضرت ابو ہریرہ عبدالرحمن (یا عبداللہ) بن صخر رضی اللہ عنہ کا تعلق قبیلہ دوس سے ہے، عظیم القدر صحابی ہیں، آپ کا اصل نام کیا تھا اس میں شدید اختلاف ہے، اپنی کنیت ابو ہریرہ سے مشہور ہیں، خود بیان کرتے ہیں کہ اسلام قبول کرتے وقت میری عمر تیس سال سے زائد تھی۔ جب میں اپنی قوم کے وفد کے ساتھ مدینہ طیبہ میں آیا رسول اللہ ﷺ خیبر کی طرف تشریف لے جا چکے تھے، یہ ۷ھ کے اوائل کا واقعہ ہے۔ مدینہ طیبہ میں حضرت سباع بن عرفطہ غفاری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے نائب تھے، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو زادراہ فراہم کر دیا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضری کے لئے خیبر کی طرف روانہ ہو گئے، جب خدمت نبوی میں پہنچے تو خیبر فتح ہو چکا تھا، رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں سے گفتگو کر کے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو بھی مال غنیمت میں شریک فرمایا۔

اس کے بعد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اصحاب صفہ میں شامل ہوئے اور رات دن، صبح و شام حصول علم میں مصروف ہو گئے، مہاجرین اور انصار اپنے تجارتی اور زرعی وسائل معاش میں مصروف رہتے جب کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھوکے پیاسے ہمہ وقت خدمت نبوی میں حاضر رہتے۔ خود بیان فرماتے ہیں تم کہتے ہو ابو ہریرہ بہت احادیث بیان کرتے ہیں اتنی احادیث تو مہاجرین اور انصار میں سے کوئی بیان نہیں کرتا، حقیقت حال یہ ہے کہ میرے مہاجر دوست بازاروں میں خرید و فروخت کرتے اور میرے انصاری دوست اپنی زمینوں اور باغات کی دیکھ بھال کرتے، رہا ابو ہریرہ وہ مسکین آدمی تھا، اکثر اوقات رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں حاضر رہتا تھا۔ ایک مرتبہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے گزارش کی کہ میں آپ سے بہت سی احادیث سنتا ہوں اور بھول جاتا ہوں،

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی چادر بچھاؤ، میں نے اپنی چادر بچھا دی، آپ نے لپ بھر کر اس میں ڈالا اور مجھ سے ارشاد فرمایا: اسے سینے سے لگا لو، میں نے اسے سینہ سے لگا لیا، اس کے بعد مجھے کوئی حدیث نہیں بھولی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سب سے زیادہ احادیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں، حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”اس میں کوئی شک نہیں کہ ابو ہریرہ نے رسول اللہ ﷺ سے وہ سنا جو ہم نے نہیں سنا“۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ”ابو ہریرہ مجھ سے بہتر ہیں وہ ہم سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو ہم سے زیادہ جاننے والے ہیں“۔

حافظ اندلسی قبی بن مخلد کے مطابق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث کی تعداد پانچ ہزار آٹھ سو چونسٹھ (۵۸۶۴) ہے۔

امام بخاری کہتے ہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے آٹھ سو سے زائد صحابہ اور تابعین نے احادیث روایت کی ہیں، صحابہ کرام میں حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر، حضرت جابر، حضرت انس اور حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہم نے آپ سے احادیث روایت کی ہیں، آپ اپنے دور کے سب سے بڑے حافظ حدیث تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بحرین کے گورنر رہے، بعد میں مدینہ طیبہ آ گئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دوبارہ بحرین کی گورنری کی پیش کش کی تو معذرت کر لی۔

مدینہ منورہ کا اموی گورنر مروان جب مدینہ طیبہ سے باہر جاتا تو آپ کو قائم مقام گورنر مقرر کرتا، مدینہ طیبہ کے مضافاتی علاقہ عتیق میں رہائش اختیار کر لی وہیں ۵۸ھ یا ۵۹ھ میں فوت ہوئے اور آپ کی میت کو بقیع میں لا کر دفن کیا گیا۔ رضی اللہ عنہ (۹۸)

۹۸۔ طبقات ابن سعد، ج ۲ ص ۲۴۲-۲۵۴، رقم: ۵۲۰۔ الاستیعاب، ج ۲ ص ۱۷۸-۱۷۷، ۱۷۷-۱۷۸، رقم: ۳۲۰۸۔ اسد الغابہ، ج ۵ ص ۳۲۱-۳۲۲، رقم: ۶۳۱۹۔ الاصابہ، ج ۷ ص ۳۲۸-۳۲۹، رقم: ۱۰۶۸۰۔





حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ رَدَفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَوْ يَا أَبَا هُرَيْرٍ هَلْكَ أَكْثَرُونَ إِنَّ أَكْثَرِينَ هُمْ الْأَرْذَلُونَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ إِلَّا مَنْ قَالَ بِأَمَالٍ هَكَذَا وَهَكَذَا عَنْ يَمِينِهِ وَ عَنْ شِمَالِهِ وَ خَلْفِهِ وَ بَيْنَ يَدَيْهِ وَ قَلِيلٌ مَا هُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَارِئِفٍ تَهَا، آپ نے فرمایا: اے ابو ہریرہ! یا فرمایا: اے ابو ہر! زیادہ مال جمع کرنے والے ہلاک ہو گئے، زیادہ مال جمع کرنے والے قیامت کے دن بدترین ہوں گے مگر جس نے اپنے مال کو اپنے دائیں، اپنے بائیں، اپنے پیچھے اور اپنے آگے اس طرح خرچ کیا اور یہ کم ہوں گے۔

پھر آپ نے ارشاد فرمایا: اے ابو ہریرہ! کیا میں تمہاری جنت کے خزانوں میں سے ایک کی طرف رہنمائی نہ کروں؟ میں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ! فرمایا: ”لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ وَلَا مَنَجًا مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ“ پھر فرمایا: ابو ہریرہ! جانتے ہو اللہ کا لوگوں پر کیا حق ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں، فرمایا: اللہ تعالیٰ کا لوگوں پر یہ حق ہے کہ اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور جب وہ یہ کر لیں تو بندوں کا اللہ پر یہ حق ہے کہ وہ ان کو عذاب نہ دے۔ (۹۹)

## حضرت سہیل بن بیضاء رضی اللہ عنہ

حضرت سہیل بن عمرو بن وہب بن عمرو بن عامر بن ربیعہ بن ہلال رضی اللہ عنہ قرشی، فہری ہیں، بنو عبدالدار سے تعلق رکھتے ہیں، اپنی والدہ بیضاء دعد بنت الحکیم بن امیہ بن ضبہ بن الحارث بن فہر کے نام سے منسوب ہیں۔  
قدیم الاسلام صحابی ہیں، پہلے حبشہ اور پھر مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی۔ غزوہ بدر اور دیگر غزوات میں شریک رہے۔ (۱۰۰)  
۹ ہجری میں مدینہ طیبہ میں وفات پائی، رسول اللہ ﷺ نے مسجد نبوی میں حضرت سہیل بن بیضاء کی نماز جنازہ پڑھائی۔ (۱۰۱)



حضرت سہیل بن بیضاء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

نَادَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ وَ أَنَا رَدِيفُهُ يَا سُهَيْلُ بْنُ بَيْضَاءَ رَافِعًا بِهَا صَوْتَهُ مِرَارًا حَتَّى سَمِعَ مَنْ خَلْفَنَا وَ أَمَامَنَا فَاجْتَمَعُوا وَ عَلِمُوا أَنَّهُ يُرِيدُ أَنْ يَتَكَلَّمَ بِشَيْءٍ أَنَّهُ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَوْ حَبَّ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ لَهُ بِهَا الْجَنَّةُ وَ أَعْتَقَهُ بِهَا مِنَ النَّارِ (۱۰۲)

۱۰۰ - اسد الغابہ، ج ۲ ص ۳۴۲، رقم: ۲۳۱۵ - الاستیعاب، ج ۲ ص ۶۶۷، رقم: ۱۱۰۰۔

۱۰۱ - الاصابہ، ج ۳ ص ۱۷۴، رقم: ۳۵۷۴۔

مسند احمد کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ غزوہ بدر میں قریش کے ساتھ تھے۔ رقم

الحديث: ۳۶۲۶

۱۰۱ - صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب الصلاة على الجنازة في المسجد، رقم: ۲۲۵۲،

۲۲۵۳، ۲۲۵۴

۱۰۲ - مسند امام احمد بن حنبل، ج ۱ ص ۵۰۷، رقم: ۱۵۲۱۲۔



(دوران سفر) ایک رات رسول اللہ ﷺ نے جب کہ میں آپ کا ردیف تھا، بلند آواز سے کئی مرتبہ مجھے پکارا، اے سہیل بن بیضاء! یہاں تک ہم سے آگے اور پیچھے والے یہ سن کر جمع ہو گئے اور انہیں معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ کچھ ارشاد فرمانا چاہتے ہیں، آپ نے فرمایا: جس نے لا الہ الا اللہ کہا، اللہ تعالیٰ نے اس کے سبب اس کے لئے جنت کو واجب کر دیا اور اس کو نار جہنم سے آزادی عطا فرمادی۔



الاصابہ میں سعد بن الصلت از سہیل بن السمط رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے: ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے، سہیل بن بیضاء رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ردیف تھے، حضور ﷺ نے دو یا تین مرتبہ بلند آواز سے فرمایا: اے سہیل بن بیضاء! سہیل جواب دیتے رہے، جب لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی آواز سنی تو وہ جان گئے کہ رسول اللہ ﷺ ان سے کچھ فرمانا چاہتے ہیں، آگے اور پیچھے والے سب جمع ہو گئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے لا الہ الا اللہ کی گواہی دی، اللہ تعالیٰ اس پر نار جہنم کو حرام فرما دیتا ہے اور اس کے لئے جنت کو واجب فرما دیتا ہے۔ (۱۰۳)

## حضرت شرید بن سوید الثقفی رضی اللہ عنہ

اکثر علماء انساب نے آپ کو ثقفی کہا ہے، بعض حضرات نے آپ کو حضرمی قرار دیا ہے، آپ کے نام کے بارے میں علامہ ابن اثیر الجزری کا کہنا ہے کہ آپ کا نام مالک تھا، رسول اللہ ﷺ نے بدل کر شرید رکھا، بیعت رضوان کے شرکاء میں سے ہیں، طائف میں سکونت پذیر رہے، ریحانہ بنت ابی العاص بن امیہ آپ کے حوالہ عقد میں تھیں، آپ بے آپ کے صاحبزادے عمرو بن شرید اور یعقوب بن عاصم نے احادیث روایت کی ہیں۔

یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں انتقال فرمایا۔ رضی اللہ عنہ (۱۰۴)



حضرت عمرو بن الشرید رضی اللہ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے بیان فرمایا:

رَدِفْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ هَلْ مَعَكَ مِنْ شِعْرِ أُمِّيَّةَ بْنِ أَبِي الصَّلْتِ شَيْئًا قُلْتُ نَعَمْ قَالَ: هِيَ فَأَنْشَدْتُهُ بَيْتًا فَقَالَ هِيَ ثُمَّ أَنْشَدْتُهُ بَيْتًا فَقَالَ هِيَ حَتَّى أَنْشَدْتُهُ مِائَةَ بَيْتٍ (۱۰۵)

ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کا ردیف تھا، آپ نے فرمایا: کیا تم کو امیہ بن ابی الصلت کے اشعار میں سے کچھ شعر یاد ہیں؟ میں نے کہا: جی ہاں، فرمایا: سناؤ، میں نے آپ کو ایک شعر سنایا، پھر آپ نے فرمایا: اور سناؤ، میں نے آپ کو ایک اور شعر سنایا، آپ

۱۰۴۔ طبقات ابن سعد، ج ۲، ص ۵۱، رقم: ۱۶۷۹۔ الاستیعاب، ج ۲، ص ۷۸، رقم: ۱۱۹۵۔

اسد الغابہ، ج ۲، ص ۳۸۵، ۳۸۶، رقم: ۲۴۲۹۔ الاصابہ، ج ۳، ص ۲۸۵، رقم: ۳۹۱۱۔

۱۰۵۔ صحیح مسلم، کتاب الشعر، باب فی انشاد الاشعار، رقم: ۵۸۸۵۔



نے فرمایا: اور سناؤ، میں نے آپ کو ایک اور شعر سنایا، آپ نے فرمایا: اور سناؤ، یہاں تک کہ میں نے آپ کو (امیہ بن ابی الصلت کے) سوا اشعار سنائے۔

صحیح مسلم ہی میں ابراہیم بن میسرہ کے روایت کے یہ الفاظ ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ (امیہ بن ابی الصلت) مسلمان ہونے کے قریب تھا۔ اور ابن مہدی کی روایت میں ہے: وہ اپنے اشعار میں اسلام کے قریب تھا۔ (۱۰۶)



مسند امام احمد بن حنبل کی روایت میں ہے، حضرت شریذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَرَدْتُ أَنْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلْفَهُ فَقَالَ هَلْ مَعَكَ مِنْ شِعْرِ أُمِيَّةٍ شَيْءٌ قُلْتُ نَعَمْ، قَالَ أَنْشِدْنِي فَأَنْشَدْتُهُ بَيْتًا فَقَالَ هِيَ فَلَمْ يَزَلْ يَقُولُ هِيَ حَتَّى أَنْشَدْتُهُ مِائَةَ بَيْتٍ (۱۰۷)

رسول اللہ ﷺ نے مجھے سواری پر اپنے پیچھے سوار کر لیا، پھر فرمایا: کیا تمہیں امیہ کے کچھ اشعار یاد ہیں؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! فرمایا: سناؤ، میں نے آپ کو ایک شعر سنایا، آپ نے فرمایا: اور سناؤ، آپ برابر یہ فرماتے رہے اور سناؤ حتیٰ کہ میں نے آپ کو سو اشعار سنائے۔

۱۰۶۔ صحیح مسلم، کتاب الشعر، باب فی انشاد الاشعار، رقم: ۵۸۸۷۔ امیہ بن ابی الصلت، ثقیف کے سرداروں میں سے مشہور و معروف جاہلی شاعر گزرا ہے، اس کے اشعار توحید، حقائق کائنات اور اخلاقی تعلیم پر مبنی ہوتے تھے، مسلمان نہیں ہوا۔ تقریباً ۶۳۰ عیسوی میں مر گیا۔ (المنجد، ص ۶۸ مطبوعہ دارالمشرق، بیروت)

مسند امام احمد بن حنبل، ج ۵، ص ۵۲۹، رقم: ۱۸۹۸۲

## حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ

حضرت سلمہ بن اکوع (سنان) بن عبد اللہ بن قشیر بن خزیمہ بن مالک بن سلمان بن اسلم الاسلمی رضی اللہ عنہ کا تعلق قبیلہ اسلم سے تھا، ابوایاس کنیت تھی، بعض حضرات کے بقول آپ کی کنیت ابو مسلم یا ابو عامر تھی۔ نہایت بہادر، زبردست تیر انداز، صاحب خیر اور فاضل انسان تھے۔

تقریباً بائیس سال کی عمر میں بیعت رضوان میں شرکت کی اور رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق دو یا تین مرتبہ اس بیعت کا شرف حاصل کیا۔ (۱۰۸)

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے، میں نے حدیبیہ، خیبر، حنین، ذی قرد وغیرہ سات غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ شرکت کی ہے اور نو سراپا میں حصہ لیا ہے۔ (۱۰۹)

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم سے احادیث روایت کی ہیں، آپ سے آپ کے بیٹے ایاس، حسن بن محمد بن الحنفیہ، زید بن اسلم، آپ کے آزاد کردہ غلام اور یزید بن ابی عبید کے علاوہ اہل مدینہ تابعین کی ایک جماعت نے احادیث نقل کی ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد مدینہ طیبہ سے ربذہ (۱۱۰) میں منتقل ہو گئے، اپنی وفات سے چند روز قبل مدینہ طیبہ واپس آ گئے اور ۶۴ ہجری میں اسی (۸۰) برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔ رضی اللہ عنہ (۱۱۱)

۱۰۸۔ صحیح مسلم، کتاب الجہاد و السیر، باب غزوۃ ذی قرد، رقم الحدیث: ۳۶۷۷۔

مسند امام احمد بن حنبل، ج ۴، رقم الحدیث: ۱۶۰۸۳

۱۰۹۔ صحیح البخاری، کتاب المغازی، رقم الحدیث: ۳۲۷۰، ۳۲۷۱

۱۱۰۔ مدینہ طیبہ سے تین دن کی مسافت پر ذات عرق کے قریب ایک بستی ہے، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی قبر اسی جگہ ہے۔

۱۱۱۔ طبقات ابن سعد، ج ۴، ص ۲۲۸، ۲۳۰، رقم: ۴۹۰۔ الاستیعاب، ج ۲، ص ۶۳۹، ۶۴۰۔

رقم: ۱۰۱۲۔ اسد الغابہ، ج ۲، ص ۲۸۹، ۲۹۰، رقم: ۲۱۵۳۔ الاصابہ، ج ۳، ص ۱۲۷، رقم: ۳۳۰۱



حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں اور حضور ﷺ کے غلام رباح رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے اونٹ لے گئے، میں حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کا گھوڑا بھی لے گیا، میرا ارادہ تھا کہ اسے بھی اونٹوں کے ساتھ چراگاہ میں چھوڑ دوں گا۔ رات کی تاریکی میں عبدالرحمن بن عیینہ نے رسول اللہ ﷺ کے اونٹوں کو لوٹ لیا، چرواہے کو قتل کر دیا اور وہ چند سواروں کے ساتھ اونٹوں کو ہنکاتے ہوئے روانہ ہوا۔ (میں نے یہ منظر دیکھا تو) میں نے رباح سے کہا: تم گھوڑے پر سوار ہو کر اسے ابو طلحہ کے ہاں پہنچا دو اور رسول اللہ ﷺ تک خبر پہنچاؤ کہ آپ کے جانور لوٹ لئے گئے ہیں۔

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں ایک ٹیلے پر کھڑا ہوا اور مدینہ طیبہ کی طرف منہ کر کے تین بار ”یا صبا حاہ“ (ہائے صبح) کی آواز دی۔ پھر غارت گروں کا پیچھا کیا، میرے پاس تلوار اور تیر تھے، میں انہیں تیر مار کر زخمی کرنے لگا، میں ایسا اس وقت کرتا جب درختوں کی کثرت ہوتی، جب کوئی سوار میری طرف پلٹتا تو میں درخت کی جڑ میں بیٹھ کر اسے تیر مارتا، میں نے اپنی طرف آنے والے ہر سوار کو زخمی کر دیا، میں تیر اندازی کے دوران یہ کہتا تھا: میں اکوع کا بیٹا ہوں، آج قابل ملامت لوگوں کے لئے مصیبت کا دن ہے۔

میں برابر ان کا پیچھا کرتا رہا اور ان پر تیر برساتا رہا، جب تنگ وادی آ جاتی تو میں پہاڑ پر چڑھ کر ان پر پتھر پھینکتا تھا، یہاں تک کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے اونٹوں کو ان کے پنچے سے چھڑا لیا میں پھر بھی ان کے پیچھے لگا رہا یہاں تک کہ انہوں نے تمیں سے زائد نیزے اور اتنی ہی چادریں اپنا بوجھ ہلکا کرنے کے لئے پھینک دیئے۔ وہ جو کچھ پھینکتے میں اسے رسول اللہ ﷺ کے راستہ پر جمع کر کے ان پر پتھر رکھ دیتا تھا۔

جب دن نکلا عیینہ بن بدر الفزازی ان کی مدد کو آ گیا، وہ لوگ اس وقت تنگ گھاٹی میں تھے، میں پہاڑ پر چڑھ کر ان کے اوپر آ گیا، عیینہ نے ان سے میرے متعلق پوچھا،

انہوں نے کہا: اس نے ہمیں بہت ستایا ہے یہ صبح سے ہمارے پیچھے لگا ہوا ہے اس نے ہم سے سب کچھ چھین لیا ہے اور (اپنی حفاظت میں) اپنے پیچھے کر لیا ہے، عیینہ نے کہا: ایسا نہ ہو کہ اس کے پیچھے کوئی اور تمہارا متلاشی ہو، تم میں سے کچھ لوگ اس کی طرف جائیں، چنانچہ ان میں سے چار آدمی میری طرف بڑھنے لگے، وہ پہاڑ پر چڑھے، میں نے انہیں آواز دی جانتے ہو میں کون ہوں؟ انہوں نے پوچھا: کون ہو؟ میں نے جواب دیا: میں اکوع کا بیٹا ہوں، اس ذات کی قسم جن نے محمد ﷺ کے چہرہ انور کو مکرم فرمایا ہے تم میں سے کوئی شخص مجھے نہیں پاسکتا اور میں جسے چاہوں وہ مجھ سے نہیں بچ سکتا۔ ان میں سے ایک کہنے لگا میرے خیال میں یہ سچ کہہ رہا ہے۔

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں ابھی اپنی جگہ پر بیٹھنے نہ پایا تھا کہ میں نے درختوں کے درمیان سے رسول اللہ ﷺ کے شہسواروں کو دیکھا، حضرت اخرم الاسدی رضی اللہ عنہ سب سے آگے تھے، اور رسول اللہ ﷺ کے شہسوار حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے، ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے حضرت مقداد رضی اللہ عنہ تھے، مشرک بھاگ کھڑے ہوئے، میں پہاڑ سے اتر کر اخرم رضی اللہ عنہ کے سامنے آ گیا اور ان کے گھوڑے کی لگام پکڑ کر کہا: اخرم! ان لوگوں سے بچو کہیں وہ آپ کو قابو میں نہ کر لیں، رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کی آمد کا انتظار کرو۔

حضرت اخرم رضی اللہ عنہ نے کہا: سلمہ! اگر آپ اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ جنت اور جہنم حق ہے تو میرے اور شہادت کے درمیان حائل نہ ہوں۔ میں نے ان کے گھوڑے کی لگام چھوڑ دی، وہ عبدالرحمن بن عیینہ سے جا ٹکرائے وہ ان پر پلٹ پڑا، دونوں ایک دوسرے پر نیزوں سے وار کرنے لگے، حضرت اخرم رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمن کو زخمی کر دیا، عبدالرحمن نے نیزے کا وار کر کے ان کو شہید کر دیا۔ عبدالرحمن، حضرت اخرم رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر سوار ہو گیا، اتنے میں حضرت



ابوقنادہ رضی اللہ عنہ عبدالرحمن کے مقابل آگئے اور باہم نیزہ بازی ہونے لگی، حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کو زخم لگا لیکن انہوں نے عبدالرحمن کو قتل کر دیا اور حضرت اخرم رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر سوار ہو گئے۔

میں برابر مشرکوں کے پیچھے بھاگتا رہا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام کا غبار بھی نظر نہ آتا تھا۔ مشرک ذوقرن نام کے ایک چشمنے پر پہنچے انہوں نے وہاں پانی پینے کا ارادہ کیا لیکن مجھے اپنے پیچھے دوڑتا ہوا دیکھ لیا تو اس سے ہٹ گئے اور ایک گھائی ثنیہ ذی در میں پناہ لی، آفتاب غروب ہو گیا، میں نے ایک آدمی کو جالیا سے تیر مارا اور کہا: یہ لے، میں ابن الاکوع ہوں، آج کا دن قابل ملامت لوگوں کے لئے باعث مصیبت ہے۔

اس نے کہا: اے میری ماں کے رلانے والے! کیا تم صبح والے ابن الاکوع ہو؟ میں نے کہا: ہاں! اے دشمن جان، یہ وہی شخص تھا جسے میں نے صبح کو تیر مارا تھا، میں نے اسے ایک اور تیر مارا، دونوں تیر اسے لگے، وہ لوگ گھوڑے چھوڑ کر بھاگ گئے، میں گھوڑوں کو ہانکتا ہوا رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا، آپ اس وقت ذی قرد کے اسی چشمہ پر تھے جس سے میں نے ان لوگوں کو بھگایا تھا، رسول اللہ ﷺ پانچ سو اصحاب کے ہمراہ تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ان اونٹوں میں سے ایک اونٹ کو ذبح کیا تھا جو میں پیچھے چھوڑ گیا تھا، وہ رسول اللہ ﷺ کے لئے اونٹ کی کبھی اور کوہان بھون رہے تھے۔

میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! آپ مجھے اجازت دیں اور اپنے اصحاب میں سے ایک سو منتخب افراد میرے ساتھ کر دیں تو میں کافروں پر شب خون ماروں اور ان میں سے کسی خبر دینے والے کو بھی زندہ باقی نہ رہنے دوں۔

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: آپ نے فرمایا: سلمہ! کیا تم ایسا کرنا چاہتے ہو؟ میں نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو عزت و کرامت سے سرفراز فرمایا ہے، میں یہی چاہتا ہوں۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: (میرا یہ جواب سن کر) رسول اللہ ﷺ اس قدر ہنسے کہ میں نے آگ کے روشنی میں آپ کی مبارک داڑھیں دیکھ لیں۔ پھر فرمایا: اس وقت وہ لوگ بنو غطفان کے علاقہ میں مہمانی کھا رہے ہوں گے۔ غطفان کے ایک آدمی نے آکر بتایا: وہ لوگ فلاں غطفانی کے پاس پہنچے تو اس نے ان لوگوں کے لئے اونٹ ذبح کیا، یہ لوگ اس کی کھال اتار رہے تھے کہ انہوں نے غبار دیکھا تو اونٹ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ (وہ سمجھے کہ مسلمان ان کے تعاقب میں آرہے ہیں)۔ صبح کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج ہمارا بہترین شہ سوار ابوقنادہ اور بہترین پیادہ سلمہ بن الاکوع ہے۔

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

فَاعْطَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَهْمَ  
الرَّاجِلِ وَالْفَارِسِ ثُمَّ أَرْدَفْنِي وَرَاءَهُ عَلَى الْعُضْبَاءِ  
رَاجِعِينَ إِلَى الْمَدِينَةِ (۱۱۲)

رسول اللہ ﷺ نے مجھے غنیمت میں سے سوار اور پیادے کا حصہ عطا فرمایا، اور مدینہ منورہ کی طرف واپس آتے ہوئے آپ نے مجھے اپنی عضباء نامی اونٹنی پر اپنے پیچھے سوار کر لیا۔

واپسی کے سفر میں ایک انصاری نے جن سے دوڑ میں کوئی آگے نہیں نکل سکتا تھا، کہا: کوئی ہے جو مدینہ طیبہ تک میرے ساتھ دوڑے، میں نے اس سے کہا: تمہیں کسی کی بزرگی کا بھی لحاظ ہے؟ انصاری نے جواب دیا: رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی کی بزرگی کا لحاظ نہیں، حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ مجھے اس کے ساتھ دوڑنے کی اجازت مرحمت فرمائیں، رسول اللہ ﷺ نے اجازت دے دی، وہ اونٹنی پر سے کود پڑے اور اس انصاری جوان کے پیچھے دوڑے، دو دفعہ راستہ میں دم لیا۔ پھر اس کا



پیچھا کرنے لگے، بالآخر اس انصاری کو پکڑ لیا اور ان کے شانوں کے درمیان مکار کر کہا: اللہ کی قسم! اب میں آگے نکلا، اس نے کہا: میرا بھی یہی خیال ہے، پھر میں اس سے پہلے مدینہ طیبہ پہنچ گیا۔ (۱۱۳)

حضرت ایاس بن سلمہ رضی اللہ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی کریم ﷺ نے کئی بار مجھے اپنی سواری پر پیچھے سوار فرمایا، کئی بار میرے سر پر دست شفقت پھیرا اور میرے ہاتھوں کی انگلیوں کی تعداد کے برابر میرے لئے اور میری اولاد کے لئے مغفرت کی دعا فرمائی۔ (۱۱۴)

حضرت مرداس بن مویک الغوی رضی اللہ عنہ جب اپنی قوم کا وفد لے کر حاضر خدمت ہوئے انہوں نے آپ ﷺ کی خدمت میں گھوڑا پیش کیا۔ (الاصابہ، ج ۶ ص ۵۹، رقم: ۷۹۰۸)

## حضرت اسامہ بن عمیر رضی اللہ عنہ

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بن عمیر بن عامر بن الاقشر بن عبد اللہ بن حبیب بن یسار بن ناجیہ بن عمرو بن الحارث بن کثیر بن ہند بن طابخہ بن لیحان بن ہذیل الہذلی، بنو ہذیل کے قبیلہ کے شرفاء سے تعلق رکھتے ہیں، بصرہ میں اقامت پذیر ہوئے۔ آپ سے صرف آپ کے بیٹے ابوالحلیج رضی اللہ عنہ نے احادیث روایت کی ہیں، اصحاب سنن، امام احمد، ابوعوانہ، ابن خزیمہ، ابن حبان اور حاکم نے آپ سے روایت کردہ احادیث ذکر کی ہیں۔

مسند امام احمد میں ابوالحلیج سے مروی ایک حدیث میں ہے: میں بصرہ میں تھا، رات کو بارش کے دوران میں عشاء کی نماز پڑھنے مسجد میں گیا، واپس آ کر میں نے گھر کا دروازہ کھلوا یا تو میرے والد نے فرمایا: صلح حدیبیہ کے دنوں میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، ایک رات معمولی بارش ہوئی جس سے ہماری جوتیوں کے تلوے بھی تر نہ ہوئے، اتنے میں رسول اللہ ﷺ کے منادی نے پکار کر کہا: اپنے ٹھکانوں میں نماز ادا کرلو۔ (۱۱۵)

○

حضرت ابوالحلیج اپنے والد حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے بیان کیا:

كُنْتُ رَدَفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَثَرَ  
بَعِيرُنَا فَقُلْتُ تَعَسَ الشَّيْطَانُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ لَا تَقُلْ تَعَسَ الشَّيْطَانُ فَإِنَّكَ إِذَا قُلْتَ تَعَسَ  
الشَّيْطَانُ فَإِنَّهُ يَعْظُمُ حَتَّى يَصِيرَ مِثْلَ الْبَيْتِ وَلَكِنْ قُلْ

۱۱۳۔ صحیح مسلم، کتاب الجہاد و السیر، غزوہ ذی قرد و غیرہا، رقم الحدیث: ۴۶۷۷۔  
صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوہ ذی قرد، رقم الحدیث: ۴۱۹۴۔  
۱۱۴۔ معرفة اسامی ارداد النبی ﷺ، ج ۱ ص ۵۵۔



بِسْمِ اللَّهِ فَإِنَّهُ يَصْغُرُ حَتَّى يَصِيرَ مِثْلَ الذُّبَابِ (۱۱۶)

میں سواری پر رسول اللہ ﷺ کا ردیف تھا کہ ہمارا اونٹ ٹھوکر کھا کر گرا، میں نے کہا: شیطان کے لئے ہلاکت ہو، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ نہ کہو "شیطان کے لئے ہلاکت ہو" کیونکہ جب تم یہ کہتے ہو شیطان بڑا بنتا ہے، یہاں تک کہ وہ (تکبر میں) گھر جتنا بڑا ہو جاتا ہے لیکن تم بسم اللہ کہو، یہ قول شیطان کو ذلیل کر دیتا ہے، یہاں تک کہ وہ مکھی جیسا (حقیر و ذلیل) ہو جاتا ہے۔

مسند امام احمد بن حنبل میں یہ الفاظ مروی ہے: جب تم "نَعَسَ الشَّيْطَانُ" کہتے ہو تو شیطان بڑا بنتا ہے اور کہتا ہے "مجھے اپنی عزت کی قسم! میں نے تجھے پچھاڑ دیا ہے، اور جب تم "بِسْمِ اللَّهِ" کہتے ہو تو اسے مکھی کی طرح کم مایہ کر دیتے ہو۔ (۱۱۷)

تمہیری

## حضرت عقبہ بن عامرؓ جہنی رضی اللہ عنہ

ابو حماد حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بن عبس بن عدی بن عمرو بن رفاعہ بن مودوعہ بن عدی بن غنم بن الربیعہ بن رشدان بن قیس بن جہینہ الجہنی، عظیم المرتبت صحابی ہیں، علم میراث اور فقہ کے ماہر، فصیح اللسان اور قادر الکلام شاعر تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی ہجرت مدینہ کے بعد دولت ایمان سے مشرف ہوئے، خود بیان فرماتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ کے مدینہ طیبہ میں تشریف لانے کی خبر ملی، میں اپنی بکریاں چراتا تھا، میں نے بکریاں چھوڑ دیں اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ! مجھے بیعت فرمائیں، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: تم کون ہو؟ میں نے اپنے بارے میں بتایا، آپ نے پوچھا: دیہات میں رہنے والوں کی بیعت یا ہجرت کی بیعت؟ میں نے عرض کیا ہجرت کی بیعت، پھر آپ نے مجھے بیعت فرمایا۔

رسول اللہ ﷺ نے کئی بار آپ کو زکوٰۃ کی وصولی کے روانہ فرمایا۔ (۱۱۸)

حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ دوران سفر رسول اللہ ﷺ کی سواری کے خچر کو ہانکا کرتے تھے۔ غزوہ اُحد اور بعد کے تمام غزوات میں شریک رہے، رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں آپ شام اور مصر کی فاتح افواج میں شامل رہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں فتح دمشق کی خبر لانے والے آپ تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں مصر کے والی رہے۔

حضرت ابن عباس، ابویوب انصاری، ابوامامہ الباہلی، جابر اور مسلمہ بن مخلد رضی اللہ عنہم جیسے عظیم القدر صحابہ کرام نے آپ سے احادیث روایت کی ہیں۔

۵۸ھ میں مصر بھی میں آپ نے وفات پائی اور مصر کے مشہور قبرستان مقطم میں

۱۱۸۔ صحیح البخاری، کتاب المظالم و الغصب، رقم الحدیث: ۲۳۶۱، کتاب الادب،

رقم الحدیث: ۶۱۳۷۔ صحیح مسلم، کتاب اللقطة، رقم الحدیث: ۱۷۲۷

۱۱۶۔ اسد الغابہ، ج ۱، ص ۹۴، ۹۵، رقم: ۸۶۔ الاستیعاب، ج ۱، ص ۸۸، رقم: ۲۲

۱۱۷۔ مسند امام احمد بن حنبل، ج ۶، ص ۶۷، رقم: ۲۰۱۶۷





حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ میں رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کو ہانک رہا تھا کہ آپ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: اے عقبہ! کیا تم سوار نہیں ہو گے؟ میں نے اسے بہت بڑی بات سمجھا کہ رسول اللہ ﷺ کی سواری پر سوار ہوں، آپ نے پھر ارشاد فرمایا: اے عقبہ! کیا تو سوار نہیں ہوگا؟ حضرت عقبہ نے فرمایا مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ میں یہ گناہ اور معصیت نہ ہو، حضرت عقبہ بیان کرتے ہیں:

فَنَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَكِبْتُ هَيْئَةً  
ثُمَّ رَكِبْتُ ثُمَّ قَالَ يَا عُقَيْبُ أَلَا أُعَلِّمُكَ سُورَتَيْنِ مِنْ  
خَيْرِ سُورَتَيْنِ قُرَأَ بِهِمَا النَّاسُ؟

یہ فرما کر رسول اللہ ﷺ سواری سے اتر آئے اور میں آہستہ آہستہ سوار ہوا، پھر آپ ﷺ بھی سوار ہو گئے اور مجھ سے فرمایا: اے عقبہ! کیا میں تجھے ایسی دو بہترین سورتیں نہ سکھاؤں جنہیں لوگ پڑھتے ہیں؟

میں نے عرض کی جی ہاں یا رسول اللہ! تو آپ نے مجھے قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھائی، پھر جب نماز صبح کھڑی ہوئی تو آپ نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی اور اس میں یہی دو سورتیں پڑھیں، پھر آپ میرے پاس سے گزرے اور فرمایا: اے عقبہ! تیرا کیا خیال ہے؟ جب بھی سونے لگو اور جاگو یہ دو سورتیں پڑھا کرو۔

حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے ان سورتوں کا پڑھنا نہیں چھوڑوں گا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ان سورتوں کی قرأت کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ (۱۲۰)

۱۱۹۔ الطبقات الکبریٰ، ج ۷ ص ۳۳۵، رقم: ۴۰۱۲۔ الاستیعاب، ج ۳ ص ۱۰۷۳، رقم: ۱۸۲۴۔

اسد الغابہ، ج ۳ ص ۵۳۹، ۵۵۰، رقم: ۳۷۰۵۔ الاصابہ، ج ۴ ص ۴۲۹، ۴۳۰، رقم: ۵۶۱۷۔

۱۲۰۔ مسند امام احمد بن حنبل (حدیث عقبہ بن عامر الجہنی رضی اللہ عنہ)،

رقم الحدیث: ۱۶۸۳۵، ۱۶۸۹۹، ۱۶۹۹۹، ۱۶۹۹۹

## حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما

ابو عبد اللہ حضرت جابر بن عبد اللہ بن عمرو بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ انصاری سلمی رضی اللہ عنہما، عظیم القدر صحابی ہیں، کم سنی میں اپنے والد حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیعت عقبہ ثانیہ میں شریک ہوئے، کم سنی کی وجہ سے غزوہ بدر اور احد میں شریک نہیں ہوئے، بعد کے تمام غزوات میں شریک ہوئے، خود فرمایا کرتے تھے، رسول اللہ ﷺ نے بنفس نفیس اکیس غزوات میں شرکت فرمائی، میں ان میں سے انیس غزوات میں شریک رہا ہوں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میرے والد حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ غزوہ احد میں شہید ہو گئے، رسول اللہ ﷺ نے مجھے مغموم اور پریشان دیکھ کر فرمایا: کیا بات ہے؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! میرے والد شہید ہو گئے اور وہ قرض اور اولاد چھوڑ گئے ہیں (۱۲۱) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تم کو یہ نہ بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شہید سے پردہ کی اوٹ سے کلام فرمایا ہے اور تمہارے والد سے بلا حجاب کلام فرمایا ہے، اور یہ فرمایا: اے میرے بندے! مجھ سے جو مانگنا ہے مانگو میں تجھے عطا فرماؤں گا، انہوں نے سوال کیا کہ اے اللہ! مجھے دوبارہ دنیا میں بھیج تاکہ میں دوبارہ تیری راہ میں قتل کیا جاؤں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ میرا فیصلہ ہے کہ لوگ دوبارہ دنیا میں نہیں لوٹائے جائیں گے، انہوں نے عرض کیا: اچھا تو پھر جو لوگ میرے پیچھے ہیں ان تک میرا حال پہنچا دے، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَ

۱۲۱۔ مسند امام احمد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میری سات بہنیں تھیں

(رقم الحدیث: ۱۳۵۸۰) اور میرے والد میں سبق کھجوروں کا قرضہ چھوڑ گئے تھے (مسند امام احمد،

رقم الحدیث: ۱۳۵۸۰)



لَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ (۱۲۲)

اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے جاتے ہیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں مگر تمہیں شعور نہیں۔ (۱۲۳)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ایک سفر سے واپس تشریف لاتے ہوئے میرے تھکے ماندے اونٹ کا مجھ سے سودا کیا اور اس رات رسول اللہ ﷺ نے میرے لئے پچیس مرتبہ مغفرت کی دعا کی۔ (۱۲۴)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا شمار مکثرین فی الحدیث میں ہوتا ہے، آپ رضی اللہ عنہ سے ایک ہزار پانچ سو چالیس (۱۵۴۰) احادیث مروی ہیں۔ مسجد نبوی شریف میں آپ کا علمی حلقہ ہوتا تھا۔ آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے، چورانوے سال کی عمر میں مدینہ طیبہ میں فوت ہوئے، سن وفات میں اختلاف ہے ۷۷ یا ۷۸ھ۔

مدینہ کے گورنر حضرت ابان بن عثمان رضی اللہ عنہما نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی، آپ مدینہ طیبہ میں فوت ہونے والے آخری عقبی صحابی ہیں۔ رضی اللہ عنہ (۱۲۵)

○

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

أَرَدَفَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلْفَهُ فَجَعَلْتُ  
فَمِي عَلَى خَاتَمِ النَّبِيِّ فَجَعَلَ يَنْفُخُ عَلَيَّ مِسْكَاً وَلَقَدْ  
حَفِظْتُ مِنْهُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ سَبْعِينَ حَدِيثًا مَا سَمِعَهَا مَعِي

۱۲۲۔ البقرہ: ۱۵۳

۱۲۳۔ سنن ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، رقم الحدیث: ۳۰۱۰

۱۲۴۔ سنن ترمذی، کتاب المناقب، رقم الحدیث: ۳۸۵۲

۱۲۵۔ الاستیعاب، ج ۱ ص ۲۱۹، ۲۲۰، رقم: ۲۸۶۔ اسد الغابہ، ج ۱ ص ۳۵۱، ۳۵۲، رقم: ۶۴۷۔

الاصابہ، ج ۱ ص ۵۳۶، ۵۳۷، رقم: ۱۰۲۸

أَحَدٌ (۱۲۶)

رسول اللہ ﷺ نے مجھے سواری پر اپنے پیچھے سوار کر لیا، میں نے اپنا منہ مہر نبوت پر رکھا تو مجھے مشک کی خوشبو آنے لگی، اس رات میں نے رسول اللہ ﷺ سے ستر احادیث یاد کیں جسے میرے ساتھ کسی اور نے نہیں سنا۔

○

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

أَرَدَفَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلْفَهُ فَجَعَلْتُ فَمِي  
عَلَى خَاتَمِ النَّبِيِّ فَجَعَلَ يَنْفُخُ عَلَيَّ مِسْكَاً (۱۲۶ ب)  
نبی کریم ﷺ نے مجھے سواری پر اپنے پیچھے سوار کر لیا، میں نے اپنا منہ مہر نبوت پر رکھا تو مجھے مشک کی خوشبو آنے لگی۔

۱۲۶۔ معرفة اسماء ارداد النبي ﷺ، ج ۱ ص ۷۵۔ تاریخ ابن عساکر، ج ۱ ص ۲۵۹

۱۲۶ ب۔ المستدرک الکبریٰ، ج ۱ ص ۱۶۱



## حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

حضرت معاذ بن جبل بن عمرو بن اوس بن عائد بن عدی بن کعب بن عمرو بن اؤدی بن سعد بن علی بن اسد بن سارده بن زید بن جشم بن الخزرج رضی اللہ عنہ۔ انصاری، خزرجی صحابی ہیں۔

آپ کی کنیت ابو عبد الرحمن تھی، ان ستر انصار میں سے ہیں جنہوں نے بیعت عقبہ کا شرف حاصل کیا، اس وقت آپ کی عمر اٹھارہ برس تھی۔ تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ شرکت کی۔

آپ ان چار صحابہ کرام میں شامل ہیں، رسول اللہ ﷺ نے جن سے قرآن کریم سیکھنے کا حکم فرمایا۔ (۱۲۷)

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: اعلمہم بالحلل والحرام معاذ بن جبل ”میری امت میں حلال اور حرام کے سب سے بڑے عالم معاذ بن جبل ہیں“۔ (۱۲۸)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ ان چار انصاری صحابہ میں شامل ہیں جنہوں نے عہد رسالت مآب میں قرآن جمع کیا تھا۔ (۱۲۹) رسول اللہ ﷺ نے آپ کو بہترین شخص (نعم الرجل) قرار دیا۔ (۱۳۰)

رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما

۱۲۷۔ مسند امام احمد بن حنبل، ج ۲، ص ۲۹۲، ۲۹۳، رقم الحدیث: ۶۷۵۱، ۶۷۵۲

۱۲۸۔ جامع الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب معاذ بن جبل و زید بن ثابت الخ، رقم الحدیث: ۳۷۹۰، ۳۷۹۱

۱۲۹۔ جامع الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب معاذ بن جبل و زید بن ثابت الخ، رقم الحدیث: ۳۷۹۳

۱۳۰۔ جامع الترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب معاذ بن جبل و زید بن ثابت الخ، رقم الحدیث: ۳۷۹۵

کے درمیان مَوَاحَات قائم فرمائی تھی۔

رسول اللہ ﷺ نے آپ کو یمن کے علاقہ جَند روانہ فرمایا، جہاں آپ لوگوں کو قرآن اور شرائع اسلام کی تعلیم دیتے اور ان کے درمیان مقدمات کے فیصلے فرماتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ۱۷ ہجری یا ۱۸ ہجری میں طاعون عمواس میں تینتیس یا چونتیس سال کی عمر میں وفات پائی۔ رضی اللہ عنہ (۱۳۱)



حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُعَاذُ رَدِيفُهُ عَلَى الرَّحْلِ قَالَ يَامُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ يَامُعَاذُ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ ثَلَاثًا

نبی کریم ﷺ سواری پر تھے اور حضرت معاذ بن جبل آپ ﷺ کے ردیف تھے، آپ نے فرمایا: اے معاذ، انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں، آپ نے پھر فرمایا: اے معاذ! انہوں نے جواب دیا: یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں، تین مرتبہ حضور ﷺ نے ایسا کیا۔

پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص صدق دل سے اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور یہ کہ (حضرت) محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ اس شخص کو دوزخ پر حرام فرمادے گا، (حضرت) معاذ (رضی اللہ عنہ) نے

۱۳۱۔ انتخاب از طبقات ابن سعد، ج ۷، ص ۲۷۱ تا ۲۷۲۔ الاستیعاب، ج ۳، ص ۱۲۰ تا ۱۲۱، رقم: ۲۲۱۶۔ اسد الغابہ، ج ۳، ص ۳۰۰ تا ۳۰۳، رقم: ۳۹۵۳۔ الاصابہ، ج ۶، ص ۱۰۹ تا ۱۰۷، رقم: ۸۰۵۵



عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا میں لوگوں کو یہ خوشخبری نہ سنادوں؟ آپ نے فرمایا: پھر لوگ اسی پر بھروسہ کر لیں گے (اور نیک اعمال سے ہاتھ اٹھالیں گے) پھر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے موت کے وقت گناہ سے بچنے کے لئے یہ حدیث بیان کر دی۔ (۱۳۲)



حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ رَدَفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى حِمَارٍ يُقَالُ لَهُ عُفَيْرٌ فَقَالَ يَا مُعَاذُ هَلْ تَدْرِي حَقَّ اللَّهِ عَلَى عِبَادِهِ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فِي عَفِيرٍ نَامِي وَرَازِغُوشٍ بِرَبِّهِ كَرِيمٍ ﷺ كَيْفَ سَوَّاهُ، أَفَ أَنْتَ تَعْلَمُ مَا حَقُّ اللَّهِ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ تَعْلَمُ مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَيْهِمْ؟

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا بندوں پر یہ حق ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں اور اللہ تعالیٰ پر بندوں کا یہ حق ہے کہ وہ ان کو عذاب نہ دے، جنہوں نے کسی کو اس کا شریک نہیں بنایا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا میں لوگوں کو اس کی خوشخبری نہ دوں؟ فرمایا: نہیں، انہیں یہ خوشخبری نہ سناؤ ورنہ وہ بھروسہ کر کے رہ جائیں گے۔ (۱۳۳)

۱۳۲۔ صحیح البخاری، کتاب العلم، باب من خص بالعلم قوماً دون قوم كراهية ان لا يفهموا، رقم الحديث: ۱۲۸۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی ان من مات علی التوحید دخل الجنة قطعاً، رقم الحديث: ۱۲۸۔

۱۳۳۔ صحیح البخاری، کتاب الجہاد والسير، باب اسم الفرس و الحمار، رقم الحديث: ۲۸۵۶۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی ان من مات علی التوحید دخل الجنة قطعاً، رقم الحديث: ۱۲۴۔



حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

بَيْنَا أَنَا وَرَدِيفُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ إِلَّا اخِرَةُ الرَّحْلِ فَقَالَ يَا مُعَاذُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُولَ اللَّهِ وَ سَعْدَيْكَ، ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُولَ اللَّهِ وَ سَعْدَيْكَ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُولَ اللَّهِ وَ سَعْدَيْكَ

اسی دوران کہ میں سواری پر نبی کریم ﷺ کا ردیف تھا، میرے اور آپ کے درمیان صرف کجاوے کی پچھلی لکڑی تھی کہ آپ نے فرمایا: اے معاذ! میں نے عرض کی: میں حاضر ہوں یا رسول اللہ! کچھ دیر چلنے کے بعد پھر آپ نے فرمایا: اے معاذ! میں نے عرض کی: میں حاضر ہوں یا رسول اللہ، پھر کچھ دیر چلنے کے بعد آپ نے فرمایا: اے معاذ! میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں۔

آپ نے ارشاد فرمایا: کیا تم جانتے ہو اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر کیا حق ہے؟ میں نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی خوب جانتے ہیں، آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر یہ حق ہے کہ وہ اسی کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں، پھر آپ کچھ دیر تک سفر کرتے رہے، پھر فرمایا: اے معاذ بن جبل! میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں آپ کی فرمانبرداری کے لئے حاضر ہوں، آپ نے فرمایا: جب بندے یہ کام کر لیں تو بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے؟ میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں، فرمایا: بندوں کا اللہ تعالیٰ کا یہ حق ہے کہ وہ انہیں عذاب نہ دے۔ (۱۳۴)

۱۳۴۔ صحیح البخاری، کتاب الادب، باب ارداف الرجل خلف الرجل، رقم الحديث: ۵۹۶۷۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی ان من مات علی التوحید دخل الجنة قطعاً، رقم الحديث: ۱۲۴۔ مسند امام احمد، ج ۶، رقم الحديث: ۲۱۵۵۳۔



مسند امام احمد بن حنبل میں ابو العوام کی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں سرخ اونٹ پر سواری مذکور ہے، اور حدیث کے آخری جملے ہیں: بندوں کا اللہ پر یہ حق ہے کہ وہ ان کی مغفرت فرمادے اور ان کو جنت میں داخل فرما دے۔ (۱۳۵)

## حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ

حضرت ابو طلحہ زید بن سہل بن الاسود بن حرام بن عمرو بن زید مناة بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار رضی اللہ عنہ، مشہور انصاری، خزرجی نجاری صحابی ہیں، ان ستر انصار میں شامل ہیں جن کو بیعت عقبہ ثانیہ میں شرکت کا شرف حاصل ہوا، رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو آپ کا بھائی قرار دیا تھا۔ (۱۳۶)

غزوہ بدر اور بعد کے تمام غزوات میں شریک رہے، ماہر تیر انداز تھے، غزوہ احد میں مسلمانوں کے انتشار کے بعد رسول اللہ ﷺ کے سامنے ڈھال بن کر اس قدر تیر چلائے کہ آپ کے ہاتھ سے دو یا تین کمانیں ٹوٹ گئیں۔ (۱۳۷)

قرآن مجید کی آیت کریمہ:

وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ط وَ مَنْ يُوقِ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ○ (۱۳۸)

اور وہ (دوسروں کو) اپنی جانوں پر مقدم رکھتے ہیں اگرچہ خود انہیں شدید حاجت ہو اور جو اپنے نفس کو بخل سے بچا گیا تو وہی لوگ کامیاب ہیں۔

کا شان نزول آپ کی بے نظیر مہمان نوازی بنی۔ (۱۳۹)

حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ نے اپنا سر مبارک منڈوا یا اور بال حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیئے تاکہ وہ بطور تبرک لوگوں میں تقسیم کر دیں۔ (۱۴۰)

- |      |                                                                                              |
|------|----------------------------------------------------------------------------------------------|
| ۱۳۶۔ | صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب مؤاخاة النبی ﷺ، رقم الحدیث: ۳۴۶۲                                |
| ۱۳۷۔ | صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب مناقب ابی طلحة رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث: ۳۸۱۱                |
| ۱۳۸۔ | الحشر: ۹                                                                                     |
| ۱۳۹۔ | صحیح مسلم، کتاب الاشربة، باب اکرام الضیف و فضل ایثارہ، رقم الحدیث: ۳۵۶۱                      |
| ۱۴۰۔ | صحیح مسلم، کتاب الحج، باب بیان ان السنة يوم النحران یرمی ثم ینحرم یحلق الخ، رقم الحدیث: ۳۱۵۵ |

حضرت عبداللہ بن بسر المازنی رضی اللہ

عنہما بیان کرتے ہیں: میرے والد نے رسول اللہ ﷺ کو

کھانے پر بلایا، آپ سفید رنگ کے خچر پر ہمارے ہاں تشریف لائے،

ہم نے کھانا، میٹھا اور کھجوریں پیش کیں، کھانے کے بعد مشروب حاضر کیا،

آپ نے مشروب نوش فرمانے کے بعد باقی ماندہ مشروب اپنی دائیں جانب

موجود شخص کو عطا فرمادیا، پھر آپ کھڑے ہوئے اور اپنے خچر پر سوار ہوئے، میرے

والد نے آپ کی سواری کی لگام پکڑ کر عرض کی: اے اللہ کے نبی! ہمارے لئے دعا

فرمائیے، آپ نے دعا دی: اے اللہ! تو اپنے عطا فرمودہ رزق میں سے ان کو

برکت عطا فرما، ان کی مغفرت فرما اور ان پر رحمت نازل فرما۔

(مسند امام احمد بن حنبل (حدیث عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ)،

رقم الحدیث: ۱۷۲۲۲، ۱۷۲۳۰، ۱۷۲۳۱، ۱۷۲۳۲)



رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ ہی نے آپ کے لئے لحد تیار کی تھی۔

رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد آپ شام میں سکونت پذیر ہوئے، بقول حضرت انس رضی اللہ عنہ کے عیدین، سفر اور بیماری کے علاوہ کبھی روزہ نہیں چھوڑا۔ زندگی کے آخری ایام میں ایک بحری مہم میں جہاد کے لئے روانہ ہوئے، جہاز ہی میں آپ کا انتقال ہو گیا، سات روز کے بعد جہاز جزیرے کے کنارے لگا، آپ کی میت سات روز کے بعد بھی روز اول کی طرح تروتازہ تھی، وہی جزیرہ آپ کا مدفن اور آخری آرام گاہ بنا، رضی اللہ عنہ۔ معتمد قول کے مطابق ۵۱ ہجری آپ کا سن وفات ہے۔ (۱۴۱)

○

امام محمد بن سعد بن منیع ہاشمی بصری اپنی سند سے روایت کرتے ہیں، حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

كُنْتُ رَدَفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ (۱۴۲)

غزوہ خیبر کے دن میں سواری پر رسول اللہ ﷺ کا ردیف تھا۔

۱۴۱۔ انتخاب از طبقات ابن سعد، ج ۳، ص ۳۸۲ تا ۳۸۵۔ الاستيعاب في معرفة الاصحاب،

ج ۲، ص ۵۵۳ تا ۵۵۵، رقم: ۸۵۰۔ اسد الغابہ فی معرفة الصحابة، ج ۲، ص ۱۵۰، ۱۵۱،

رقم: ۱۸۳۳۔ الاصابہ فی تمییز الصحابة، ج ۲، ص ۵۰۲ تا ۵۰۳، رقم: ۹۲۱۲

۱۴۲۔ طبقات ابن سعد، ج ۳، ص ۳۸۵، رقم: ۱۷۸

## حضرت ابوالدرداء عمویر بن زید بن قیس

### النصاری رضی اللہ عنہ

حضرت ابوالدرداء عمویر بن زید بن قیس بن امیہ بن عامر بن عدی بن کعب بن الخزرج رضی اللہ عنہ، خزرجی انصاری صحابی ہیں، آپ کا شمار فاضل و عاقل، فقیہ و حکیم صحابہ کرام میں ہوتا ہے۔ طبقات ابن سعد میں آپ کے اسلام قبول کرنے کا دلچسپ واقعہ لکھا ہے، آپ کی مشہور انصاری شاعر صحابی حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ سے بھائی بندی تھی، حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے قبیلے کے لوگ مسلمان ہو چکے تھے مگر ان کے ہاں ابھی تک بت موجود تھا، ایک روز حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ تیشہ لے کر آئے اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے بت کو مارتے جاتے اور کہتے جاتے:

تبرأ من اسماء الشياطين كلها الاكل ما يدعى مع الله باطل

تمام شیطانوں کے ناموں سے بری ہو جاؤ سنو جسے بھی اللہ کے ساتھ پکارا جائے وہ باطل ہے

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ گھر میں آئے تو ان کی بیوی نے انہیں عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی کارروائی کے بارے میں بتایا، ابوالدرداء رضی اللہ عنہ گہری سوچ میں پڑ گئے، پھر کہنے لگے اگر اس بت میں کوئی بھلائی ہوتی تو کم از کم اپنا دفاع تو کر لیتا، پھر حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور اسلام قبول کر لیا۔

غزوہ بدر میں شریک نہیں تھے، غزوہ اُحد میں آپ کی شرکت کے بارے میں اختلاف ہے، ایک روایت کے مطابق آپ غزوہ بدر کے روز مسلمان ہوئے اور غزوہ اُحد اور بعد کے تمام غزوات میں شریک رہے، بہر حال غزوہ خندق اور اس کے بعد تمام



غزوات میں آپ کی شرکت یقینی ہے۔

شرح بن عبید کی روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے غزوہ احد میں حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کو بہترین شہسوار قرار دیا تھا۔

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کے پُر از حکمت اقوال بہت مشہور ہیں، رسول اللہ ﷺ نے آپ کے لئے فرمایا: 'ہو حکیم من امتی' ابو الدرداء میری امت کا دانش ور ہے۔

نبی کریم ﷺ نے حضرت سلمان الفارسی اور حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہما میں مواخات قائم فرمائی تھی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں دمشق کے قاضی (جج) مقرر ہوئے، گورنر کی عدم موجودگی میں قائم مقام گورنر کی ذمہ داری سنبھالتے تھے۔

منصب قضا سنبھالا تو لوگ مبارک باد دینے آئے، آپ نے فرمایا تم مجھے مبارک باد دینے آئے ہو حالانکہ مجھے ایسی چوٹی پر چڑھا دیا گیا ہے جس کی گہرائی عدن سے بھی زیادہ طویل ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بھی دمشق کے قاضی رہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے دو سال پہلے ۳۲ھ میں فوت ہوئے۔ بیماری میں لوگ عیادت کے لئے آئے پوچھا آپ کو کیا تکلیف ہے؟ فرمایا: گناہوں کی تکلیف ہے، پوچھا: کوئی خواہش؟ فرمایا: جنت، لوگوں نے کہا: آپ کے لئے طبیب نہ بلائیں، فرمایا: طبیب ہی نے تو مجھے سلایا ہے۔

رسول اللہ ﷺ اور حضرت زید بن ثابت، حضرت عائشہ، حضرت ابو امامہ اور حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہم سے احادیث روایت کی ہیں۔

آپ سے آپ کے صاحبزادے بلال، آپ کی اہلیہ حضرت ام الدرداء، سوید بن غفلہ، جبیر بن نفیر اور علقمہ بن قیس رضی اللہ عنہم اور دیگر حضرات نے احادیث نقل

کی ہیں۔ (۱۳۳)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات کے قریب فرمایا: چار حضرات کے پاس علم تلاش کرو اور سب سے پہلے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کا نام لیا۔ (۱۳۴)



حضرت عبداللہ بن ابی حبیبہ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا کہ:

كُنْتُ رَدَفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا أَبَا الدَّرْدَاءِ مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُخْلِصًا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ قُلْتُ وَ إِنَّ زَنِي وَإِنْ سَرَقَ قَالَ إِنَّ زَنِي وَإِنْ سَرَقَ عَلَى رَغْمِ أَنْفِ أَبِي الدَّرْدَاءِ (۱۳۵)

میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سواری پر بیٹھا تھا، آپ نے فرمایا: ابو الدرداء! جس نے خلوص دل سے یہ گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس کے لئے جنت واجب ہوگئی، میں نے کہا اگرچہ وہ زنا کرے اور اگرچہ وہ چوری کرے؟ آپ نے فرمایا: اگرچہ وہ زنا کرے اور اگرچہ وہ چوری کرے، ابو الدرداء کی ناک کو غبار آلود کرتے ہوئے۔

۱۳۳- طبقات ابن سعد، ج ۷ ص ۲۷۲، ۲۷۳، رقم: ۳۶۹۷- الاستیعاب، ج ۳ ص ۱۲۲، ۱۲۳،

رقم: ۲۰۰۶، ج ۳ ص ۱۶۴، ۱۶۵، رقم: ۲۹۴۰- اسد الغابہ، ج ۳ ص ۱۸، ۱۹، رقم: ۴۱۳۶،

ج ۵ ص ۹۷، ۹۸، رقم: ۵۸۵۸- الاصابہ، ج ۳ ص ۶۲۱، ۶۲۲، رقم: ۶۱۳۲

۱۳۴- جامع الترمذی، کتاب المناقب، رقم الحدیث: ۳۸۰۴

۱۳۵- معرفة اسامی ارداداف النبی ﷺ، ج ۱ ص ۷۹







حضرت معاذ، حضرت ابوالدرداء اور حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہم اور دیگر صحابہ کرام سے احادیث روایت کی ہیں۔ تابعین کی کثیر تعداد نے آپ سے احادیث روایت کی ہیں۔

عبدالملک بن مروان کے دورِ خلافت میں ۸۷ھ یا ۸۶ھ میں اکیانوے سال کی عمر میں شام میں فوت ہوئے۔ حضرت سفیان بن عیینہ کے بقول آپ شام میں فوت ہونے والے آخری صحابی ہیں۔ رضی اللہ عنہ (۱۵۰)



حضرت ابوامامہ الباہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ رِذْفًا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ قَدْ  
أَعْطَى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ وَلَا وَصِيَّةَ لَوَارِثِ الْوَلَدِ  
لِلْفِرَاشِ وَاللِّعَاقِ وَالْحَجَرِ وَحَسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ (۱۵۱)

میں سواری پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سوار تھا آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق عطا فرمایا ہے، وارث کے لئے وصیت نہیں، بچہ صاحب بستر (شوہر) کا ہے اور زانی کے لئے پتھر ہیں اور ان کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔

## حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ

حضرت زید رضی اللہ عنہ بن ارقم بن زید بن قیس بن النعمان بن مالک بن الاغر بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج الانصاری الخزرجی صحابی ہیں۔

آپ کی کنیت ابو عمر، ابو عامر، ابوسعید، ابوعبید یا ابوانیسہ تھی، حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی کفالت میں رہے۔

غزوہ احد میں آپ کو کم سن قرار دے کر واپس بھیج دیا گیا، سب سے پہلے غزوہ المریسج یا غزوہ خندق میں شریک ہوئے۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سترہ غزوات میں شرکت کی ہے، صرف دو غزوات میں میں آپ کے ساتھ شریک نہیں ہوا۔ (۱۵۲)

کوفہ میں سکونت اختیار کی، کندہ میں آپ کا گھر تھا، کوفہ ہی میں ۶۸ ہجری میں وفات پائی، حضرت ابن عباس، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم، ابوالسحاق السبئی، ابن ابی لیلیٰ اور یزید بن حبان نے آپ سے احادیث روایت کی ہیں۔ (۱۵۳)



حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک غزوہ میں ہم رسول اللہ

۱۵۲۔ صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب کم غزا النبی ﷺ، رقم الحدیث: ۳۲۷۱۔

صحیح مسلم، کتاب الحج، باب بیان عدد عمر النبی ﷺ و زمانہن،

رقم الحدیث: ۳۰۳۵۔ مسند امام احمد بن حنبل، ج ۵، ص ۴۹۵، رقم الحدیث: ۱۸۷۹۶،

۱۸۸۲۹، ۱۸۸۴۷، ۱۸۸۵۱

۱۵۳۔ طبقات ابن سعد، ج ۶، ص ۹۶، رقم: ۱۸۳۸۔ الاستیعاب، ج ۲، ص ۵۳۵، رقم: ۸۳۷۔

اسد الغابہ، ج ۲، ص ۱۳۴، رقم: ۱۸۱۹۔ الاصابہ، ج ۲، ص ۴۸۷، ۴۸۸، رقم: ۲۸۸۰

۱۵۰۔ الطبقات الكبرى، ج ۷، ص ۲۸۸، ۲۸۹، رقم: ۳۷۲۸۔ الاستیعاب، ج ۲، ص ۷۳۶،

رقم: ۱۲۳۷۔ ج ۳، ص ۱۶۰۲، رقم: ۲۸۵۳۔ اسد الغابہ، ج ۲، ص ۴۱۲، ۴۱۳، رقم: ۴۹۵، ج ۵،

ص ۱۶، رقم: ۵۶۸۸۔ الاصابہ، ج ۳، ص ۳۳۹، ۳۴۰، رقم: ۴۰۷۹

۱۵۱۔ معرفة اسمی ارداف النبی ﷺ، ج ۱، ص ۷۸



صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، ہمارے ساتھ کچھ اعرابی بھی تھے، ہم پانی کی طرف جلدی پہنچنے کی کوشش کرتے تھے، اعرابی بھی پانی تک جلدی پہنچنے کی کوشش کرتے تھے، ایک مرتبہ ایک اعرابی نے پانی پر قبضہ کر کے حوض بھر لیا اور اس کے ارد گرد پھر رکھ دیئے اور اس پر چڑھ اٹھا پھیلا دیا تاکہ اس کے ساتھی آجائیں (اور پانی لیں) ایک انصاری آیا اور اپنی اونٹنی کو وہاں سے پانی پلانا چاہا، اعرابی نے روکا، انصاری نے پلانے پر زور دیا، اعرابی نے لکڑی اٹھا کر انصاری کے سر پر ماردی جس سے انصاری کا سر زخمی ہو گیا، یہ چونکہ عبد اللہ بن ابی رئیس المنافقین کا ساتھی تھا اس نے عبد اللہ کو تمام ماجرا سنایا، عبد اللہ بن ابی نے بگڑ کر کہا: ان لوگوں پر خرچ نہ کرو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہیں یہ (بھوک کے مارے خود ہی) بھاگ جائیں گے، یہ لوگ کھانے کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آجاتے تھے (اور کھالیا کرتے تھے) عبد اللہ بن ابی نے کہا: جب اعرابی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس سے چلے جائیں تب تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کھانا دیا کرو، تاکہ آپ اور آپ کے ساتھی کھالیں، پھر اپنے ساتھیوں سے کہا: اب جب ہم مدینہ پہنچیں گے تو جو عزت والے ہیں ذیلیوں کو نکال دیں گے۔

قَالَ زَيْدٌ وَآنَا رَدَفُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي (۱۵۴)

حضرت زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ردیف (ہم رکاب) تھا میں نے عبد اللہ بن ابی کی بات سن لی۔

میں نے اپنے چچا کو خبر دی، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن ابی کو بلایا، وہ مکر گیا اور قسم کھالی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سچا سمجھا اور مجھے جھوٹا قرار دیا، میرے چچا نے مجھ سے آکر کہا: تو نے کیا

کیا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجھ سے ناراض ہوئے اور مسلمانوں نے تجھے جھوٹا جانا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: مجھ پر غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا مجھے اتنا دکھ ہوا جتنا کسی کو نہ ہوا ہوگا، سخت غمگینی کی حالت میں، میں سر جھکائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے: آپ نے میرا کان مروڑا اور میری طرف دیکھ کر ہنس دیئے، مجھے اتنی خوشی ہوئی کہ اگر مجھے دنیا میں ابدی زندگی مل جاتی تو بھی مجھے اتنی خوشی نہ ہوتی۔

پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا؟ میں نے جواب دیا آپ نے مجھ سے کچھ نہیں فرمایا: میرا کان مروڑا اور میری طرف دیکھ کر ہنس دیئے۔ انہوں نے فرمایا: خوش ہو جاؤ۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے میرے پاس آکر پوچھا، میں نے ان کو بھی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ جیسا جواب دیا، پھر جب صبح ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورة المنافقین کی تلاوت کی۔



## حضرت قیس بن سعد انصاری رضی اللہ عنہما

ابو الفضل (یا ابو عبد اللہ / ابو عبد الملک) حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہما بن عبادہ بن ذئیم بن حارثہ بن ابی خزیمہ بن ثعلبہ بن طریف بن الخزرج بن ساعدہ ساعدی، خزرجی، انصاری صحابی ہیں۔

آپ کا شمار رسول اللہ ﷺ کے جلیل القدر، صاحب رائے، معاملہ فہم، دور اندیش، جنگی چالوں کے ماہر، نہایت سخی اور بہادر صحابہ کرام میں ہوتا ہے۔ اپنے والد حضرت سعد رضی اللہ عنہ اور دادا عبادہ کی طرح ان کی حویلی جو دو سخا کا مرکز تھی۔

صحیح البخاری میں ہے حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے علم بردار تھے۔ (۱۵۵) صحیح البخاری ہی کی ایک اور روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ ﷺ کے ہاں وہ مقام تھا جو پولیس افسر کا امیر کے ہاں ہوتا ہے۔ (۱۵۶)

حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میرے والد نے مجھے نبی کریم ﷺ کی خدمت کے لئے مقرر کر دیا تھا، ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے میں اس وقت دو رکعتیں پڑھ چکا تھا، آپ نے اپنے پاؤں سے مجھے ٹھوکر مار کر فرمایا: کیا میں تجھے جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے کے بارے میں نہ بتاؤں؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں، ارشاد فرمائیے، آپ نے فرمایا: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ (۱۵۷)

۱۵۵۔ صحیح البخاری کتاب الجہاد و السیر، باب ما قیل فی لواء النبی ﷺ، رقم الحدیث: ۲۹۷۴

۱۵۶۔ صحیح البخاری، کتاب الاحکام۔ باب الحاکم یحکم بالفضل علی من وجب علیہ، رقم الحدیث: ۷۱۵۵۔ جامع الترمذی، کتاب المناقب، رقم الحدیث: ۳۸۵۰

۱۵۷۔ مسند امام احمد بن حنبل، رقم الحدیث: ۵۰۵۴

فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے آپ کے والد ماجد سعد رضی اللہ عنہ سے جھنڈا لے کر آپ کے حوالے فرما دیا تھا۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کی قیادت میں تین سو مجاہدین کا دستہ ساحل سمندر کی طرف روانہ کیا، میں بھی اس لشکر میں شامل تھا، ہمارا زور راہ ختم ہو گیا، آخر کار نوبت یہاں تک پہنچی کہ ہر مجاہد کو کھانے کے لئے ہر روز ایک ایک کھجور ملا کرتی تھی۔ حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے یہ حالت دیکھی تو ہر روز تین تین اونٹ ذبح کرنے لگے، تین دن بعد سالار لشکر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے انہیں منع کر دیا۔ (۱۵۸)

دوسری روایات میں ہے حضرت قیس رضی اللہ عنہ چونکہ گرد و نواح کے قبائل سے ادھار لے کر مجاہدوں کے لئے اونٹ ذبح کر رہے تھے، اس لئے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے انہیں ایسا کرنے سے روک دیا، جب رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر سنائی گئی تو آپ نے ارشاد فرمایا: سخاوت تو اس گھرانے کی عادت ہے۔

جنگ جمل، صفین اور نہروان میں حضرت قیس رضی اللہ عنہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لشکر میں شامل تھے۔

کچھ عرصہ کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے مصر کے گورنر رہے۔ حضرت علی کی شہادت کے بعد مدینہ منورہ میں اقامت پذیر رہے، آپ کا شمار مدنی صحابہ میں ہوتا ہے۔

آپ سے صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت نے احادیث روایت کی ہیں، جن میں حضرت انس، حضرت ثعلبہ بن ابی مالک، حضرت ابو میسرہ، عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ اور عروہ رضی اللہ عنہم وغیرہ شامل ہیں۔

حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہما کے چہرے اور داڑھی میں کوئی بال نہیں تھا،

۱۵۸۔ صحیح البخاری، کتاب المغازی، رقم الحدیث: ۴۳۶۱



انصار کہا کرتے تھے اگر ہمارے بس میں ہوتا تو ہم اپنے اموال خرچ کر کے قیس کے لئے داڑھی کے بال خرید لیتے۔ (۱۵۹)

حضرت قیس رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں ۵۹ھ یا ۶۰ھ میں مدینہ طیبہ میں فوت ہوئے۔ رضی اللہ عنہ (۱۶۰)



عمرو بن شریک بن قیس بن سعد رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے گھر پر تشریف لائے اور دروازے کے پاس کھڑے ہو کر سلام کیا، حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ہلکی آواز سے سلام کا جواب دیا، آپ نے دوسری مرتبہ سلام کیا، حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اسی طرح ہلکی آواز سے جواب دیا، آپ ﷺ نے تیسری مرتبہ سلام کیا اور حضرت سعد نے تیسری مرتبہ بھی ہلکی آواز میں جواب دیا، رسول اللہ ﷺ واپس جانے کے لئے مڑے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے آئے اور عرض کی یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، اللہ کی قسم میں آپ کا سلام سن رہا تھا اور ہلکی آواز میں آپ کے سلام کا جواب بھی دے رہا تھا تاکہ آپ ہمیں اور زیادہ سلام کریں، یا رسول اللہ! تشریف لائیں، رسول اللہ ﷺ سعد رضی اللہ عنہ کے گھر میں تشریف لائے، آپ کے لئے پانی رکھا گیا، آپ نے غسل فرمایا، فارغ ہو کر آپ نے دست مبارک بلند فرما کر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے اہل خانہ اور انصار کے لئے دعا فرمائی، پھر آپ نے کھانا تناول فرمایا، جب آپ نے واپسی کا ارادہ فرمایا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دراز گوش حاضر کیا اور اپنے بیٹے قیس رضی اللہ عنہ کو ساتھ بھیجا

۱۵۹۔ حضرت قیس رضی اللہ عنہ کے علاوہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما، حضرت اخنس بن قیس رضی اللہ عنہ اور قاضی شریح رحمہ اللہ کے چہرے اور داڑھی میں کوئی بال نہ تھا۔

۱۶۰۔ الاستیعاب، ج ۳ ص ۱۲۸۹-۱۲۹۳، رقم ۲۱۳۳۱۔ اسد الغابہ، ج ۲ ص ۱۱۹-۱۲۱، رقم ۲۳۳۸۸۔ الاصابہ، ج ۵ ص ۳۵۹-۳۶۱، رقم ۷۱۹۲۔

تاکہ دراز گوش کو واپس لے آئیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے میرے آگے بٹھا دو، حضرت سعد رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے سبحان اللہ! اے اللہ کے نبی! میں اسے آپ کے آگے بٹھا دوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

نَعَمْ هُوَ أَحَقُّ بِصَدْرِ حِمَارِهِ قَالَ هُوَ لَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
قَالَ أَحْمِلْهُ إِذَا خَلَفْتَنِي (۱۶۱)

ہاں، وہ اپنے دراز گوش پر (بہ حیثیت مالک کے) آگے سوار ہونے کا زیادہ حق دار ہے، سعد (رضی اللہ عنہ) نے کہا: یا رسول اللہ! اب یہ (دراز گوش) آپ کا ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تو پھر اسے میرے پیچھے سوار کر دو۔

حضرت عیاض بن حمار الجاشعی رضی اللہ عنہ بیان

کرتے ہیں: بعثت سے پہلے ان کی نبی کریم ﷺ سے جان پہچان تھی، جب نبی کریم ﷺ کی بعثت ہوئی وہ آپ کی خدمت میں بطور تحفہ عمدہ تم کا اونٹ لے کر حاضر ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: کیا تم نے اسلام قبول کر لیا ہے؟ وہ بولے نہیں، آپ نے ان کا تحفہ قبول کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہمیں مشرکوں کا تحفہ قبول کرنے سے منع فرمایا ہے۔ حضرت عیاض رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا تحفہ قبول فرمایا۔ (مسند امام احمد بن حنبل، حدیث عیاض بن حمار الجاشعی)، رقم الحدیث: ۱۷۰۲۸۔ الطبقات الکبریٰ، ج ۷

ص ۲۵-۲۶، رقم ۲۸۵۸



## حضرت ثابت بن الضحاک رضی اللہ عنہ

حضرت ثابت رضی اللہ عنہ بن الضحاک بن امیہ بن ثعلبہ بن جُثم بن مالک بن سالم بن عمرو بن عوف بن الخزرج انصاری خزرجی صحابی ہیں، ابو زرعہ الرازی نے آپ کو اصحاب صفہ میں شمار کیا ہے۔ (۱۶۲) ابو زید یا ابو یزید کنیت تھی، غزوہ بدر، احد، خندق میں شریک رہے، ان خوش نصیب صحابہ کرام میں شامل ہیں جن کو بیعت رضوان میں شرکت کا شرف حاصل ہوا۔

پہلے شام اور پھر بصرہ میں سکونت پذیر رہے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے ایام میں فوت ہوئے، عمرو بن علی نے آپ کا سن وصال ۴۵ ہجری بتایا ہے۔

○

ابوبکر بن ابی الاسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ ثَابِتُ بْنُ الضَّحَّاكِ رَدِيفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَدَلِيلُهُ إِلَى حَمْرَاءِ الْأَسَدِ يَوْمَ أُحُدٍ وَكَانَ مِمَّنْ بَايَعَ بَيْعَةَ الرِّضْوَانِ (۱۶۳)

حضرت ثابت بن الضحاک رضی اللہ عنہ غزوہ خندق کے روز رسول اللہ ﷺ کے ردیف، اور غزوہ احد کے روز حمراء الاسد (۱۶۳) تک آپ کے دلیل (گائیڈ) تھے، اور آپ ﷺ ان صحابہ میں شامل ہیں جنہوں نے بیعت رضوان کی۔

۱۶۲۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے آپ کو اسی اہم شہلی لکھا ہے اور آپ کا یہ نسب بیان کیا ہے: ثابت بن

الضحاک بن خلیفہ بن ثعلبہ بن عدی بن کعب بن عبد الاشہل۔ الاصابہ، ج ۱، ص ۵۰۷، رقم: ۸۹۶

۱۶۳۔ الاستیعاب، ج ۱، ص ۲۰۵، رقم: ۲۵۷۔ اسد الغابہ، ج ۱، ص ۳۱۰، رقم: ۵۵۸

۱۶۴۔ حمراء الاسد مدینہ طیبہ سے آٹھ میل کے فاصلہ پر ایک جگہ کا نام ہے، غزوہ احد کے دوسرے دن رسول اللہ ﷺ مشرکین مکہ کے تعاقب میں مسلمان مجاہدین کے ساتھ وہاں تک تشریف لے گئے تھے۔

## حضرت ابوایاس رضی اللہ عنہ

حضرت ابوایاس بن سہل ساعدی انصاری رضی اللہ عنہ کا تعلق بنو ساعدہ سے تھا۔ مشہور تابعی حضرت سعید بن المسیب روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوایاس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا:

كُنْتُ رَدِيفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِي قُلْ قُلْتُ مَا أَقُولُ؟ قَالَ: قُلْ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ، حَتَّى خَتَمَهَا، ثُمَّ قَالَ: قُلْ قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ثُمَّ قَالَ يَا أَبَا أَيَّاسٍ مَا قَرَأَ النَّاسُ بِمِثْلِهِنَّ (۱۶۵)

میں سواری پر رسول اللہ ﷺ کا ردیف تھا، آپ نے مجھ سے فرمایا: کہو، میں نے عرض کیا: کیا کہوں؟ فرمایا: کہو قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ۔ پوری سورۃ، پھر فرمایا: کہو قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ پھر ارشاد فرمایا: اے ابوایاس! لوگوں نے ان جیسی (فضیلت والی) سورتیں نہیں پڑھیں۔

۱۶۵۔ اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، ج ۵، ص ۲۳، رقم: ۵۷۰۵۔ الاصابہ فی تمییز

الصحابہ، ج ۷، ص ۲۱، رقم: ۹۵۶۸۔ یہ روایت مندرجہ ذیل کتب میں بھی موجود ہے، الدر

المنثور، ج ۶، ص ۲۱۶، اذکار نوویہ، ص ۷۲۔ عمل الیوم و اللیلۃ ابن السنی، ص ۷۹



## حضرت خوات بن جبر رضی اللہ عنہ

ابو عبد اللہ حضرت خوات بن جبر بن العثمان بن امیہ بن امرؤ القیس (مذک) بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس رضی اللہ عنہ انصاری صحابی ہیں۔ غزوہ بدر اور بعد کے تمام غزوات میں شریک رہے۔ مشہور شہ سوار ہیں، حضرت عبد اللہ بن جبر رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں، عبد اللہ بن جبر رضی اللہ عنہ بیعت عقبہ میں شامل تھے، غزوہ احد میں رسول اللہ ﷺ نے جبل عینین پر جس دستہ کو مقرر فرمایا تھا، حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ اس دستہ کے کماندار تھے۔ اسی غزوہ میں قریش کے سوار دستہ کے حملے کے نتیجے میں نہایت بہادری سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے، مشرکوں نے آپ کی لاش کو منسلک کر دیا تھا۔

حضرت خوات رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے جب مقام بدر سے ایک منزل پہلے وادی الصفراء میں پہنچے، پنڈلی پر پتھر لگنے سے شدید زخمی ہو گئے، رسول اللہ ﷺ نے آپ کو واپس بھیج دیا اور مال غنیمت اور اجر میں ان کو شریک رکھا۔

دور جاہلیت میں خوات رضی اللہ عنہ کا ذات الخنیں والا واقعہ بہت مشہور ہوا، یہاں تک کہ اسے عربی ادب میں ضرب المثل کی حیثیت حاصل ہو گئی، اہل علم اس قصہ سے بخوبی واقف ہیں۔

حضرت خوات رضی اللہ عنہ خوش طبع آدمی تھے، اپنا قصہ سناتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ سے ایک منزل دور مر الظہر ان میں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے، میں اپنے خیمہ سے نکلا میں نے دیکھا چند عورتیں باہر بیٹھی باتیں کر رہی ہیں، مجھے ان کی مجلس بہت اچھی لگی میں واپس اپنے خیمے میں آیا اپنا حلقہ نکال کر پہنا اور عورتوں کی مجلس کے قریب جا بیٹھا، اتنے میں رسول اللہ ﷺ اپنے خیمہ سے باہر تشریف لائے، میں آپ

کو دیکھ کر گھبرا گیا اور بدحواسی میں میرے منہ سے یہ جملہ نکل گیا کہ یا رسول اللہ! میرا اونٹ سرکش ہو گیا ہے اس کے لئے بیڑی تلاش کر رہا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ آگے چل دیئے میں بھی آپ کے پیچھے چل پڑا، آپ نے اپنی چادر میری طرف پھینکی اور قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے، آپ نے وضو کیا، وضو کا پانی آپ کی ریش مبارک سے آپ کے سینہ پر بہہ رہا تھا، پھر آپ نے مجھ سے فرمایا: ابو عبد اللہ! اس اونٹ کی سرکشی کا کیا ہوا؟ اور ہم سفر پر روانہ ہو گئے، دوران سفر آپ جب بھی مجھے دیکھتے تو فرماتے: السلام علیک ابو عبد اللہ! اس سرکش اونٹ کا کیا ہوا؟ میں بہت شرمندہ ہوا اور آپ کی مجلس اور مسجد نبوی سے دور دور رہنے لگا۔ جب کچھ عرصہ گزر گیا میں مسجد نبوی میں آیا اور نماز پڑھنے لگا، اتنے میں رسول اللہ ﷺ اپنے کسی حجرہ سے باہر تشریف لائے، مسجد میں دو رکعت ادا کیں، میں نے اس امید پر اپنی نماز طویل کر دی تاکہ آپ مجھے مصروف دیکھ کر تشریف لے جائیں گے، آپ نے میرے ارادے کو بھانپ لیا فرمایا: ابو عبد اللہ! چاہو جتنی طویل نماز پڑھو میں یہاں سے نہیں جاؤں گا۔ اب میں نے اپنے دل میں سوچا میں رسول اللہ ﷺ سے معذرت کر لوں گا اور آپ کے سینہ کو صاف کر دوں گا، جب میں نے سلام پھیرا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: السلام علیک ابو عبد اللہ! اس اونٹ کی سرکشی کا کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے جب سے میں نے اسلام قبول کیا ہے، اس اونٹ نے سرکشی اور آوارگی نہیں کی۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے تین مرتبہ یہ دعا دی: ”اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے۔“ اور اس کے بعد کبھی اس کا تذکرہ نہیں فرمایا۔

آپ ۴۰ھ میں مدینہ طیبہ میں چورانوے سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ رضی اللہ

عنہ (۱۶۶)



○

حضرت خوات بن جبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ:

وَهُوَ الَّذِي رَدَفَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَرَجَ إِلَى بَدْرٍ فَرَدَّهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الرُّوحَاءِ لِأَنَّهُ اشْتَكَى (۱۶۷)

جب نبی کریم ﷺ بدر کی طرف روانہ ہوئے، خوات رضی اللہ عنہ آپ کے ردیف تھے، نبی کریم ﷺ نے آپ کو ”روحاء“ (اور ایک روایت کے مطابق وادی صفراء) سے واپس بھیج دیا تھا، کیونکہ وہ (پھر لگنے سے زخمی ہو کر) بیمار ہو گئے تھے۔

حضرت جہیل بن زیاد اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں ایک غزوہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلا، میری گھوڑی نہایت دہلی اور کمزور تھی، میں لشکر کے آخر میں چل رہا تھا، رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: گھوڑی والے (تیز) چلو، میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ نہایت دہلی اور کمزور ہے، آپ کے پاس کوڑا تھا آپ نے گھوڑی کو مارا اور دعا دی: اے اللہ! اس گھوڑی میں اسے برکت عطا فرما، حضرت جہیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: پھر میری گھوڑی قوم کی سواریوں سے آگے نکلنے لگی اور میں نے اس گھوڑی کے پیٹ سے بارہ ہزار کے بچھیرے نیچے۔ (اسد الغابہ، ج ۱ ص ۳۹۵، رقم: ۷۶۳)

## بنو عبدالمطلب کے لڑکے رضی اللہ عنہم

۲۶ ذی قعدہ ۱۰ ہجری کو ہفتہ کے دن رسول اللہ ﷺ حج کے ارادہ سے مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے، راستے میں آٹھ راتیں گزارنے کے بعد اتوار ۴ ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے مکہ مکرمہ میں داخلے کا منظر بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ اسْتَقْبَلَتْهُ أُغَيْلَمَةُ بِنْتُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَحَمَلَتْ وَاحِدًا بَيْنَ يَدَيْهِ وَآخَرَ خَلْفَهُ (۱۶۸)

جب نبی کریم ﷺ مکہ میں داخل ہوئے بنو عبدالمطلب کے لڑکے آگے آ کر آپ سے ملے، آپ نے ایک کو آگے اور دوسرے کو پیچھے سوار کر لیا۔



## والد ابوتیمہ الجہیمی رضی اللہ عنہ

ابوتیمہ الجہیمی کا نام ظرف اور ان کے والد کا نام مجالد رضی اللہ عنہ ہے، ابوتیمہ سے تعلق تھا۔ (۱۶۹) آپ کے مزید حالات معلوم نہیں ہو سکے۔



ابوتیمہ الجہیمی اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے بیان کیا:

كُنْتُ رَدِيفَ رَسُولِ اللَّهِ فَعَثَرَتِ النَّاقَةُ فَقُلْتُ تَعَسَ الشَّيْطَانُ

میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سواری پر سوار تھا کہ اونٹنی ٹھوکر کھا کر گری، میں نے کہا شیطان کے لئے ہلاکت ہو۔

آپ ﷺ نے فرمایا اس طرح نہ کہو اس سے شیطان بڑا بنتا ہے یہاں تک کہ وہ گھر جتنا بڑا ہو جاتا ہے اور کہتا ہے میں نے اپنی قوت سے اسے گرا دیا ہے لیکن تم بسم اللہ کہو، یہ چیز شیطان کو ذلیل کر دیتی ہے اور وہ مکھی کی طرح چھوٹا ہو جاتا ہے۔ (۱۷۰)

سنن ابی داؤد میں یہ حدیث از ابوتیمہ از ابوالسلیح از شخصے مروی ہے، راوی نے ردیف کا نام نہیں لیا۔ (۱۷۱)

مسند امام احمد بن حنبل میں یہ حدیث از ابی تیمہ الجہیمی از ردیف نبی ﷺ مروی ہے، اس میں اونٹنی کی بجائے دراز گوش کے ٹھوکر کھا کر گرنے کا ذکر ہے، اور آخر میں یہ جملہ ہے بسم اللہ کہنے سے شیطان مکھی سے بھی زیادہ چھوٹا اور ذلیل ہو جاتا ہے۔ (۱۷۲)

۱۶۹۔ الطبقات الكبرى، ج ۷ ص ۱۱۱، رقم: ۳۰۴۰۔ اسد الغابہ، ج ۵ ص ۴۱، رقم: ۵۷۳۷۔

الاصابة، ج ۷ ص ۴۶، رقم: ۹۶۵۸۔

۱۷۰۔ اسد الغابہ، ج ۵ ص ۴۰۸، رقم: ۶۵۴۹۔

۱۷۱۔ سنن ابی داؤد، کتاب الادب، رقم الحدیث: ۴۹۸۲۔

۱۷۲۔ مسند امام احمد بن حنبل، رقم الحدیث: ۲۰۰۶۸، ۲۰۰۶۹، ۲۰۱۶۷۔

## یوم عرفہ کا ردیف رضی اللہ عنہ



حضرت عبدالرحمن بن یحمر الدیلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں حجۃ الوداع میں شریک تھا، رسول اللہ ﷺ عرفات میں وقوف فرما رہے تھے کہ نجد کے چند لوگوں نے آ کر پوچھا، یا رسول اللہ! حج کیسے ہوگا؟ آپ نے ارشاد فرمایا: حج عرفہ ہے، جو شخص مزدلفہ کی رات کی نماز فجر سے پہلے عرفات میں پہنچ گیا اس کا حج پورا ہو گیا، منیٰ کے تین دن ہیں:

فَمَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَأَخَّرَ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ (۱۷۳)

تو جس نے (جانے کی) جلدی کی دو دن میں اس پر کوئی گناہ نہیں اور جس نے دیر کی تو اس پر (بھی) کوئی گناہ نہیں۔

حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

ثُمَّ أَرْدَفَ رَجُلًا خَلْفَهُ فَجَعَلَ يُنَادِي بِهِنَّ (۱۷۴)

پھر آپ نے ایک شخص کو سواری کے پیچھے بٹھالیا وہ بلند آواز سے ان باتوں کا اعلان کرنے لگا۔

۱۷۳۔ البقرہ: ۲۰۳۔

۱۷۴۔ سنن ابن ماجہ، کتاب المناسک، باب من اتى عرفة قبل الفجر ليلة الجمع،

رقم الحدیث: ۳۰۱۵۔ مسند امام احمد بن حنبل، (حدیث عبدالرحمن بن یحمر رضی

اللہ عنہ)، رقم الحدیث: ۱۸۲۹۷، ۱۸۲۹۸۔



## نامعلوم الاسم ردیف رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن بریدہ روایت کرتے ہیں میں نے ابو بریدہ رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے سنا کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ پیدل کہیں تشریف لے جا رہے تھے کہ ایک آدمی دراز گوش پر سوار آیا اور عرض کی یا رسول اللہ! سوار ہوں اور وہ شخص پیچھے ہو گیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں، تم اپنی سواری کے جانور پر آگے بیٹھنے کے زیادہ حق دار ہو مگر یہ کہ یہ حق مجھے دے دو، راوی کہتے ہیں:

قَالَ قَدْ جَعَلْتُهُ لَكَ ، قَالَ فَرَكِبَ (۱۷۵)

اس شخص نے کہا میں نے سواری پر آگے سوار ہونے کا حق آپ کو پیش کیا ہے تو آپ ﷺ آگے سوار ہو گئے۔

حمیری

## ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا

ام المؤمنین حضرت صفیہ بن حیی بن اخطب بن سعنہ بن عامر بن عبید رضی اللہ عنہا کا تعلق خیبر سے تھا، آپ پہلے سلام بن مشکم القرظی اور پھر کنانہ بن الربیع النضری کے نکاح میں رہیں، غزوہ خیبر میں کنانہ بن الربیع مارا گیا، اور قلعہ قوص کی فتح پر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا قیدی بنائی گئیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ہم نے خیبر طاقت سے فتح کیا، قیدی جمع کئے گئے تو دحیہ (رضی اللہ عنہ) نے آکر عرض کیا: اے اللہ کے نبی! قیدیوں میں سے مجھے ایک باندی عطا فرمائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ اور ایک باندی لے لو، انہوں نے صفیہ بنت حیی (رضی اللہ عنہا) کو لے لیا، اس کے بعد ایک صاحب آکر عرض گزار ہوئے اے اللہ کے نبی! آپ نے بنو قریظہ اور نضیر کی سردار صفیہ بنت حیی دحیہ (رضی اللہ عنہ) کو دے دی، وہ تو صرف آپ (ﷺ) کے لائق ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دحیہ کو اس (صفیہ) کے ساتھ بلا لاؤ، وہ انہیں لے کر آئے، جب نبی کریم ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا تو آپ نے دحیہ سے فرمایا: اس کے علاوہ قیدیوں میں سے کوئی باندی لے لو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا نبی کریم ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد فرما کر ان سے شادی کر لی، اور ان کی آزادی ان کا مہر تھا، راستہ میں سُدّ الصبہاء (خیبر کی قدیم بستی سے چند کلو میٹر دور ایک پہاڑی مقام) کے مقام پر حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے حضرت صفیہ کو دلہن بنایا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کے پاس جو کچھ ہو وہ لے آئے اور چمڑے کا دسترخوان بچھا دیا، کوئی کھجور لایا، کوئی گھی لایا، کوئی ستولایا، سب کو ملا کر مالیدہ بنایا گیا، رسول اللہ ﷺ نے ارد گرد کے لوگوں کو بلانے کا حکم دیا، یہی

۱۷۵۔ جامع الترمذی، کتاب الادب، باب ما جاء ان الرجل احق بصدر دابته، رقم الحدیث: ۲۷۷۳۔ سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب رب الدابة احق بصدرها، رقم الحدیث: ۲۵۷۲۔ مسند امام احمد، ج ۶، رقم الحدیث: ۲۲۳۸۳۔



رسول اللہ ﷺ کا ولیمہ تھا۔ (۱۷۶)

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو اللہ تعالیٰ نے حسن سیرت کے ساتھ ساتھ حسن صورت سے بھی وافر حصہ عطا فرمایا تھا، چنانچہ جب حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ منورہ آئیں تو انہیں حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کے تعمیر کردہ گھروں میں سے ایک گھر میں ٹھہرایا گیا، ان کے حسن و جمال کا چرچا سن کر انصار اور مہاجرین خواتین انہیں دیکھنے آئیں، حضرت ام سنان اسلمیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کی چار ازواج مطہرات حضرت زینب بنت جحش، حضرت حفصہ، حضرت عائشہ، اور حضرت جویریہ رضی اللہ عنہن کو دیکھا وہ نقاب ڈالے ان کو دیکھنے آئی تھیں، رسول اللہ ﷺ نے خواتین کے درمیان عائشہ رضی اللہ عنہا کو پردے میں پہچان لیا اور ان سے پوچھا: تم نے اسے کیسا پایا؟

خاتون جنت سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے ملاقات ہوئی تو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے اپنے کانوں کا زیور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ان کے ہمراہ آنے والی خواتین کو دے دیا۔

ایک مرتبہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما کے متعلق ان کو معلوم ہوا کہ انہوں نے کہا ہے ہم رسول اللہ ﷺ کی ازواج کے ساتھ آپ کی چچا زاد بھی ہیں، اس لئے ہمارا رسول اللہ ﷺ کے ہاں صفیہ سے زیادہ مقام ہے، حضرت صفیہ نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم نے یہ کیوں نہ کہا تم مجھ سے کس طرح بہتر ہو، حالانکہ میرے شوہر محمد (ﷺ) ہیں، میرے والد ہارون (علیہ السلام) اور میرے چچا موسیٰ (علیہ السلام) ہیں۔ (واضح رہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا

۱۷۶۔ صحیح البخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب ما یذکر فی الفخذ، رقم الحدیث: ۳۷۱، کتاب البیوع، باب هل یسافر بالجاریۃ قبل ان یتبرأھا، رقم الحدیث: ۲۲۳۵۔ صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب فضیلة اعتاقہ ثم یتزوجھا، رقم الحدیث: ۳۲۹۷، ۳۲۹۸، ۳۵۰۱، ۳۵۰۲، ۳۵۰۳، ۳۵۰۴، ۳۵۰۵، ۳۵۰۶، ۳۵۰۷، ۳۵۰۸، ۳۵۰۹، ۳۵۱۰، ۳۵۱۱، ۳۵۱۲، ۳۵۱۳، ۳۵۱۴، ۳۵۱۵، ۳۵۱۶، ۳۵۱۷، ۳۵۱۸، ۳۵۱۹، ۳۵۲۰، ۳۵۲۱، ۳۵۲۲، ۳۵۲۳، ۳۵۲۴، ۳۵۲۵، ۳۵۲۶، ۳۵۲۷، ۳۵۲۸، ۳۵۲۹، ۳۵۳۰، ۳۵۳۱، ۳۵۳۲، ۳۵۳۳، ۳۵۳۴، ۳۵۳۵، ۳۵۳۶، ۳۵۳۷، ۳۵۳۸، ۳۵۳۹، ۳۵۴۰، ۳۵۴۱، ۳۵۴۲، ۳۵۴۳، ۳۵۴۴، ۳۵۴۵، ۳۵۴۶، ۳۵۴۷، ۳۵۴۸، ۳۵۴۹، ۳۵۵۰، ۳۵۵۱، ۳۵۵۲، ۳۵۵۳، ۳۵۵۴، ۳۵۵۵، ۳۵۵۶، ۳۵۵۷، ۳۵۵۸، ۳۵۵۹، ۳۵۶۰، ۳۵۶۱، ۳۵۶۲، ۳۵۶۳، ۳۵۶۴، ۳۵۶۵، ۳۵۶۶، ۳۵۶۷، ۳۵۶۸، ۳۵۶۹، ۳۵۷۰، ۳۵۷۱، ۳۵۷۲، ۳۵۷۳، ۳۵۷۴، ۳۵۷۵، ۳۵۷۶، ۳۵۷۷، ۳۵۷۸، ۳۵۷۹، ۳۵۸۰، ۳۵۸۱، ۳۵۸۲، ۳۵۸۳، ۳۵۸۴، ۳۵۸۵، ۳۵۸۶، ۳۵۸۷، ۳۵۸۸، ۳۵۸۹، ۳۵۹۰، ۳۵۹۱، ۳۵۹۲، ۳۵۹۳، ۳۵۹۴، ۳۵۹۵، ۳۵۹۶، ۳۵۹۷، ۳۵۹۸، ۳۵۹۹، ۳۶۰۰، ۳۶۰۱، ۳۶۰۲، ۳۶۰۳، ۳۶۰۴، ۳۶۰۵، ۳۶۰۶، ۳۶۰۷، ۳۶۰۸، ۳۶۰۹، ۳۶۱۰، ۳۶۱۱، ۳۶۱۲، ۳۶۱۳، ۳۶۱۴، ۳۶۱۵، ۳۶۱۶، ۳۶۱۷، ۳۶۱۸، ۳۶۱۹، ۳۶۲۰، ۳۶۲۱، ۳۶۲۲، ۳۶۲۳، ۳۶۲۴، ۳۶۲۵، ۳۶۲۶، ۳۶۲۷، ۳۶۲۸، ۳۶۲۹، ۳۶۳۰، ۳۶۳۱، ۳۶۳۲، ۳۶۳۳، ۳۶۳۴، ۳۶۳۵، ۳۶۳۶، ۳۶۳۷، ۳۶۳۸، ۳۶۳۹، ۳۶۴۰، ۳۶۴۱، ۳۶۴۲، ۳۶۴۳، ۳۶۴۴، ۳۶۴۵، ۳۶۴۶، ۳۶۴۷، ۳۶۴۸، ۳۶۴۹، ۳۶۵۰، ۳۶۵۱، ۳۶۵۲، ۳۶۵۳، ۳۶۵۴، ۳۶۵۵، ۳۶۵۶، ۳۶۵۷، ۳۶۵۸، ۳۶۵۹، ۳۶۶۰، ۳۶۶۱، ۳۶۶۲، ۳۶۶۳، ۳۶۶۴، ۳۶۶۵، ۳۶۶۶، ۳۶۶۷، ۳۶۶۸، ۳۶۶۹، ۳۶۷۰، ۳۶۷۱، ۳۶۷۲، ۳۶۷۳، ۳۶۷۴، ۳۶۷۵، ۳۶۷۶، ۳۶۷۷، ۳۶۷۸، ۳۶۷۹، ۳۶۸۰، ۳۶۸۱، ۳۶۸۲، ۳۶۸۳، ۳۶۸۴، ۳۶۸۵، ۳۶۸۶، ۳۶۸۷، ۳۶۸۸، ۳۶۸۹، ۳۶۹۰، ۳۶۹۱، ۳۶۹۲، ۳۶۹۳، ۳۶۹۴، ۳۶۹۵، ۳۶۹۶، ۳۶۹۷، ۳۶۹۸، ۳۶۹۹، ۳۷۰۰، ۳۷۰۱، ۳۷۰۲، ۳۷۰۳، ۳۷۰۴، ۳۷۰۵، ۳۷۰۶، ۳۷۰۷، ۳۷۰۸، ۳۷۰۹، ۳۷۱۰، ۳۷۱۱، ۳۷۱۲، ۳۷۱۳، ۳۷۱۴، ۳۷۱۵، ۳۷۱۶، ۳۷۱۷، ۳۷۱۸، ۳۷۱۹، ۳۷۲۰، ۳۷۲۱، ۳۷۲۲، ۳۷۲۳، ۳۷۲۴، ۳۷۲۵، ۳۷۲۶، ۳۷۲۷، ۳۷۲۸، ۳۷۲۹، ۳۷۳۰، ۳۷۳۱، ۳۷۳۲، ۳۷۳۳، ۳۷۳۴، ۳۷۳۵، ۳۷۳۶، ۳۷۳۷، ۳۷۳۸، ۳۷۳۹، ۳۷۴۰، ۳۷۴۱، ۳۷۴۲، ۳۷۴۳، ۳۷۴۴، ۳۷۴۵، ۳۷۴۶، ۳۷۴۷، ۳۷۴۸، ۳۷۴۹، ۳۷۵۰، ۳۷۵۱، ۳۷۵۲، ۳۷۵۳، ۳۷۵۴، ۳۷۵۵، ۳۷۵۶، ۳۷۵۷، ۳۷۵۸، ۳۷۵۹، ۳۷۶۰، ۳۷۶۱، ۳۷۶۲، ۳۷۶۳، ۳۷۶۴، ۳۷۶۵، ۳۷۶۶، ۳۷۶۷، ۳۷۶۸، ۳۷۶۹، ۳۷۷۰، ۳۷۷۱، ۳۷۷۲، ۳۷۷۳، ۳۷۷۴، ۳۷۷۵، ۳۷۷۶، ۳۷۷۷، ۳۷۷۸، ۳۷۷۹، ۳۷۸۰، ۳۷۸۱، ۳۷۸۲، ۳۷۸۳، ۳۷۸۴، ۳۷۸۵، ۳۷۸۶، ۳۷۸۷، ۳۷۸۸، ۳۷۸۹، ۳۷۹۰، ۳۷۹۱، ۳۷۹۲، ۳۷۹۳، ۳۷۹۴، ۳۷۹۵، ۳۷۹۶، ۳۷۹۷، ۳۷۹۸، ۳۷۹۹، ۳۸۰۰، ۳۸۰۱، ۳۸۰۲، ۳۸۰۳، ۳۸۰۴، ۳۸۰۵، ۳۸۰۶، ۳۸۰۷، ۳۸۰۸، ۳۸۰۹، ۳۸۱۰، ۳۸۱۱، ۳۸۱۲، ۳۸۱۳، ۳۸۱۴، ۳۸۱۵، ۳۸۱۶، ۳۸۱۷، ۳۸۱۸، ۳۸۱۹، ۳۸۲۰، ۳۸۲۱، ۳۸۲۲، ۳۸۲۳، ۳۸۲۴، ۳۸۲۵، ۳۸۲۶، ۳۸۲۷، ۳۸۲۸، ۳۸۲۹، ۳۸۳۰، ۳۸۳۱، ۳۸۳۲، ۳۸۳۳، ۳۸۳۴، ۳۸۳۵، ۳۸۳۶، ۳۸۳۷، ۳۸۳۸، ۳۸۳۹، ۳۸۴۰، ۳۸۴۱، ۳۸۴۲، ۳۸۴۳، ۳۸۴۴، ۳۸۴۵، ۳۸۴۶، ۳۸۴۷، ۳۸۴۸، ۳۸۴۹، ۳۸۵۰، ۳۸۵۱، ۳۸۵۲، ۳۸۵۳، ۳۸۵۴، ۳۸۵۵، ۳۸۵۶، ۳۸۵۷، ۳۸۵۸، ۳۸۵۹، ۳۸۶۰، ۳۸۶۱، ۳۸۶۲، ۳۸۶۳، ۳۸۶۴، ۳۸۶۵، ۳۸۶۶، ۳۸۶۷، ۳۸۶۸، ۳۸۶۹، ۳۸۷۰، ۳۸۷۱، ۳۸۷۲، ۳۸۷۳، ۳۸۷۴، ۳۸۷۵، ۳۸۷۶، ۳۸۷۷، ۳۸۷۸، ۳۸۷۹، ۳۸۸۰، ۳۸۸۱، ۳۸۸۲، ۳۸۸۳، ۳۸۸۴، ۳۸۸۵، ۳۸۸۶، ۳۸۸۷، ۳۸۸۸، ۳۸۸۹، ۳۸۹۰، ۳۸۹۱، ۳۸۹۲، ۳۸۹۳، ۳۸۹۴، ۳۸۹۵، ۳۸۹۶، ۳۸۹۷، ۳۸۹۸، ۳۸۹۹، ۳۹۰۰، ۳۹۰۱، ۳۹۰۲، ۳۹۰۳، ۳۹۰۴، ۳۹۰۵، ۳۹۰۶، ۳۹۰۷، ۳۹۰۸، ۳۹۰۹، ۳۹۱۰، ۳۹۱۱، ۳۹۱۲، ۳۹۱۳، ۳۹۱۴، ۳۹۱۵، ۳۹۱۶، ۳۹۱۷، ۳۹۱۸، ۳۹۱۹، ۳۹۲۰، ۳۹۲۱، ۳۹۲۲، ۳۹۲۳، ۳۹۲۴، ۳۹۲۵، ۳۹۲۶، ۳۹۲۷، ۳۹۲۸، ۳۹۲۹، ۳۹۳۰، ۳۹۳۱، ۳۹۳۲، ۳۹۳۳، ۳۹۳۴، ۳۹۳۵، ۳۹۳۶، ۳۹۳۷، ۳۹۳۸، ۳۹۳۹، ۳۹۴۰، ۳۹۴۱، ۳۹۴۲، ۳۹۴۳، ۳۹۴۴، ۳۹۴۵، ۳۹۴۶، ۳۹۴۷، ۳۹۴۸، ۳۹۴۹، ۳۹۵۰، ۳۹۵۱، ۳۹۵۲، ۳۹۵۳، ۳۹۵۴، ۳۹۵۵، ۳۹۵۶، ۳۹۵۷، ۳۹۵۸، ۳۹۵۹، ۳۹۶۰، ۳۹۶۱، ۳۹۶۲، ۳۹۶۳، ۳۹۶۴، ۳۹۶۵، ۳۹۶۶، ۳۹۶۷، ۳۹۶۸، ۳۹۶۹، ۳۹۷۰، ۳۹۷۱، ۳۹۷۲، ۳۹۷۳، ۳۹۷۴، ۳۹۷۵، ۳۹۷۶، ۳۹۷۷، ۳۹۷۸، ۳۹۷۹، ۳۹۸۰، ۳۹۸۱، ۳۹۸۲، ۳۹۸۳، ۳۹۸۴، ۳۹۸۵، ۳۹۸۶، ۳۹۸۷، ۳۹۸۸، ۳۹۸۹، ۳۹۹۰، ۳۹۹۱، ۳۹۹۲، ۳۹۹۳، ۳۹۹۴، ۳۹۹۵، ۳۹۹۶، ۳۹۹۷، ۳۹۹۸، ۳۹۹۹، ۴۰۰۰، ۴۰۰۱، ۴۰۰۲، ۴۰۰۳، ۴۰۰۴، ۴۰۰۵، ۴۰۰۶، ۴۰۰۷، ۴۰۰۸، ۴۰۰۹، ۴۰۱۰، ۴۰۱۱، ۴۰۱۲، ۴۰۱۳، ۴۰۱۴، ۴۰۱۵، ۴۰۱۶، ۴۰۱۷، ۴۰۱۸، ۴۰۱۹، ۴۰۲۰، ۴۰۲۱، ۴۰۲۲، ۴۰۲۳، ۴۰۲۴، ۴۰۲۵، ۴۰۲۶، ۴۰۲۷، ۴۰۲۸، ۴۰۲۹، ۴۰۳۰، ۴۰۳۱، ۴۰۳۲، ۴۰۳۳، ۴۰۳۴، ۴۰۳۵، ۴۰۳۶، ۴۰۳۷، ۴۰۳۸، ۴۰۳۹، ۴۰۴۰، ۴۰۴۱، ۴۰۴۲، ۴۰۴۳، ۴۰۴۴، ۴۰۴۵، ۴۰۴۶، ۴۰۴۷، ۴۰۴۸، ۴۰۴۹، ۴۰۵۰، ۴۰۵۱، ۴۰۵۲، ۴۰۵۳، ۴۰۵۴، ۴۰۵۵، ۴۰۵۶، ۴۰۵۷، ۴۰۵۸، ۴۰۵۹، ۴۰۶۰، ۴۰۶۱، ۴۰۶۲، ۴۰۶۳، ۴۰۶۴، ۴۰۶۵، ۴۰۶۶، ۴۰۶۷، ۴۰۶۸، ۴۰۶۹، ۴۰۷۰، ۴۰۷۱، ۴۰۷۲، ۴۰۷۳، ۴۰۷۴، ۴۰۷۵، ۴۰۷۶، ۴۰۷۷، ۴۰۷۸، ۴۰۷۹، ۴۰۸۰، ۴۰۸۱، ۴۰۸۲، ۴۰۸۳، ۴۰۸۴، ۴۰۸۵، ۴۰۸۶، ۴۰۸۷، ۴۰۸۸، ۴۰۸۹، ۴۰۹۰، ۴۰۹۱، ۴۰۹۲، ۴۰۹۳، ۴۰۹۴، ۴۰۹۵، ۴۰۹۶، ۴۰۹۷، ۴۰۹۸، ۴۰۹۹، ۴۱۰۰، ۴۱۰۱، ۴۱۰۲، ۴۱۰۳، ۴۱۰۴، ۴۱۰۵، ۴۱۰۶، ۴۱۰۷، ۴۱۰۸، ۴۱۰۹، ۴۱۱۰، ۴۱۱۱، ۴۱۱۲، ۴۱۱۳، ۴۱۱۴، ۴۱۱۵، ۴۱۱۶، ۴۱۱۷، ۴۱۱۸، ۴۱۱۹، ۴۱۲۰، ۴۱۲۱، ۴۱۲۲، ۴۱۲۳، ۴۱۲۴، ۴۱۲۵، ۴۱۲۶، ۴۱۲۷، ۴۱۲۸، ۴۱۲۹، ۴۱۳۰، ۴۱۳۱، ۴۱۳۲، ۴۱۳۳، ۴۱۳۴، ۴۱۳۵، ۴۱۳۶، ۴۱۳۷، ۴۱۳۸، ۴۱۳۹، ۴۱۴۰، ۴۱۴۱، ۴۱۴۲، ۴۱۴۳، ۴۱۴۴، ۴۱۴۵، ۴۱۴۶، ۴۱۴۷، ۴۱۴۸، ۴۱۴۹، ۴۱۵۰، ۴۱۵۱، ۴۱۵۲، ۴۱۵۳، ۴۱۵۴، ۴۱۵۵، ۴۱۵۶، ۴۱۵۷، ۴۱۵۸، ۴۱۵۹، ۴۱۶۰، ۴۱۶۱، ۴۱۶۲، ۴۱۶۳، ۴۱۶۴، ۴۱۶۵، ۴۱۶۶، ۴۱۶۷، ۴۱۶۸، ۴۱۶۹، ۴۱۷۰، ۴۱۷۱، ۴۱۷۲، ۴۱۷۳، ۴۱۷۴، ۴۱۷۵، ۴۱۷۶، ۴۱۷۷، ۴۱۷۸، ۴۱۷۹، ۴۱۸۰، ۴۱۸۱، ۴۱۸۲، ۴۱۸۳، ۴۱۸۴، ۴۱۸۵، ۴۱۸۶، ۴۱۸۷، ۴۱۸۸، ۴۱۸۹، ۴۱۹۰، ۴۱۹۱، ۴۱۹۲، ۴۱۹۳، ۴۱۹۴، ۴۱۹۵، ۴۱۹۶، ۴۱۹۷، ۴۱۹۸، ۴۱۹۹، ۴۲۰۰، ۴۲۰۱، ۴۲۰۲، ۴۲۰۳، ۴۲۰۴، ۴۲۰۵، ۴۲۰۶، ۴۲۰۷، ۴۲۰۸، ۴۲۰۹، ۴۲۱۰، ۴۲۱۱، ۴۲۱۲، ۴۲۱۳، ۴۲۱۴، ۴۲۱۵، ۴۲۱۶، ۴۲۱۷، ۴۲۱۸، ۴۲۱۹، ۴۲۲۰، ۴۲۲۱، ۴۲۲۲، ۴۲۲۳، ۴۲۲۴، ۴۲۲۵، ۴۲۲۶، ۴۲۲۷، ۴۲۲۸، ۴۲۲۹، ۴۲۳۰، ۴۲۳۱، ۴۲۳۲، ۴۲۳۳، ۴۲۳۴، ۴۲۳۵، ۴۲۳۶، ۴۲۳۷، ۴۲۳۸، ۴۲۳۹، ۴۲۴۰، ۴۲۴۱، ۴۲۴۲، ۴۲۴۳، ۴۲۴۴، ۴۲۴۵، ۴۲۴۶، ۴۲۴۷، ۴۲۴۸، ۴۲۴۹، ۴۲۵۰، ۴۲۵۱، ۴۲۵۲، ۴۲۵۳، ۴۲۵۴، ۴۲۵۵، ۴۲۵۶، ۴۲۵۷، ۴۲۵۸، ۴۲۵۹، ۴۲۶۰، ۴۲۶۱، ۴۲۶۲، ۴۲۶۳، ۴۲۶۴، ۴۲۶۵، ۴۲۶۶، ۴۲۶۷، ۴۲۶۸، ۴۲۶۹، ۴۲۷۰، ۴۲۷۱، ۴۲۷۲، ۴۲۷۳، ۴۲۷۴، ۴۲۷۵، ۴۲۷۶، ۴۲۷۷، ۴۲۷۸، ۴۲۷۹، ۴۲۸۰، ۴۲۸۱، ۴۲۸۲، ۴۲۸۳، ۴۲۸۴، ۴۲۸۵، ۴۲۸۶، ۴۲۸۷، ۴۲۸۸، ۴۲۸۹، ۴۲۹۰، ۴۲۹۱، ۴۲۹۲، ۴۲۹۳، ۴۲۹۴، ۴۲۹۵، ۴۲۹۶، ۴۲۹۷، ۴۲۹۸، ۴۲۹۹، ۴۳۰۰، ۴۳۰۱، ۴۳۰۲، ۴۳۰۳، ۴۳۰۴، ۴۳۰۵، ۴۳۰۶، ۴۳۰۷، ۴۳۰۸، ۴۳۰۹، ۴۳۱۰، ۴۳۱۱، ۴۳۱۲، ۴۳۱۳، ۴۳۱۴، ۴۳۱۵، ۴۳۱۶، ۴۳۱۷، ۴۳۱۸، ۴۳۱۹، ۴۳۲۰، ۴۳۲۱، ۴۳۲۲، ۴۳۲۳، ۴۳۲۴، ۴۳۲۵، ۴۳۲۶، ۴۳۲۷، ۴۳۲۸، ۴۳۲۹، ۴۳۳۰، ۴۳۳۱، ۴۳۳۲، ۴۳۳۳، ۴۳۳۴، ۴۳۳۵، ۴۳۳۶، ۴۳۳۷، ۴۳۳۸، ۴۳۳۹، ۴۳۴۰، ۴۳۴۱، ۴۳۴۲، ۴۳۴۳، ۴۳۴۴، ۴۳۴۵، ۴۳۴۶، ۴۳۴۷، ۴۳۴۸، ۴۳۴۹، ۴۳۵۰، ۴۳۵۱، ۴۳۵۲، ۴۳۵۳، ۴۳۵۴، ۴۳۵۵، ۴۳۵۶، ۴۳۵۷، ۴۳۵۸، ۴۳۵۹، ۴۳۶۰، ۴۳۶۱، ۴۳۶۲، ۴۳۶۳، ۴۳۶۴، ۴۳۶۵، ۴۳۶۶، ۴۳۶۷، ۴۳۶۸، ۴۳۶۹، ۴۳۷۰، ۴۳۷۱، ۴۳۷۲، ۴۳۷۳، ۴۳۷۴، ۴۳۷۵، ۴۳۷۶، ۴۳۷۷، ۴۳۷۸، ۴۳۷۹، ۴۳۸۰، ۴۳۸۱، ۴۳۸۲، ۴۳۸۳، ۴۳۸۴، ۴۳۸۵، ۴۳۸۶، ۴۳۸۷، ۴۳۸۸، ۴۳۸۹، ۴۳۹۰، ۴۳۹۱، ۴۳۹۲، ۴۳۹۳، ۴۳۹۴، ۴۳۹۵، ۴۳۹۶، ۴۳۹۷، ۴۳۹۸، ۴۳۹۹، ۴۴۰۰، ۴۴۰۱، ۴۴۰۲، ۴۴۰۳، ۴۴۰۴، ۴۴۰۵، ۴۴۰۶، ۴۴۰۷، ۴۴۰۸، ۴۴۰۹، ۴۴۱۰، ۴۴۱۱، ۴۴۱۲، ۴۴۱۳، ۴۴۱۴، ۴۴۱۵، ۴۴۱۶، ۴۴۱۷، ۴۴۱۸، ۴۴۱۹، ۴۴۲۰، ۴۴۲۱، ۴۴۲۲، ۴۴۲۳، ۴۴۲۴، ۴۴۲۵، ۴۴۲۶، ۴۴۲۷، ۴۴۲۸، ۴۴۲۹، ۴۴۳۰، ۴۴۳۱، ۴۴۳۲، ۴۴۳۳، ۴۴۳۴، ۴۴۳۵، ۴۴۳۶، ۴۴۳۷، ۴۴۳۸، ۴۴۳۹، ۴۴۴۰، ۴۴۴۱، ۴۴۴۲، ۴۴۴۳، ۴۴۴۴، ۴۴۴۵، ۴۴۴۶، ۴۴۴۷، ۴۴۴۸، ۴۴۴۹، ۴۴۵۰، ۴۴۵۱، ۴۴۵۲، ۴۴۵۳، ۴۴۵۴، ۴۴۵۵، ۴۴۵۶، ۴۴۵۷، ۴۴۵۸، ۴۴۵۹، ۴۴۶۰، ۴۴۶۱، ۴۴۶۲، ۴۴۶۳، ۴۴۶۴، ۴۴۶۵، ۴۴۶۶، ۴۴۶۷، ۴۴۶۸، ۴۴۶۹، ۴۴۷۰، ۴۴۷۱، ۴۴۷۲، ۴۴۷۳، ۴۴۷۴، ۴۴۷۵، ۴۴۷۶، ۴۴۷۷، ۴۴۷۸، ۴۴۷۹، ۴۴۸۰، ۴۴۸۱، ۴۴۸۲، ۴۴۸۳، ۴۴۸۴، ۴۴۸۵، ۴۴۸۶، ۴۴۸۷، ۴۴۸۸، ۴۴۸۹، ۴۴۹۰، ۴۴۹۱، ۴۴۹۲، ۴۴۹۳، ۴۴۹۴، ۴۴۹۵، ۴۴۹۶، ۴۴۹۷، ۴۴۹۸، ۴۴۹۹، ۴۵۰۰، ۴۵۰۱، ۴۵۰۲، ۴۵۰۳، ۴۵۰۴، ۴۵۰۵، ۴۵۰۶، ۴۵۰۷، ۴۵۰۸، ۴۵۰۹، ۴۵۱۰، ۴۵۱۱، ۴۵۱۲، ۴۵۱۳، ۴۵۱۴، ۴۵۱۵، ۴۵۱۶، ۴۵۱۷، ۴۵۱۸، ۴۵۱۹، ۴۵۲۰، ۴۵۲۱، ۴۵۲۲، ۴۵۲۳، ۴۵۲۴، ۴۵۲۵، ۴۵۲۶، ۴۵۲۷، ۴۵۲۸، ۴۵۲۹، ۴۵۳۰، ۴۵۳۱، ۴۵۳۲، ۴۵۳۳، ۴۵۳۴، ۴۵۳۵، ۴۵۳۶، ۴۵۳۷، ۴۵۳۸، ۴۵۳۹، ۴۵۴۰، ۴۵۴۱، ۴۵۴۲، ۴۵۴۳، ۴۵۴۴، ۴۵۴۵، ۴۵۴۶، ۴۵۴۷، ۴۵۴۸، ۴۵۴۹، ۴۵۵۰، ۴۵۵۱، ۴۵۵۲، ۴۵۵۳، ۴۵۵۴، ۴۵۵۵، ۴۵۵۶، ۴۵۵۷، ۴۵۵۸، ۴۵۵۹، ۴۵۶۰، ۴۵۶۱، ۴۵۶۲، ۴۵۶۳، ۴۵۶۴، ۴۵۶۵، ۴۵۶۶، ۴۵۶۷، ۴۵۶۸، ۴۵۶۹، ۴۵۷۰، ۴۵۷۱، ۴۵۷۲، ۴۵۷۳، ۴۵۷۴، ۴۵۷۵، ۴۵۷۶، ۴۵۷۷، ۴۵۷۸، ۴۵۷۹، ۴۵۸۰، ۴۵۸۱، ۴۵۸۲، ۴۵۸۳، ۴۵۸۴، ۴۵۸۵، ۴۵۸۶، ۴۵۸۷، ۴۵۸۸، ۴۵۸۹، ۴۵۹۰، ۴۵۹۱، ۴۵۹۲، ۴۵۹۳، ۴۵۹۴، ۴۵۹۵، ۴۵۹۶، ۴۵۹۷، ۴۵۹۸، ۴۵۹۹، ۴۶۰۰، ۴۶۰۱، ۴۶۰۲، ۴۶۰۳، ۴۶۰۴، ۴۶۰۵، ۴۶۰۶، ۴۶۰۷، ۴۶۰۸، ۴۶۰۹، ۴۶۱۰، ۴۶۱۱، ۴۶۱۲، ۴۶۱۳، ۴۶۱۴، ۴۶۱۵، ۴۶۱۶، ۴۶۱۷، ۴۶۱۸، ۴۶۱۹، ۴۶۲۰، ۴۶۲۱، ۴۶۲۲، ۴۶۲۳، ۴۶۲۴، ۴۶۲۵، ۴۶۲۶، ۴۶۲۷، ۴۶۲۸، ۴۶۲۹، ۴۶۳۰، ۴۶۳۱، ۴۶۳۲، ۴۶۳۳، ۴۶۳۴، ۴۶۳۵، ۴۶۳۶، ۴۶۳۷، ۴۶۳۸، ۴۶۳۹، ۴۶۴۰، ۴۶۴۱، ۴۶۴۲،



رضی اللہ عنہا کی طرف بڑھے اور ان پر کپڑا ڈال دیا، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کھڑی ہوئیں۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے آپ کی سواری کا کجاوہ درست کیا اور رسول اللہ ﷺ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ سوار ہو گئے، جب مدینہ طیبہ ظاہر ہوا نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اَبُيُون تَابُيُون عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ

ہم واپس آنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں اور اپنے رب کی حمد کرنے والے ہیں۔

آپ ﷺ مدینہ منورہ میں داخل ہونے تک برابر یہ جملہ کہتے رہے۔ (۱۷۹)

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے دس احادیث مروی ہیں، ایک حدیث متفق علیہ اور نو احادیث دیگر کتب حدیث میں موجود ہیں، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہ کے ماموں رفاعہ بن سموال رضی اللہ عنہ بھی صحابی ہیں، ان کی حدیث موطا امام مالک میں موجود ہے۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں مدینہ طیبہ سے دو میل دور زبیر رضی اللہ عنہ کی زمین سے ان کے گھر کے لئے سر پر گٹھلیاں لاتی تھی، ایک دن ایسا ہوا میں سر پر گٹھلیاں لا رہی تھی کہ راستے میں رسول اللہ ﷺ ملے، آپ کے ہمراہ چند انصاری صحابہ تھے، آپ نے مجھے بلایا اور اپنی سواری سے باز رکوا کر اسے کہہ کر بٹھانا چاہا تا کہ مجھے اپنے پیچھے سوار کر لیں، لیکن مجھے مردوں کے ساتھ جاتے ہوئے شرم آئی (اور پھر حضور ﷺ آگے بڑھ گئے)۔ (صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب الغيرة۔

رقم الحدیث: ۵۲۲۳۔ صحیح مسلم، کتاب السلام، باب جواز ارداف المرأة الاجنبية اذا اعیت فی الطريق، رقم الحدیث: ۵۶۹۲)

۱۷۹۔ صحیح البخاری، کتاب الجہاد و السیر، باب ما یقول اذا رجع من الغزو، رقم الحدیث: ۳۰۸۵، ۳۰۸۶

## حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا بنت ابی ذویب عبد اللہ بن الحارث بن ثجنہ بن جابر بن رزام بن ناضرہ بن سعد بن بکر بن ہوازن۔ رسول اللہ ﷺ کی رضاعی والدہ ہیں۔ حضرت ابو الطفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جعرانہ میں نبی کریم ﷺ گوشت تقسیم فرما رہے تھے، اچانک ایک خاتون نبی ﷺ کے قریب آئیں، آپ نے اس کے لئے اپنی چادر بچھا دی، وہ خاتون آپ ﷺ کی چادر پر بیٹھ گئیں، میں نے لوگوں سے دریافت کیا یہ خاتون کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا یہ آپ کی رضاعی والدہ ہیں۔ (۱۸۰)

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے پورے خاندان کے ساتھ رسول اللہ ﷺ شفقت، محبت اور احترام کا سلوک فرماتے تھے، حضرت عمر بن السائب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے رضاعی والد حضرت حارث، رضاعی بھائی عبد اللہ، رضاعی والدہ حضرت حلیمہ سعدیہ، اور آپ کی رضاعی بہن شیماء رضی اللہ عنہم سب دولت ایمان سے سرفراز ہوئے۔

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے کہ آپ کے رضاعی والد آئے، آپ نے ان کے لئے چادر کا ایک حصہ بچھا دیا وہ اس پر بیٹھ گئے، پھر آپ کی رضاعی والدہ آ گئیں رسول اللہ ﷺ نے چادر کا دوسرا حصہ ان کے لئے بچھا دیا وہ اس پر بیٹھ گئیں، پھر آپ کا رضاعی (دودھ شریک) بھائی آ گیا، رسول اللہ ﷺ اس کے لئے کھڑے ہو گئے اور اسے اپنے سامنے بٹھا دیا۔ (۱۸۱)

حضرت حلیمہ بنو سعد کی دس خواتین کے ہمراہ اپنے شوہر حارث بن عبد العزیٰ سے رفاعہ اور اپنے شیر خوار بچے عبد اللہ بن حارث کے ساتھ دودھ پلانے کے لئے اپنے

۱۸۰۔ سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی بر الوالدین، رقم الحدیث: ۵۱۳۴

۱۸۱۔ سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی بر الوالدین، رقم الحدیث: ۵۱۳۵



تلاش میں مکہ مکرمہ آئیں، باقی عورتوں نے رسول اللہ ﷺ کو یتیم جان کر چھوڑ دیا۔ حضرت حلیمہ بیان کرتی ہیں مجھے کوئی بچہ نہیں ملا تو میں نے اپنے شوہر کے مشورہ سے رسول اللہ ﷺ کو گود میں لے لیا، میری گود میں آپ کا آنا تھا کہ میری چھاتیاں دودھ سے بھر گئیں، ہماری خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔

○

یحییٰ بن یزید سعدی اپنے والد کی زبانی حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی واپسی کے سفر کا منظر بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

فَرَكَبْتُهَا حَلِيمَةَ وَحَمَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ

سَلَّمَ بَيْنَ يَدَيْهَا وَرَكِبَ الْحَارِثُ شَارِفَهُمْ

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا اپنی گدھی پر سوار ہوئیں اور رسول اللہ

ﷺ کو اپنے سامنے اٹھا لیا، اور (ان کے شوہر) حارث اپنی

بوڑھی اونٹنی پر سوار ہو گئے۔

وادی سرر میں یہ لوگ اپنی ہمراہیوں سے جا ملے اور خیر و برکت کے نظارے کرتے ہوئے اپنے وطن لوٹ گئے۔

○

حضرت عتبہ بن عبدالمسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے آپ کی ابتدائی کیفیات کے متعلق دریافت کیا، آپ نے ارشاد فرمایا: میری رضاعی ماں بنو سعد بن بکر کی تھیں ایک دن میں اور اس کا بیٹا اپنی بکریوں کی طرف چلے گئے ہم اپنے ساتھ کھانے پینے کی کوئی چیز لے کر نہیں گئے، میں نے اپنے (رضاعی) بھائی سے کہا جاؤ امی سے توشہ لے آؤ، میرا بھائی چلا گیا اور میں بکریوں کے پاس رک

گیا، اتنے میں میرے پاس بڑے بڑے دو سفید پرندے آ گئے، ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: کیا وہ یہی ہیں؟ دوسرے نے کہا: ہاں، پھر وہ دونوں میری طرف بڑھے اور مجھے پکڑ کر گدی کے بل لٹا دیا پھر میرا دل نکال کر چیرا اور اس میں سے دو سیاہ خون کی پھٹکیاں نکالیں، اور ایک نے دوسرے سے کہا مجھے برف کا پانی دو اس سے انہوں نے میرا شکم دھویا، پھر کہا مجھے ٹھنڈا پانی دو، اس سے انہوں نے میرا دل دھویا، پھر کہا چھری لاؤ، پھر وہ چھری میرے دل میں داخل کر دی، تب ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا اس (شکاف) کو سی دو، اس نے سی دیا اور اس پر مہر نبوت لگا دی، پھر ایک نے دوسرے سے کہا انہیں ترازو کے ایک پلڑے میں اور ان کی امت کے ہزار کو دوسرے پلڑے میں رکھو، میں ان ہزار کو اپنے اوپر دیکھتا رہا اور ڈرتا رہا کہ ان میں سے کچھ میرے اوپر نہ گریں، پھر اس نے کہا اگر انہیں ان کی ساری امت کے بالمقابل بھی وزن کرو گے پھر بھی یہ جھک جائیں گے (آپ کا پلڑا بھاری رہے گا)، وہ دونوں مجھے چھوڑ کر چلے گئے اور میں خوف زدہ ہو کر اپنی والدہ کے پاس چلا گیا اور انہیں سارا واقعہ سنایا، وہ میرے بارے میں خوف زدہ ہو گئیں اور بولیں میں تجھے اللہ کی پناہ میں دیتی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، انہوں نے اپنا اونٹ تیار کیا:

فَحَمَلْتَنِي عَلَى الرَّحْلِ وَرَكِبْتُ خَلْفِي حَتَّى بَلَّغْنَا إِلَى أُمِّي

مجھے اونٹ پر سوار کیا اور خود میرے پیچھے سوار ہوئیں یہاں تک کہ

ہم اپنی امی (سیدہ آمنہ) کے ہاں پہنچے۔

میری رضاعی ماں نے ان سے کہا میں نے اپنی امانت اور ذمہ داری پوری کر دی ہے اور انہیں سارا واقعہ سنایا، میری والدہ ماجدہ نے اس کا کوئی خیال نہ کیا اور فرمایا میں نے (ان کی ولادت کے وقت) دیکھا مجھ سے نور خارج ہوا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔ (۱۸۲)



## حضرت امیہ بنت قیس ابن الصلت الغفاریہ رضی اللہ عنہا

تراجم کی بعض کتب میں آپ کا نام امیہ اور بعض میں آمنہ بنت ابی الصلت مذکور ہے۔ آپ کا تعلق بنو غفار سے تھا۔ (۱۸۳)



حضرت امیہ بنت قیس ابن الصلت الغفاریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں بنو غفار کی خواتین کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی، ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! ہم آپ کے ہمراہ خیبر کی طرف جانا چاہتی ہیں، ہم زخمیوں کا علاج کریں گی اور مسلمانوں کی مدد کریں گی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی برکت سے چلو، حضرت امیہ کہتی ہیں:

فَخَرَجْنَا مَعَهُ وَكُنْتُ جَارِيَةً حَدِيثَةَ السِّنِّ فَأَرَدَفَنِي  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى حَقِيئَةٍ رَحِلِهِ  
ہم آپ کے ساتھ روانہ ہوئیں، میں کم سن لڑکی تھی، رسول اللہ ﷺ  
نے مجھے اپنی اونٹنی کے پالان کی کاٹھی پر اپنے پیچھے سوار کر لیا۔

صبح کے وقت آپ نے اپنی سواری کو بٹھایا تو میں نے دیکھا کاٹھی پر میرے خون کا نشان تھا، میں شرم سے سمٹ گئی، رسول اللہ ﷺ نے میری کیفیت ملاحظہ فرمائی اور خون کا نشان دیکھا تو آپ نے مجھے نمک ملے پانی سے طہارت حاصل کرنے اور کاٹھی دھونے کا حکم دیا اور اپنی سواری کی طرف چلے جانے کا فرمایا۔

پھر جب اللہ تعالیٰ نے خیبر کو فتح فرمادیا، آپ نے ہمیں بغیر حصہ نکالے کچھ عطا فرما دیا، اور تم میرے گلے میں جو ہار دیکھ رہے ہو یہ آپ نے مجھے عطا فرمایا اور اپنے ہاتھوں

سے میرے گلے میں ڈالا، اللہ کی قسم! میں اسے اپنے گلے سے کبھی الگ نہیں کروں گی، یہ ہار موت تک ان کے گلے میں رہا اور انہوں نے اسے قبر میں اپنے ساتھ دفن کرنے کی وصیت کی، اور وہ ہمیشہ غسل طہارت کے پانی میں نمک ملائی تھیں اور یہ وصیت کی کہ ان کی میت کو جس پانی سے غسل دیا جائے اس میں نمک ملا یا جائے۔ (۱۸۴)

مسند امام احمد بن حنبل میں یہ حدیث بنو غفار کی کسی خاتون سے مروی ہے، جسے سلیمان بن تحیم نے امیہ بن الصلت از امرأۃ من بنی غفار کے حوالے سے روایت کیا ہے، جس کا نام امیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا تھا، لیکن راوی نے بیان نہیں کیا۔ (۱۸۵)

غزوہ ذی قرد میں شریک آٹھ شہسواروں کے گھوڑوں کے نام  
حضرت سعد بن زید رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کا نام لاحق  
حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کا نام بعزہ یا سبہ  
حضرت عکاشہ بن محسن رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کا نام ذواللمہ  
حضرت ابوققادہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کا نام حزوہ  
حضرت عباد بن بشر رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کا نام لَمَاع  
حضرت اُسید بن حنظل رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کا نام مسنون  
حضرت ابو عیاش رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کا نام جُلُوہ  
اور حضرت محمود بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کا نام ذواللمہ تھا۔  
(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، ج ۳ ص ۲۸۲)



## ایک بد نصیب ردیف

علامہ سید محمود آلوسی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ نے تفسیر روح المعانی میں سورۃ ”الضحیٰ“ کی آیت: ۷ کے تحت یہ عجیب واقعہ ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عہد طفولیت میں ایک باری کریم ﷺ مکہ کی گھاٹیوں میں اپنے دادا عبدالمطلب سے جدا ہو گئے، انہوں نے آپ کو بہت تلاش کیا مگر نہ پایا، جناب عبدالمطلب واپس آ کر کعبہ کے پردوں سے لپٹ کر اللہ تعالیٰ سے آپ ﷺ کی واپسی کے لئے آہ زاری کرنے لگے، اسی دوران ابو جہل اونٹنی پر سوار اپنے بکریوں کے ریوڑ سے واپس آ رہا تھا کہ اس نے آپ کو دیکھ لیا، اپنی اونٹنی کو بٹھا کر حضور ﷺ کو اپنے پیچھے سوار کیا، لیکن اونٹنی نے اٹھنے سے انکار کر دیا پھر:

فَارْكَبْهُ أَمَامَهُ فَقَامَتْ فَكَانَتْ النَّاقَةُ تَقُولُ: يَا أَحْمَقُ هُوَ

الْإِمَامُ فَكَيْفَ يَقُومُ خَلْفَ الْمُقْتَدِي (۱۸۶)

اس نے آپ ﷺ کو آگے بٹھایا تو اونٹنی کھڑی ہو گئی اور اونٹنی نے کہا: اے احمق! یہ امام ہیں اور امام مقتدی کے پیچھے کیسے کھڑا ہو۔

ابو جہل نے آپ کو اپنے دادا کے پاس پہنچا دیا، علامہ آلوسی رقمطراز ہیں: جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرعون کے ذریعہ ان کی ماں تک پہنچایا، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اس امت کے فرعون ابو جہل کے ذریعے حضور ﷺ کو اپنے دادا کے پاس پہنچایا۔

## بعض اہم مآخذ

نمبر شمار	نام کتاب	مطبوعہ
۱-	قرآن مجید	
۲-	تفسیر امام ابن ابی حاتم	نزار مصطفیٰ الباز، مکہ مکرمہ
۳-	تفسیر معالم التنزیل	بیروت
۴-	تفسیر الخازن	بیروت
۵-	تفسیر روح المعانی	دار الفکر للطباعة، بیروت
۶-	صحیح البخاری	دار ارقم، بیروت
۷-	موسوعة الحديث الشريف	دار السلام للنشر والتوزيع، ریاض
۱-	صحیح البخاری	
۲-	صحیح مسلم	
۳-	سنن ابی داؤد	
۴-	جامع الترمذی	
۵-	سنن النسائی	
۶-	سنن ابن ماجہ	
۸-	موطا امام مالک	مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز، مکہ مکرمہ
۹-	الادب المفرد	مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز، مکہ مکرمہ
۱۰-	مسند امام احمد بن حنبل	دار احیاء التراث العربی، بیروت
۱۱-	تاریخ ابن عساکر (تاریخ دمشق)	دار احیاء التراث العربی، بیروت
۱۲-	معرفۃ اسامی ارداد النبی ﷺ	بیروت
۱۳-	الشجرة النبویة فی نسب خیر البریہ ﷺ	دار ابن کثیر، دمشق، بیروت



- ۱۴۔ دلیل الفالحین لطرق ریاض الصالحین دار الفکر، بیروت
- ۱۵۔ الطبقات الکبریٰ دار الکتب العلمیہ، بیروت
- ۱۶۔ سیرت ابن ہشام المکتبۃ العلمیہ، بیروت
- ۱۷۔ الخصائص الکبریٰ دار الکتب العلمیہ، بیروت
- ۱۸۔ الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب دار الجیل، بیروت
- ۱۹۔ اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ دار الفکر، بیروت
- ۲۰۔ الاصابہ فی تمییز الصحابہ دار الکتب العلمیہ، بیروت
- ۲۱۔ التراتیب الاداریہ دار الکتب العربی، بیروت
- ۲۲۔ فرہنگ سیرت کراچی
- ۲۳۔ المنجد دار المشرق، بیروت

حمیری